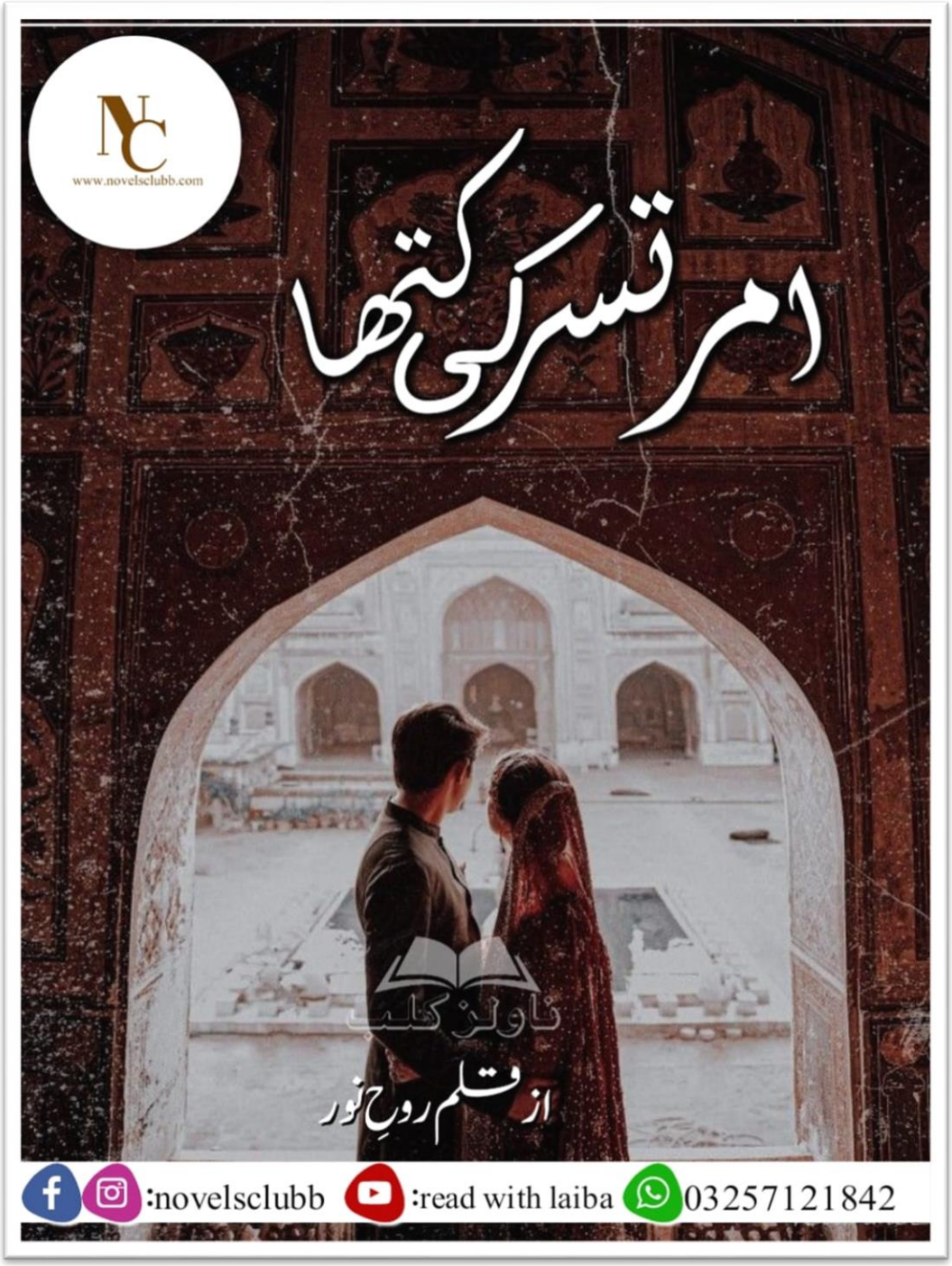
www.novelsclubb.com
امرتسر کی کتھا
ناولز کلب
از قلم روحِ نور
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

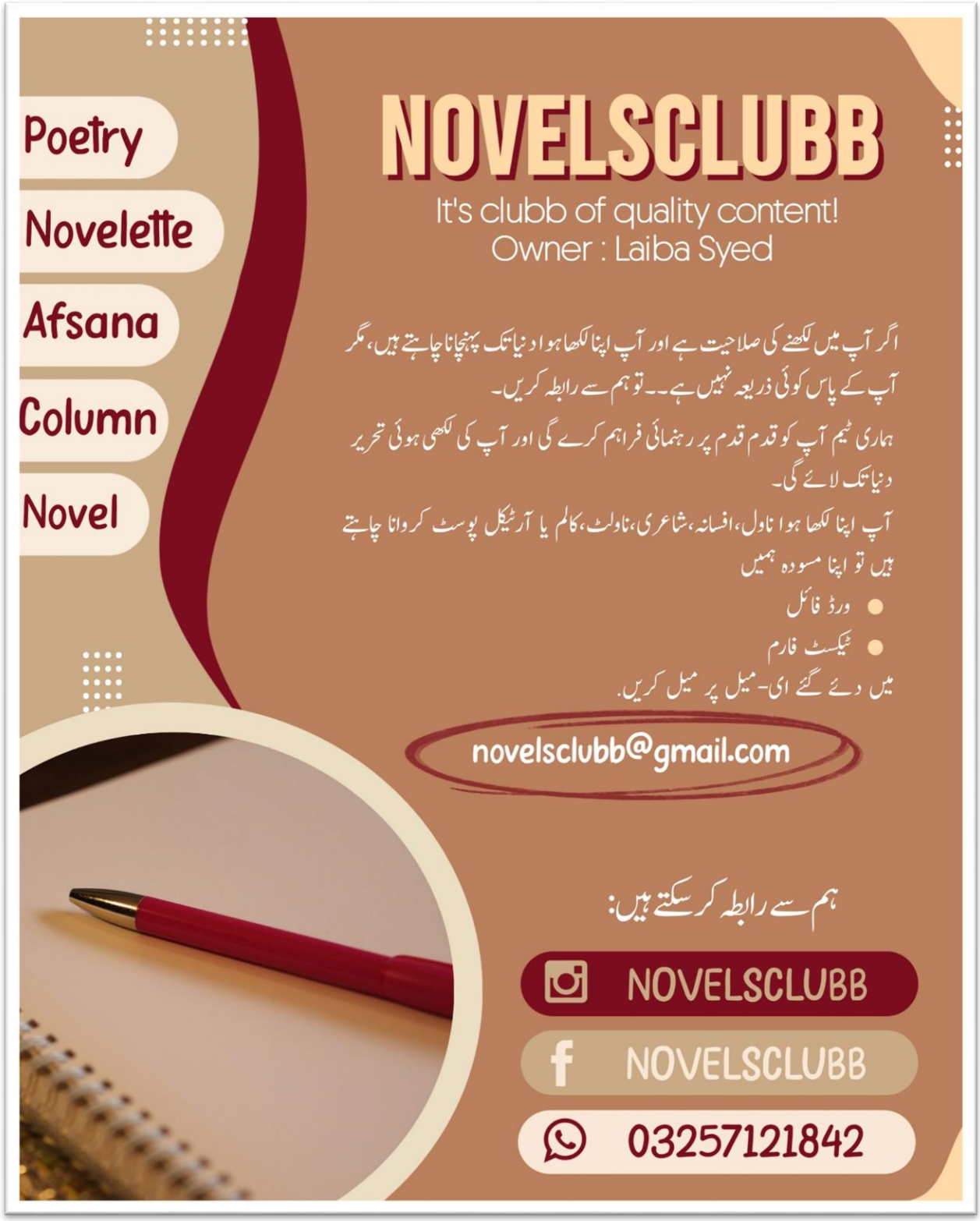
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای۔میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

امرتسر کی کتھا

از قلم

روحِ نور

www.novelsclubb.com

انتباہ:

اس کہانی میں موجود تمام کردار، واقعات، فرضی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے، کسی قسم کی مماثلت محض ایک اتفاق ہے۔ شکریہ۔

انتساب:

یہ تحریر میری ایک بہت ہی پیاری دوست "وریشہ خان" کے نام جس کا میرے لیئے ہونا بہت ضروری ہے۔

یہ تحریر میرے پیارے ریڈرز کے نام۔

www.novelsclubb.com

پیش لفظ:

یہ تحریر میرے دل کے بہت قریب ہے۔اس کا ہر کردار اپنی الگ کہانی لیئے ہوئے ہے اور اس سے آپ کو یقیناً بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔اچانک سے ایک واقعے سے جنم لینے والی میری یہ تحریر امید ہے آپ سب کو بھائے گی۔

دعاؤں کی طالب

روح نور۔

www.novelsclubb.com

Manchester(London)

Time:4:50Am.

نارنجی رنگ کی روشنی نے پورے آسمان کا بسیرا کر رکھا تھا۔ گلی سے بھانت بھانت کی بولیوں کی آوازیں اس کی سماعت پر بج رہی تھیں۔ گرم لو کا ایک تھپیڑا جب بالکنی میں کھڑی سنہری رنگت والی لڑکی کے چہرے سے ٹکرایا تو وہ ناگواری سے رخ موڑ گئی۔ سفید سلک کی فراک جس پر جالی دار کپڑا لگا تھا اس کے ٹخنوں کو چھو رہی تھی۔ بھورے گھنگریالے بال کمر پر کھلے پڑے تھے۔ کمرے کی چھت لکڑی کی بنی تھی جبکہ زمین پر ہاتھوں سے بنے قالین پر اس کے سفید پاؤں اضطراب کی حالت میں چکر لگا رہے تھے۔

یکبارگی لکڑی کا دروازہ ایک چڑچڑاہٹ سے کھلا۔

"چمپا"

www.novelsclubb.com

ایک سانولے رنگ کی، بیس بائیس سال کی لڑکی بھورے رنگ کی ساڑھی پہنے اندر داخل ہوئی تو وہ اسے پکار اٹھی۔

چمپا، "یہ باہر شور کیسا ہے؟"

"تمھے نہیں پتا مہر." سامنے والی کی آنکھوں میں اچھنبا ابھرا اور پھر وہ شرارت سے مسکرائی۔

"امرتسر کے راجکمار آج بازار تشریف لائے ہیں۔" چمپا اپنی ساڑھی سمیٹ کر نیچے بیٹھی تو وہ لڑکی بے چینی سے بالکنی میں چلی آئی۔

بھوی آنکھوں میں چمک در آئی۔

سفید رنگ کا وسیع و عریض رقبے پر پھیلا وہ سفید راج محل بڑی شان سے کھڑا تھا۔ گھنٹیوں کی فضا میں گونجتی آوازیں۔

"خوبصورت، بے انتہا خوبصورت"۔ لڑکی نے بولنا چاہا لیکن لفظ حلق میں پھنس گئے۔

www.novelsclubb.com

یک دم منظر ہوا میں تحلیل ہوا۔

اذان کی آواز بلند ہوئی تو وہ ایک توبہ شکن انگڑائی لے کر اٹھ کھڑی ہوئی۔اس نے سائیڈ ٹیبل پر موجود گھڑی پر ایک نگاہ ڈورائی اور پاؤں جوتے میں گھسیڑ کر واشروم میں بند ہو گئی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد جب وہ باہر نکلی تو اس کے روشن چہرے اور کہنیوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔اس نے اپنے کمرے کی کھڑکی کے کھلے پٹ دیکھ کر افسوس سے سر پر ہاتھ مارا اور پھر آگے بڑھ کر انہے بند کیا۔

مانچسٹر کی یہ ٹھنڈ اسے کبھی راس نہیں آئی تھی۔نزلہ،زکام اور الرجی۔اس نے جھرجھری لی اور آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر سیاہ شال کو اپنے چہرے کے گرد لپیٹنا شروع کیا۔

"وہ سفید محل کتنا خوبصورت تھا۔"ذہن میں تھوڑی دیر پہلے کے خواب کا منظر تازہ ہوا تو وہ سوچ کر رہ گئی۔اب تو اسے ایسے خوابوں کی عادت سی ہو گئی تھی۔

نماز پڑھنے کے بعد اس نے اپنے کب سے گلا پھاڑتے فون کو کینہ توز نظروں سے گھورا اور پھر پھاڑ کھانے والے انداز میں سامنے والے سے مخاطب ہوئی۔

"امتنان میں تمھیں ہزار مرتبہ کہہ چکی ہوں کہ یہ دیسی آنٹیوں کی طرح صبح صبح مت کال کیا کرو۔" آنکھوں میں طیش ہلکورے لے رہا تھا۔

"افریشم میری بات سنو، یونیورسٹی کا ویب پورٹل چیک کیا ہے؟؟ ہمیں ہمارے ریسرچ ورک کے ٹاسک سونپ دیئے گئے ہیں رات گیارہ بجے۔"

سامنے والے نے ایک ہی سانس میں بات مکمل کی تو اس کے اپنے گنگھریالے بال جوڑے میں سمیٹتے ہوئے ہاتھ تھمے۔

"کوئی خیر کی خبر سنانا امتنان۔" آنکھوں میں اضطراب ہلکورے لینے لگا۔

"راج محل امرتسر۔" انڈیا۔

امتنان کے جواب پر اس کے لب سکڑے۔ بھنویں ڈھیلی ہوئیں۔

"تمھے نہیں لگتا یہ کچھ زیادہ ہی پرانا ہے۔" یہ ہسٹری وغیرہ۔ امتنان کی بات کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

www.novelsclubb.com

افریشم نے ہاتھ بڑھا کر اپنا لیپ ٹاپ اٹھایا اور پھر کاؤچ پر پاؤں پسار کر بیٹھی۔

دران اور باقی سب کو علم ہے؟؟اس نے کان میں لگے آلے کو دبا کر کہا۔

اسکرین پر ویب سائٹ کھلی تھی جس پر ساری انفارمیشن اور ڈیٹیلز موجود تھیں اس کی آنکھیں تندہی سے اسکرین پر جمی تھیں۔

“Offcourse.”

"دران نے ہی مجھے انفارم کیا تھا۔"

افریشم نے اپنے نچلے لب کو دانتوں میں دبایا۔

"ایک اور بات بتانی ہے تمھیں؟؟" وہ جو کال کاٹنے والی تھی اپنی جگہ پر تھم گئی۔

دل زور سے دھڑکا۔(کیا دران نے گروپ چینج کر لیا یا وہ نہیں جا رہا؟)

"آج صبح دس بجے, انڈیا کی فلائٹ ہے ہماری۔" امتنان کی اگلی بات پر اس کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی۔

"میں نو بجے ادھم کے اپارٹمنٹ میں آجاؤں گی تم لوگ بھی وہیں آجانا۔" اللہ حافظ۔

ریشم نے سر کو اپنے ہاتھوں میں گرالیا۔

کتنا ارمان تھا اس کا ریسرچ ورک کے لیئے روما جانے کا۔

اف! دکھ، دکھ اور بے حد دکھ۔

وہ پانچوں اپنا بورڈنگ پاس لے کر ویٹنگ ایریا میں آگئے۔

"افریشم نور".

www.novelsclubb.com

اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد اور British nationality ہولڈر۔ بائیس سالہ غیر معمولی مشرق حسن کی مالک یہ لڑکی مانچسٹر یونیورسٹی کے ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کے دوسرے سال میں تھی۔

بادامی رنگت اور بھوری ذہین آنکھیں۔

"ادھم عزیز"

سٹڈی ویزے پر پاکستان سے لندن آنے والا ایک خوبرو نوجوان، نہ صرف اپنی تین بہنوں کا اکلوتا بھائی بلکہ باپ کے گزر جانے کے بعد ان کا سرپرست۔

یہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے تیسرے سال میں تھا۔

"اسامہ حیدر"

اسامہ بھی ادھم کی طرح سٹڈی ویزے پر دو سال قبل لندن آیا تھا لیکن غربت سے گھرے اپنے خاندان کو سپورٹ کرنے کے لیئے وہ یہاں پڑھ کم اور نوکریاں زیادہ کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"امتنان کبیر"

امتنان کبیر کا باپ مانچسٹر شہر کا میئر تھا۔یوں اس کی یہیں کی پیدائش تھی۔وہ ملنسار، ہمدرد اور نرم دل لڑکا تھا لیکن افریشم کو ریشما کہنے پر وہ اکثر گھتم گھتا نظر آتے تھے۔وہ بھی افریشم کے ساتھ دوسرے ہی سال میں تھا۔اس نے یہ شعبہ اپنی پسند سے چنا تھا۔

"دران کیف"

دران ایک ترک تھا۔اس کا والد ترک جبکہ والدہ ایرانی تھی۔گہری نیلی آنکھیں اور بھورے ماتھے پر بکھرے بال وہ بے حد وجیہہ مرد تھا۔اس کے چہرے پر جانے والی ہر نظر پلٹنا بھول جاتی تھی۔اپنی ضروری تعلیم مکمل کر کے وہ لندن چلا آیا پڑھائی کے ساتھ ساتھ وہ یہاں ایک فرم میں مینجر کی پوسٹ پر جاب بھی کر رہا تھا۔

"امتنان تمھے نہیں لگتا ہمارے گروپ کے لیڈر کو اس ٹاسک کے لیئے یونیورسٹی بورڈ سے اپیل کرنی چاہیئے تھی؟"اس نے ہاتھ میں پکڑی نیل پالش کا ڈھکن بند کیا اور پھر ایک نظر اٹھا کر دران کو دیکھا۔سیاہ شرٹ اور سرمئی جینز میں وہ فریش فریش لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

The handsome Duran Kaif..

اس کی دھڑکنیں بے ربط ہوئیں۔

امتنان نے اپنی گردن دران کی جانب موڑی۔

دران نے ایک گہری نظر سفید اور سرخ شرٹ اور سکرٹ پہنے اس گلابی رنگت والی لڑکی کو دیکھا اور پھر ادھم کی بڑھائی ہوئی ببل کو منہ میں رکھا۔۔ بالوں کی مڑی ہوئی لٹیں افریشم کے چہرے پر بڑے حق سے براجمان تھیں۔

"امتنان تم اپنی ٹیم ممبر کو بتا نہیں سکتے تھے کہ ڈیپارٹمنٹ نے صرف شہر بدلنے کی اجازت دی تھی۔ ملک پھر بھی وہیں رہنا تھا۔"

اب امتنان کی نظروں نے افریشم کا رخ کیا تھا۔

امتنان تم!۔۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔ایک منٹ۔۔

"امتنان تم دونوں کا قاصد نہیں ہے، آمنے سامنے بیٹھ کر تم دونوں میرے نام کی مالا کیوں جھپ رہے ہو۔" وہ تو جیسے تپ ہی گیا تھا۔

ادھم اور اسامہ خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے۔

www.novelsclubb.com

دران بحث نہیں چاہتا تھا اس لیئے اپنے بازوؤں کے کف موڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں کافی لے کر آتا ہوں". وہ کہہ کر نکلا ہی تھا کہ افریشم بھی فورا اپنی جگہ چھوڑ کھڑی ہوئی۔

"مجھے بھی کافی کی طلب ہو رہی ہے۔ابھی آتی ہوں۔"اس نے اپنا سر کھجاتے ہوئے بات مکمل کی اور ان تینوں کی نظروں کو اگنور کیا۔

ادھم،اسامہ اور امتنان نے "جاؤ جاؤ اپنی طلب پوری کر کے آؤ" والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"بد تمیز گدھے". وہ حساب برابر نہ کرے یہ نا ممکن تھا۔

افریشم بھاگنے والے انداز میں اس کے پیچھے لپکی۔

"آرام سے چلو افریشم۔اگر یہاں گری تو میں تمھیں سہارا نہیں دوں گا." وہ اس کو اونچی پتلی سفید ہیل میں بھاگتے دیکھ کر رکا اور اس کی جانب پلٹا افریشم اس کے اچانک پلٹنے پر اس کے سینے سے جا لگی تھی۔

استغفر اللہ۔وہ سرعت پیچھے ہوئی۔

دران اثر لیئے بغیر کاونٹر پر کافی کا آرڈر دے کر اس کے سرخ چہرے کو خاموشی سے دیکھنے لگا۔

"تمھیں میری بات سننی پڑے گی دران۔"اس نے دانت پر دانت جمائے تو دران ڈھٹائی سے کندھے اچکا گیا۔

"میں آپ کی بات سننے کا پابند نہیں ہو ملکہ عالیہ"!کیا نہیں تھا اس کے لہجے میں غصہ،طنز،بے اعتباری

اف!وہ سر جھکا گئی۔

"تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو دران۔وہ سب ایک غلط فہمی سے ہوا تھا،تم جانتے ہو۔"بھرایا ہوا لہجہ۔

آؤں ہوں۔۔۔اس کے لہجے پر غور نہیں کرنا دران۔۔۔ہر گز نہیں۔

www.novelsclubb.com

وہ ویسے ہی اثر لیئے بنا آگے پیچھے گزرتے لوگوں کو محویت سے تکنے لگا۔

"میں معذرت کرتی ہوں۔" اس کی بھوری آنکھیں میں نمی چمکی۔

"آپ تو بڑی جلدی مفروضے قائم کرنے والی خاتون ہیں۔ آپ کی معذرت کو میں کہاں رکھوں۔" دران نے ایک اکتائی ہوئی نظر اس پر ڈالی۔

وہ جانتا تھا کہ اب یہ موتی پلکوں کی باڑ توڑ کر نیچے جا گریں گے۔

"دران" اس کا گلابی ناک، ناخن چھیلتی انگلیاں۔

اور دران نے یہاں گردن جھٹک دی۔

"وہ ہر جنگ جیت جانے والا مرد اس لڑکی کے آگے ہار جاتا تھا۔"

"تمھاری کافی" کافی کا مگ اپنے سامنے دیکھ کر اس نے گردن اٹھائی تو وہ مسکرا رہا تھا افریشم بھی مسکرا اٹھی۔

وہ مان گیا تھا سچ میں۔۔۔بے یقینی۔۔

www.novelsclubb.com

جو آنکھیں ابھی پانی سے لبالب بھری تھی وہ ایک دم سے اپنی اصلی حالت میں لوٹ آئی تھیں۔

"ڈرامے باز" اس کے بڑبڑانے پر افریشم کے لب اور کھل اٹھے۔

"ویسے اگر میں تمھے اس چھلی ہوئی مرغی کے ساتھ نہ دیکھتی تو یقین کرو میں تم پر ہر گز الزام تراشی نہ کرتی۔"

"چھلی ہوئی مرغی".

سیریئسلی؟؟ وہ حیرت سے پلٹا تو افریشم پھر سے اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

"پلٹنے سے پہلے بتا دیا کرو دران". اس نے اپنی ناک سکوڑی۔

"ایک تو بار بار ٹکریں مار کر دل کے پرزے ہلا دیتا ہے۔" وہ صرف سوچ ہی سکی کہنا تو دور کی بات تھی۔

"وہ کافی ویل پرسنلٹیڈ لڑکی ہے ریشم" اور تم اسے چھلی ہوئی مرغی بول رہی ہو۔

دران تو ابھی تک اس کے طرز مخاطب پر حیران تھا۔

Whatever...

ہاتھ جھلا کر وہ اکیلے اکیلے پاپ کارن کھاتے ادھم کی جانب بڑھ گئی۔

"ہو گئی صلح تم لوگوں کی؟"ادھم نے تین پاپ کارن اٹھا کر اس کی ہتھیلی پر رکھے تو وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگی۔

ہوئی یا نہیں تمھیں اس سے مطلب؟؟اور یہ ادھر مجھے دو۔وہ اس پر جھپٹ پڑی تھی۔

بیچارہ ادھم۔۔۔

www.novelsclubb.com

وقت:3:30

انڈیا۔

چھ گھنٹے کی طویل فلائٹ کے بعد وہ پانچوں بلآخر انڈیا پہنچ چکے تھے۔ کھانا وہ فلائٹ میں ہی کھا چکے تھے سو فل وقت انھیں کسی چیز کی طلب نہیں ہو رہی تھی سوائے اپنی منزل پر پہنچنے کے۔

"اب ہم کیا کریں گے دران؟" اسامہ کی پریشان سی آواز پر وہ چاروں اس کی جانب پلٹے۔

"تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اسامہ، دران اپنا ہوم ورک مکمل کر کے آیا ہو گا۔ کیوں دران؟" ادھم کی بات پر وہ سر ہلا کر رہ گیا۔

"میں نے ایک ٹیکسی والے کو بول دیا ہے وہ ہمیں امرتسر چھوڑ آئے گا۔"

"شکریے ورنہ مجھے لگا ہمیں امریتا کو ساتھ لانا چاہیئے تھا۔" امتنان کی بات پر دران اور افریشم نے اسے آنکھیں دکھائیں جبکہ ادھم اور اسامہ تو ہنسی دبانے کے چکر میں تھے۔

"یہ امریتا کہاں سے آ گئی؟؟" افریشم نے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔

"امریتا کا یہ اپنا ملک ہے وہ ساتھ ہوتی تو سہولت ہو جاتی ریشما، مگر کیا کر سکتے ہیں اسے ریسرچ ورک کے لیئے اٹلی جانا پڑا۔"

امتنان کی بات پر تو افریشم کو صدمہ ہی لگ گیا تھا۔ وہ اٹلی (روما) گئی ہے۔ اس کی دکھتی رگ۔

"تم چھچھوندر پہلے مجھے نہیں بتا سکتے تھے میں اس سے اپنی جگہ سوائپ کر لیتی۔" اس کی بھوری آنکھوں کی تپش اسے جلانے کے درپے تھی۔

(سرخ و سفید لباس میں ایک دھندلے چہرے والی لڑکی طیش سے اس کے ہاتھ سے خطوط چھین کر اسے انگلی اٹھا کر کچھ کہہ رہی ہے۔) امتنان کو لگا یہ طیش اس نے پہلے بھی محسوس کیا ہے کبھی۔ کچھ منظر ذہن ہے پردوں پر حملہ آور ہوئے۔

"افریشم جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اب ہم جہان جا رہے ہیں وہاں کا سوچو۔" دران نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کیا تو وہ لب کاٹ کر رہ گئی۔

جبکہ امتنان شش و پنج میں گھرا رہ گیا۔

"صاحب آپ کو امرتسر کس جگہ جانا ہے؟" ٹیکسی ڈرائیور کے سوال پر بے زار افریشم نے دران کی جانب دیکھا۔

"راج محل" یک لفظی جواب دے کر وہ پھر سے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔

"آپ کو راج محل جانا ہے؟" اس کی آواز کا اثر تھا کہ کیا۔ وہ سب ایک ساتھ چونکے۔

"دیکھیں انکل وہاں کوئی بھوت پریت وغیرہ تو نہیں ہیں؟؟ ہمیں پہلے ہی بتا دیں". ادھم کی آواز پر افریشم کے چہرے پر سایہ لہرایا۔

"ارے کیسی بات کر رہے ہیں صاحب۔ وہاں کوئی بھوت پریت نہیں ہے۔ وہ تو محبت کا گڑھ تھا کبھی, لیکن ظالموں نے اجاڑ کھنڈر بنا دیا۔"

ڈرائیور کی بات پر انھوں نے سکھ کا سانس لیا۔

"وہاں کوئی رہائش کا انتظام موجود ہے؟"اسامہ کے سوال پر ٹیکسی ڈرائیور نے سر نفی میں ہلایا۔

"امرتسر شہر میں تو آپ کو ایک سے بڑھ کر ایک ہوٹل مل جائے گا لیکن راج محل کے پانچ چھ کلو میٹر دور تک کوئی رہائش موجود نہیں ہے۔"اس کی بات پر سب کے چہرے پر پریشانی کے آثار ابھرے۔

"دران اگر ہم شہر میں رہیں تو روزانہ اتنے دور جاتے ہوئے کافی وقت لگ جائے گا اور راج محل کے قریب کوئی جگہ نہیں ہے رہنے کی۔"

"اب کیا ہو گا؟؟"امتنان کی بات پر ان کی پریشانی اور بڑھی۔

www.novelsclubb.com

"صاحب راج محل کے سامنے ایک گھر ہے جہاں پر اس کی دیکھ بھال کے لیئے ایک چھوٹا سا خاندان موجود ہے آپ کو وہاں شائید رکنے کی جگہ مل جائے۔"

بہت شکریہ آپ کا انکل۔افریشم خوشدلی سے بولی تو وہ مسکرا دیئے۔

باقی سب بھی کافی حد تک پر سکون ہو گئے تھے

لیکن۔۔۔۔

قسمت

ماضی

مستقبل

اور

عشق ور قابت کا جال

ان کے انتظار میں تھا۔

www.novelsclubb.com

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وقت:6:30

"امرتسر"

ساڑھے چھ بجے کے قریب وہ راج محل کے قریب پہنچ چکے تھے گو کہ وہ ابھی انہیں نظر نہیں آیا تھا مگر وہ قریب تھے۔اپنے ماضی کے بہت قریب۔۔

شام کا نیم ملجا اندھیرا ہر جانب پھیل چکا تھا لیکن اتنا گہرا ابھی نہیں تھا کہ وہ ایک دوسرے کے چہرے تک نہ دیکھ پاتے۔ہوا میں نمی کا عنصر تھا۔

ٹیکسی نے جب انھے سڑک پر اتارا تو وہ ڈرائیور کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچنے کے لیئے پیدل چلنے لگے۔

ایک تو پتھریلی روش اوپر سے اس پر پھیلے چھوٹے چھوٹے کنکر اور گڑھے۔افریشم نے جھک کر ہیل میں اپنے سرخ پڑتے پاؤں دیکھے۔

"دران،ادھم میں ان ہیلز میں اور نہیں چل سکتی۔"

"کیا تم لوگ کچھ دیر رک سکتے ہو؟"وہ قدرے روہانسے انداز میں بولی۔

ابھی اتنان جو کچھ مرچی لگانے ہی والا تھا دران کی نظروں کی تنبیہ سمجھ کر خاموش ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"تم کچھ آرام دہ پہن لو۔" اسامہ کی بات پر اس نے مدد طلب نظروں سے دران کو دیکھا۔

"یہ اس سفید رنگ کے ہینڈ کیری کے سائیڈ پر میرے سینڈل موجود ہیں وہ نکال دو۔" افریشم کی بات پر دران چپ چاپ جوتے نکال کر اس تک چلا آیا۔

سڑک کے ایک جانب بڑے سے پتھر پر وہ جھکی اپنی ہیلز اتارنے میں مصروف تھی جب وہ سینڈل لے کر اس کے پاؤں کے قریب بیٹھا۔

ہر جانب یک دم گھپ اندھیرا ہوا گیا تمام منظر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

(ڈوبتے سورج کی کرنیں جھیل کے پانی سے ہو کر اس بھوری لٹوں والی لڑکی کے چہرے پر گر رہی تھی جو چاندنی میں نہائی ہوئی لگتی تھی، وہ مسکرا رہی تھی اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔

وہ خود ہاتھ میں باریک سی سونے کی پازیب پکڑے جھکا اس کے پاؤں میں پہنانے کی کوشش کر رہا تھا۔

دران کو لگا کہ وہ پازیب ایک دم دہک کر اس کا ہاتھ جلا گئی ہو۔)

وہ ایک جھٹکے سے سینڈل زمین پر پھینک کر پیچھے کی جانب ہوا۔

"یہ اس نے کون سا منظر دیکھا تھا ابھی۔۔؟"

سینڈل پہنتی افریشم نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"بہت مہنگا جوتا ہے میرا، یوں پٹخو تو مت." اسے برا لگا تھا۔

مگر دران۔۔۔وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا کچھ دیر پہلے کی جلن کا اثر تک موجود نہ تھا۔

امتنان اور ادھم نے بغور اس کی یہ حرکت دیکھی۔

www.novelsclubb.com

سات بجے کے قریب وہ لوگ اس سفید راج محل کے سامنے کھڑے تھے۔اندھیرا کافی گہرا ہو گیا تھا۔ایک مانوسیت سی محسوس ہو رہی تھی انھیں اس جگہ سے جیسے وہ صدیوں سے یہاں کے مکین ہوں۔

ہر جانب درختوں کا راج تھا، بڑی بڑی جھاڑیاں اور نوکیلے پتھر۔ درمیان سے گزرتی ٹوٹی پھوٹی سڑک کے دائیں جانب لکڑی سے بنا گھر تھا جبکہ بائیں جانب راج محل۔

افریشم نے گہری سانس لے کر اس دو منزلہ لکڑی کے کھٹولے کو دیکھا جس میں انھیں ایک مہینے کے لیئے رہنا تھا۔ لیکن افریشم کو وہ پھر بھی برا نہیں لگا تھا۔ نا جانے کیوں؟

دراوزے پر دستک دیتے ہوئے کئی پرچھائیاں اس کے ذہن پر نمودار ہوئیں۔

کچھ دیر بعد دروازے پر ایک بوڑھی عورت نمودار ہوئی۔ اس نے ہلکے نیلے اور کریم رنگ کی بے رنگ ساڑھی پہنی ہوئی تھی جس کا پلو سینے سے ہوتا ہوا پشت میں باندھا گیا تھا جیسے وہ ابھی کام مکمل کر کے آئی ہوں۔ سر کے بال مکمل سفید تھے لیکن آنکھوں میں جانچ لینے کی چمک تھی۔

"اماں۔ ہم مسافر ہیں چند دن یہاں رکنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں اجازت دیں گی؟؟؟" بوڑھی عورت کی خاموش نظروں سے گڑبڑا کر وہ فورا بولی۔

"اکیلی ہو بٹیا؟" ان کا لہجہ خالص ہندوستانہ تھا.

"نہیں اماں، میرے ساتھ میرے دوست بھی ہیں." وہ سامنے سے ہٹی تو اسامہ اور ادھم بیگز گھسیٹ کر لا رہے تھے۔ جبکہ امتنان ایک درخت کی اوٹ میں سگنل ڈھونڈنے میں مگن تھا۔

اور؟؟ بوڑھی عورت نے سوالیہ نظریں افریشم کے چہرے پر جمائیں تو اس نے نا سمجھی والے انداز میں اسامہ اور ادھم کو دیکھا۔

"ہاں افریشم تم نے بات کر لی؟؟" اور پھر دران وہاں چلا آیا، اس کی مخاطب افریشم تھی جس کی گردن ہاں میں ہلی، اس کے چہرے کی خوبصورتی وہاں کی ہر چیز کو مات دے رہی تھی۔ بوڑھی عورت اسے دیکھ کر مسکرائی اور پھر دراوزے کے سامنے سے ہٹ گئی۔

"آؤ بچو اندر آؤ۔" وہ سب اجازت ملتے ہی اپنی حیرت بھلا کر اندر گھس گئے۔۔

"کیا کبھی تم نے دبے قدموں ماضی کو حال میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔ مستقبل کو بدلنے کے لیئے۔"

گھر کا اندرونی حصہ بھی باہر کے منظر سے مختلف نہ تھا۔ کمرے کی دیواریں اور چھت لکڑی کے تھے لیکن وہ کافی بوسیدہ تھیں جیسے اب یہ بوجھ اٹھا اٹھا کر تھک چکی ہوں۔ زمین پر ایک موٹے کپڑوں کی بنائی ہوئی گدا نما چیز بچھائی گئی تھی جس پر دو تکیہ موجود تھے جبکہ ایک جانب پانی کا گھڑا اور سٹیل کا گلاس رکھا تھا۔ کمرے میں روشن دان تھے لیکن ہوا کے لیئے پنکھے کا انتظام نہیں تھا۔ دران نے ایک ہی نظر میں اطراف کا مکمل جائزہ لے لیا تھا۔

"تم چاروں یہیں اس کمرے میں رک جاؤ۔ میں اور بٹیا اس کے ساتھ والے کمرے میں رک جائیں گے۔"

"صبح ہوتے ہی میرا بیٹا اور بہو شہر سے آجائیں گے تو جس چیز کے ضروت ہوئی ان کو بتا دینا۔"

بوڑھی عورت جب ایک چاندی کے تھال میں کھانے کی کچھ چیزیں لے کر ان کے پاس آئی تو ان چاروں نے گردن اثبات میں ہلا دی۔

www.novelsclubb.com

سفر کی تھکان اتنی تھی کہ کھانا کھاتے ہی وہ سو گئے جبکہ دران نے افریشم کو جانے سے پہلے محتاط ہونے کا ضرور کہا تھا۔

دوسرے کمرے کا حال بھی ایسا ہی تھا مگر وہاں ایک چارپائی اور بستر موجود تھا۔

"بٹیا اس کے ساتھ ہی غسل خانہ ہے اگر تم چاہو تو منہ ہاتھ دھو لو۔ میں تمھارے لیئے کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔" وہ بہت مہمان نواز خاتون تھیں۔

"بہت شکریہ اماں۔" اس نے جلدی سے سوٹ کیس میں سے ایک جوڑا نکالا اور فریش ہونے چلی گئی۔

گو کہ یہاں لندن والی آسائشیں نہیں تھیں لیکن ان کے لیئے غنیمت تھیں ویسے بھی وہ اپنا کام نکالنے آئے تھے اس لیئے ہر چیز پر صبر شکر کر گئے۔

رات خیریت سے گزر گئی تھی لیکن جو صبح آج نمودار ہوئی تھی وہ کافی لمبی ہونے جا رہی تھی۔

دو سو بائیس سال لمبی اور پرانی۔

اس نے سیاہ لمبی قمیض پر سنہری پلازو پہن رکھا تھا۔ پاوں میں سیاہ سلیپرز تھے۔

بوڑھی اماں کسی کام سے باہر نکلی ہوئی تھیں، اور ابھی صبح کے صرف چار بجے تھے۔ دران، اتنان لوگوں میں سے ابھی تک کوئی نہیں اٹھا تھا۔ نوخیزی کی عادت صرف افریشم کو تھی۔ کمرے میں جب وہ بور ہو کر تھک گئی تو راہداری میں نکل آئی۔

ہر جانب دھول مٹی کے ڈھیر تھے۔ لڑکوں کے کمرے کے ساتھ سیڑھیاں موجود تھیں جو شائید دوسری منزل پر جاتی تھیں۔

اس کے قدم خود بخود اوپر کی جانب بڑھنے لگے۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک کمرا تھا لیکن اس پر بڑا سا تالہ موجود تھا۔

وہ خاصی مایوس ہوئی۔

www.novelsclubb.com

افریشم واپس جانے کے لیئے مڑی لیکن پھر دل کے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے اپنی آخری کوشش کرنا چاہی۔

افریشم نے ہاتھ بڑھا کر کنڈی کو پکڑا لیکن کسی قسم کا زور لگنے سے پہلے ہی کنڈی تالے سمیت دروازے سے اکھڑ کر نیچے جا گری۔ اگر وہ بروقت پاؤں کا بچاؤ نہ کرتی تو ضرور چوٹ کھاتی۔ یہ عمارت وقت کا بہت سا سفر طے کر کے آئی تھی۔

دروازہ کھلتے ہی گرد کے ایک گولے نے اس کے نتھنوں پر حملہ کیا جس سے بچنے کے لیئے اس نے فوراً ناک پر ہاتھ رکھا۔

فرش پر پڑا قالین ریزہ ریزہ ہو کر دھول میں بدل چکا تھا جبکہ مکڑیوں اور کیڑوں نے بڑے بڑے جال بن رکھے تھے۔

کمرے کے سڑک کی جانب والے حصے میں ایک بڑی سی بالکنی تھی۔ وہ میکانکی انداز میں اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"امرتسر کا سفید راج محل".

www.novelsclubb.com

"یہ سب میں نے کہیں دیکھا ہے۔"افریشم نے ذہن پر زور ڈالا۔

(بھورے گنگھریالے بال ہوا کے دوش پر لہرا رہے تھے جب وہ بالکنی سے سر نکال کر نیچے جھکی۔

خوانچہ فروشوں کی آوازیں، بھاگتے، بھاؤتاؤ بناتے گاہک

"چمپا جب راجکمار بازار سے گزریں تو ہمیں آواز دیجیو۔"

اس سنہری رنگت والی لڑکی کی بات سن کر نیچے بازار میں بیٹھی لڑکیوں کی کھلکھلاہٹ فضا میں بکھری۔

"مہریوں بالکنی میں کھڑے ہو کر بھلا راجکمار کا انتظار کیا جاتا ہے؟ نیچے تو آؤ"اپنی ایک سہیلی کی بات پر وہ ناک سکوڑ کر بالکنی سے مڑ گئی۔")

ایک ہوا سے بھی تیز عکس اس کی نظروں کے سامنے سے گزرا۔

افریشم کچھ دیر وہیں کھڑی رہیں۔راج محل سے آتی گھنٹیوں کی آوازیں تیز سے تیز تر ہوتی جارہی تھیں۔

اسے لگا جیسے وہ کسی خواب میں جا بسی ہو۔

عجیب۔۔۔بہت عجیب۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گہرے جنگل میں بھاگتے سرپٹ گھوڑے۔۔

نوکیلے تیروں کی بوچھاڑ۔۔۔

اوندھے منہ گراخون میں لت پت نسوانی وجود

مہارانی۔۔۔۔مہر۔۔۔۔۔قتل۔۔۔۔۔راجکمار۔۔۔۔۔سپہ سالار۔۔

زخمی وجود کو دیکھ کر بدن میں سنسناہٹ

عشقِ سازش کا شکار۔۔۔

www.novelsclubb.com

وہ غرا کر غدار کی جانب بڑھا۔۔۔

باشلق ق ق۔۔۔

خواب ایک دم سے ٹوٹا تو وہ بے ربط ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اپنے سینے کو مسلتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔

امتنان اور اسامہ گہری نیند میں تھے جبکہ ادھم نے مندی مندی آنکھیں کھول کر اپنے حواسوں پر قابو پاتے دران کو دیکھا۔

"تم نے مجھے پکارا دران؟" دران نے گردن موڑ کر ادھم کی جانب دیکھا اور پھر نفی میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"تم ٹھیک ہو؟" اس کے وجود کو پسینے میں شرابور دیکھ کر ادھم اٹھ کر اس کی جانب چلا آیا۔

"ادھم مجھے پانی دو۔" دران کی بات پر وہ گھڑے سے گلاس بھر لایا۔

اس نے گہری سانس لے کر ادھم کے ہاتھ سے پانی کا گلاس پکڑا۔

GOOD MORNING BOYS..

افریشم کی چہکتی آواز پر وہ دونوں سنبھل گئے۔

"کیا ہوا؟؟ایسے کیوں دیکھ رہے ہو جیسے میرے سر پر سینگ نکل آئے ہوں؟؟" وہ دونوں کو اپنی جانب ٹکر ٹکر دیکھتا پا کر بول اٹھی۔

"کچھ نہیں۔"

Good morning....

Morning Resham....

ادھم اسے جواب دے کر اتنان اور اسامہ کو جگانے لگا جبکہ دران اٹھ کر باہر چلا آیا۔

افریشم بھی اس کے ساتھ ہی باہر آئی۔

www.novelsclubb.com

"افریشم ناشتے کے فورا بعد ہمیں نکلنا ہے۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ جتنا جلدی ہو سکے ہمیں اپنا کام مکمل کرنا ہے۔"

"میں بھی یہی کہنے آئی تھی لیکن تم لوگ ابھی تک پڑے سو رہے تھے۔ خیر اماں ابھی واپس نہیں آئیں میں انہی کا انتظار کر رہی تھی۔"

اس نے افق پر ابھرتے سورج کی سرخی کو بغور دیکھتے ہوئے کہا تو دران نے اس کے گنگھریالے بالوں کو اپنی نظروں کے حصار میں لیا۔

"تمھیں پتا ہے افریشم مجھے لگتا ہے جیسے میں یہاں پہلے بھی آ چکا ہوں۔ یہ سب میرے سے بہت عرصے سے جڑا ہے۔" دران کے رکنے پر افریشم نے دونوں بازو سینے پر لپیٹ کر رخ اس کی جانب کیا۔

"مجھے بھی" اس کی ہلکی سی سرگوشی پر دران نے ایک جھٹکے سے گردن اس کی جانب گھمائی۔

جھٹکا اتنا شدید تھا کہ ہڈی تک کے چٹخنے کی آواز آئی۔

"تمھیں یہ ڈسٹرب کر رہا ہے؟" ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا افریشم کی روح کو تازہ کر گیا۔

"نہیں۔" صرف تجسس ہے یہ جان لینے کا کہ۔۔۔ دران کی بات اُدھوری رہ گئی

جب۔۔۔۔

"تم دونوں باقی باتیں کل کر لینا ابھی اندر آ کر ناشتہ کر لو۔" امتنان کی سڑی سڑی آواز پر ان دونوں کی گردنیں میکانکی انداز میں امتنان کی جانب گھومیں جو بکھرے بالوں میں چوکھٹ پر کھڑا انھیں ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ مزید بات کا ارادہ ترک کر کے اندر چلے گئے۔

کچھ باتیں اُدھوری ہی رہ جائیں تو اچھا ہوتا ہے۔

ناشتے کے بعد وہ اپنی چیزیں سمیٹنے کمرے میں آئی تو بوڑھی اماں کو بستر کی پائنتی جانب جھکا ہوا پایا۔

www.novelsclubb.com

وہ آگے بڑھی ہی تھی کہ بوڑھی اماں گڑبڑا کر پیچھے ہٹ گئی۔اسے لگا جیسے وہ کچھ چھپا رہی ہیں لیکن اس نے زیادہ اثر نہیں لیا۔

"اماں کوئی کام ہے تو مجھے بولیں۔"افریشم ضروری چیزیں سمیٹتے ہوئے ان سے مخاطب ہوئی تو انھوں نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"خوش رہو۔"اور "جیتی رہو".

"اماں امرتسر کے راج محل کی کیا کہانی ہے؟"اسکے ہاتھ کچھ پلوں کو رکے۔

بوڑھی عورت مسکرائی۔

"یہ آج سے کئی سو سال پہلے کی بات ہے بٹیا۔امرتسر پر مسلمان راجا کی حکومت تھی،اس راجا کی رعایا بے شک غیر مذہب تھی لیکن اس کی رحم دلی اور بہادری سے وہ سب خوش تھے۔اس وقت امرتسر کے پاس دو شیر جیسے راجکمار تھے جنھوں نے مستقبل کی بھاگ دوڑ سنبھالنی تھی۔"لیکن۔۔۔وہ چند ثانیے بلکل خاموش ہو گئیں۔

افریشم نے ہاتھ میں پکڑی شرٹ ایک جانب رکھ دی اور کچھ دیر بوڑھی اماں کو دیکھ کر کھڑکی کی جانب چلی آئی۔وہ جانتی تھی انجام اچھا نہیں تھا۔

"چھوٹے راجکمار کو محبت ہو گئی تھی مہارانی سے۔اور پھر اس محبت کی خاطر سب کچھ ختم ہو گیا۔سب کچھ۔۔

ریشم نے آنکھیں بند کر کے تازی ہوا اپنے اندر اتاری۔"

میں چلتی ہوں اماں۔ورنہ دیر ہو جائے گی۔پھر وہ رکی نہیں۔اپنے ماضی کی جانب بڑھنے لگی۔

"مہارانی مہر افروز"

بوڑھی عورت نے اس کی پشت پر جھولتے بھورے گنگھریالے بالوں کو دیکھ زیر لب نام لیا اور پھر ایک بوسیدہ کور والی کتاب بستر کے نیچے سے نکال کر لکڑی کی الماری میں رکھی۔

"داستان امرتسر" سرورق دھول مٹی سے پاک تھا مگر کہانی نہیں۔

www.novelsclubb.com

محل کے اطراف میں بڑے بڑے دیو ہیکل سرمئی پتھروں سے اونچی دیوار بنی ہوئی تھی لیکن گزرتے دور نے اس کو توڑ پھوڑ کا شکار کر دیا تھا۔اس لیئے دیوار میں شگاف تھے اور شگاف اتنے بڑے تھے کہ دو آدمی ایک ساتھ اس کے اندر سے گزر سکتے تھے۔

سورج پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا۔اسلیئے گرمی زوروں پر تھی۔لندن کی نسبت یہاں موسم گرم تھا۔

افریشم نے بالوں کی اونچی پونی بنا رکھی تھی جبکہ گلے میں سیاہ رنگ کے کیمرے کو لٹکا رکھا تھا۔اسامہ اور ادھم ہاتھ میں آئی پیڈ پکڑے اس پر تیزی سے انگلیاں چلا رہے تھے،امتنان سب کے آخر میں گرمی سے سرخ اور بے حال ہوتے چہرے کے ساتھ ایک جانب بیٹھا تھا،جبکہ دران اس اونچی فصیل کے ارد گرد گھوم کر اندر جانے کی کوئی مناسب جگہ تلاش کر رہا تھا۔

افریشم میں نے آؤٹ لائنز لکھنی ہیں ورک میں مجھے راج محل کی مختصر کہانی بتاؤ جو تم اماں سے سن کر آئی ہو۔"ادھم کی آواز پر وہ چونکی اور پھر پاس پڑے پتھر کو گھسیٹ کر اس تک لے آئی تاکہ ادھم کے قریب بیٹھ سکے۔

اتنا تفصیل سے تو نہیں بتایا انھوں نے مجھے لیکن "امرتسر کے راج کمار کو مہارانی سے محبت ہو جاتی ہے چونکہ وہ شاہی خون میں سے نہیں ہوتی اس لیئے انھیں مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔آخر پر اس نے کندھے اچکا دیئے۔

ایک منٹ تم نے کہا راجکمار یعنی وہ راجا نہیں بنتا نہ ہی تخت سنبھلتا ہے تو پھر وہ لڑکی مہارانی کیسے کہلائی؟؟؟ادھم کے سوال کا جواب ریشم نہیں جانتی تھی یہ اس کے تاثرات بتا رہے تھے۔

"میری اطلاعات کے مطابق ان دونوں کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔"امتنان نے بھی حصہ ڈالا تو ان دونوں کو بلکل یقین نہیں آیا۔۔

"کہانی کے بہت سے حصے غائب ہیں اور یہ ہم خود ڈھونڈیں گے۔اس لیئے ذہن پر زور مت دو تم لوگ۔"دران نے گویا بات ہی ختم کر دی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اگر کوئی راستہ تلاش کر لیا ہے تو اندر چلتے ہیں ورنہ اس سورج نے میری گوری رنگت کو جلا کر راکھ کر دینا ہے دران۔ میں واپس جا کر اپنی گرل فرینڈ۔۔۔ میرا مطلب ہے جسٹ فرینڈز کو کون سا منہ دکھاؤں گا۔" امتنان کی دہائی پر شائید دران کو ترس آ گیا تھا۔

جبکہ ادھم اور افریشم کا دل کیا وہ اسے یہیں دبوچ لیں۔

"یہاں پر ایک راستہ ہے لیکن ایک وقت میں ایک ہی آدمی اندر جائے گا اور پھر باہر سے آنے والے کی مدد کرے گا اندر کودنے میں۔" ادھم نے اس کی بات پر سر ہلایا اور پھر سب سے پہلے آگے بڑھا۔

چند ہی پلوں میں ادھم، اسامہ، دران اندر جا چکے تھے جبکہ دیوار کی دوسری جانب امتنان اور افریشم اپنی باری کے انتظار میں تھے۔

"ریشم اب تم اندر جاؤ." افریشم نے مسکراتی نظروں سے اس کی جانب دیکھا اور پھر سارے جہان کی معصومیت چہرے پر لے آئی۔

www.novelsclubb.com

"اور اگر تم ہم سب کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو۔۔۔؟" امتنان کا دل کیا وہ اپنا سر دیوار میں دے مارے۔

"ٹھیک ہے پھر یہیں رک کر میری رکھوالی کرو کیونکہ میں تو جا رہا ہوں اندر." وہ دونوں ہاتھ جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"گستاخ۔"

افریشم امتنان کے تیور دیکھ کر جھٹ سے آگے بڑھی اور نتیجتاً اپنا سر ایک بڑے پتھر کے ساتھ مار بیٹھی۔ دل سے ایک کوسنا امتنان کے لیئے نکلا۔

"اپنے جسم اور سر کو قدرے ڈھیلا اور پست کر کے آگے بڑھو ریشم۔" دران کی آواز پر اس کے لب مسکرائے۔ وہ ہر جگہ اس کے ساتھ موجود تھا اس کی مدد کو۔

وہ سب یہ معرکہ بھی سر انجام دے کر اب راج محل کے کئی فٹ اونچے لوہے اور چاندی کے بنے شاندار دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔

"دران اب اس کو پار کون کرے گا؟" افریشم کا تو منہ کھل گیا تھا۔

"شادی کی عمر میں یہ لوگ مجھے سے ایسے ڈراؤنے ایڈونچر کروا رہے ہیں۔" آہ امتنان آہ۔

"ناممکن نہ سہی لیکن اس کو پار کرنا بہت مشکل ہو گا۔" ادھم نے آگے بڑھ کر اس دورازے کو دھکیلنے کی ایک ناکام کوشش کی۔

"کوشش کرتے ہیں اگر یہ نہ کھلا تو واپس جا کر اماں اور ان کے بیٹے سے مدد لے لیں گے۔"

اتنے دور واپس جانے کا سوچ کر ہی ان کے منہ بن گئے۔

"تم تینوں آگے آؤ زرا" دران نے انگلی کے اشارے سے تینوں لڑکوں کو اپنی جانب بلایا۔

افریشم ایک جانب ہو کر ان چاروں کو دروازے کے ساتھ زور آزمائی کرتے ہوئے دیکھنے لگی۔

آدھے گھنٹے بعد وہ پسینے سے شرابور، مایوس سے پیچھے ہٹ آئے۔ ریشم ٹھوڑی تلے ہاتھ ٹکائے ان کو بڑی محویت سے دیکھ رہی تھی۔

"تم لوگوں کے بس کا نہیں ہے لڑکو". وہ اٹھی تو انداز شاہانہ تھا۔ جیسے شہزادی ابھی اپنے ایک اشارے سے ہر قفل کھول لے گی۔

اس نے کندھے سیدھ میں کیئے اور پھر گردن کو اٹھا کر، ایک شان سے چلتے ہوئے دروازے کے قریب بڑھی۔

"بہن کیوں خود کو یہاں کی مہارانی سمجھ بیٹھی ہو"۔ ادھم نے طنز کیا جسے وہ سرے سے اگنور کر گئی۔

"تم یہ دروازہ نہیں کھول پاؤ گی ریشم". اب کی بار دران نے بھی مزاحمت کی۔

افریشم نے دونوں ہاتھ دروازے پر زور سے جمائے، اس سے پہلے وہ حرکت کرتی اس کے ہاتھوں کے اطراف میں دو مردانہ ہاتھ آ رکے۔ وہ گردن نہیں موڑ سکتی تھی اگر ایسا کرتی تو اس کا چہرہ دران کے سینے سے ٹکراتا۔

ریشم دران کی جانب پشت کیئے اس کے حصار میں تھی۔

"کرو کوشش اب" دران نے ہلکا سا جھک کر اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔

امتنان اور ادھم سانس روکے انھے دیکھ رہے تھے جبکہ اسامہ نے افریشم کے کیمرے میں یہ منظر بند کیا۔

چند پلوں کا کھیل تھا اور ان دونوں کے ہلکے سے دھکے سے راج محل کے دو رازے نے اپنا سر خم کر کے ماضی کے ادھورے عشق کی کتاب کھول دی تھی۔

وہ تینوں منہ کھولے کبھی اس دروازے کو دیکھ رہے تھے جس کے دونوں پٹ مخالف سمت میں کھلے پڑے تھے تو کبھی بت بنے ریشم اور دران کو۔۔

وہی دونوں تو تھے اس قفل کی چابی۔

اندر کا جہان ایک لمحے کے لیئے انھیں مبہوت کر گیا۔ایسا لگتا تھا سپاہیوں کی فوجیں، پائلوں کی آوازیں، ریشمی پردے، آنچل اور محل کی خوبصورت عورتیں ابھی تک یہیں گھوم رہی ہیں۔

اندر گولائی میں چاروں جانب سیڑھیوں کا وسیع دائرہ موجود تھا ایسا جیسے کرکٹ سٹیڈیم میں ہوتا ہے جن کے وسط و اختتام میں محل کا وسیع صحن تھا جبکہ ان سیڑھیوں کے شروعاتی سروں پر چبوترے بنے تھے۔

صحن کے سامنے کی سیڑھیوں سے اوپر کی جانب چلیں تو محل کے اندرونی حصے کی جانب جانے کا راستہ تھا جس کا داخلی دروازہ کھلا تھا۔

یاداشتوں کی ایک لہر ان کے وجود میں سرائیت کر گئی۔

افریشم دران کے ہمراہ پہلی سیڑھی پر قدم رکھے کھڑی تھی۔

امتنان اور ادھم ان سے کچھ پیچھے تھے۔

اور اسامہ سب سے آخر پر سر اٹھائے بس محل کے گنبد نما سرے پر بندھی گھنٹی کو ہلتے اور بجتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

افریشم کے قدم دھیرے دھیرے سیڑھیوں کو پار کرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

(امرتسر کا سارا حسن تو جیسے "مہر افروز" کی آنکھوں میں تھا")

دران کی نگاہ بس اس کے ساتھ چلتی سنہری رنگت والی لڑکی پر تھیں۔

(ابریز عالم نے عشق کی خاطر اپنے تخت کو قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کیا تھا۔)

ادھم سے زیادہ جلدی شائید ہی وہاں کسی کو محل کے اندر جانے کی تھی۔

(سپہ سالار باشلق۔۔باشلق آج سے ہم تمھیں اپنا دائیاں بازو بناتے ہیں۔)

سیڑھیاں ختم ہوئیں تو امتنان کے قدم رک گئے۔

(تو تم ہو وہ محل کے "شاہی قاصد اور نگ دین" جو راجکمار اور ہمارے عشق کے گواہ بنو گے۔"سنہری رنگت والی لڑکی ایک دراز قد مرد کے سامنے کھڑی کچھ کہ رہی تھی۔)

چند گھڑیاں منجمد ہوئیں

ریت کی مانند سرکتے لمحے

سانپ کی طرح پھن پھیلائے ماضی

وہ سب محل کے اندر داخل ہو چکے تھے۔

اسامہ نے ایک جلتی ہوئی شمع کو پھونک سے بجھایا تو اندھیرے میں روشنی کی آخری کرن بھی ختم ہوئی۔

(آپ ہمارے سوتیلے نہیں سگے بھائی ہیں بہروز، ہم سے پہلے تخت کے حقدار ہیں آپ)

محل کے داخلی دروازوں کو ان پانچوں کو اپنے چکر میں قید کرنے کا حکم مل گیا تھا۔

افریشم نے چونک کر پیچھے دیکھا مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ وہ اپنی پوری قوت لگا کر دروازے کی جانب بھاگی کہ اسے بند ہونے سے روک سکتے مگر۔۔۔؟ وقت کی معیاد ختم ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

ہر جانب گھپ اندھیرا چھا گیا۔ وہ ایک دوسرے سے بچھڑ گئے تھے۔۔

وہ پانچ نفوس۔۔

اندھیرے میں ڈوبے۔۔۔

صرف سانس لینے کی آوازیں۔۔۔۔۔

اور خوف سے شرابور ان کے وجود۔۔۔۔

وقت کی سوئیاں الٹی ڈگر پر۔۔۔

"امرتسر انڈیا"

"سن 1800ء۔۔۔"

جاڑے کی دھوپ تھی اس لیئے من کو بھلی لگ رہی تھی۔دور دراز سے آئے فرنگی تاجر اپنے لمبے کوٹ اور ترچھی ٹوپیاں سر پر سجائے اپنے ساتھ لائے گئے مال کو جلدی جلدی بیچنے کے چکر میں ہلکان ہو رہے تھے۔مقامی مرد دھوتی نما پتلون پر چمڑے کے بنے کرتے میں ملبوس تھے جبکہ عورتیں ساڑھیوں کے پلو پشت کے گرد باندھے اپنے اپنے شوہروں کی دکانیں سمیٹنے میں مدد کر رہی تھیں۔آوازیں کستے خوانچہ فروش، مسافروں کو پانی پلاتے ماشکی اور لوہے کو گرم کر کے اس پر ہتھوڑے کی ضربیں لگاتیں لوہار۔ہر جانب گہما گہمی تھی۔بازار کی کچی گلی میں کوئی

نوجوان اپنا گھوڑا یا بگھی اڑاتے ہوئے گزارتا تو اٹھنے والی گرد پر گاہک و دکان دار اسے کوسنے لازم دیتے۔ بازار کے پچھلے حصے میں مٹی اور لکڑی کے بنے گھر تھے جو وہاں کے مقامی لوگوں کی رہائش تھی غالبا۔ یہ امرتسر کا مصروف ترین بازار تھا۔

سانولی رنگت کی ایک درمیانے قد اور مناسب نقوش کی لڑکی سر پر لکڑی کا ٹوکرا اٹھائے جلدی جلدی قدم اٹھائے چلی جا رہی تھی۔ بھورے لہنگے چولی پر ستاروں والا دوپٹہ جھول رہا تھا جبکہ بالوں کو اچھے سے چٹیا میں گوندھ رکھا تھا۔

"چمپا مہارانی جی سے سلام کہنا ہمارا." ایک بوڑھی عورت اسے اپنا پیغام دیتے ہوئے آگے بڑھ گئی تو وہ اونچا سا بڑبڑائی۔

www.novelsclubb.com

"پہنچا دیں گے بی اماں".

بھیڑ کی وجہ سے اسے راستہ بنانے میں کافی دقت کا سامنا تھا۔ اور منزل پر پہنچنے کی جلدی بھی تھی۔

سرخ رنگ کی لکڑی سے بنے مکان کے سامنے آ کر اس نے اپنے چہرے پر آئے پسینے کو پلو سے پونچھا اور پھر ٹوکرا اس مکان کے صحن میں بیٹھی ایک گندمی رنگت والی شلوار قمیض میں ملبوس فربہی مائل عورت کی جانب دھکیلا۔

"فریدن آپا یہ مہارانی نے نظرانہ بھیجا ہے جو پچھلے ہفتے تم نے مٹی کے گلدان بھیجے تھے۔"

وہ بولی تو آواز میں تکان تھی۔ عورت نے پانی کا گلاس اسے پکڑایا جس کے چہرے پر خوشی امڈ آئی تھی چمپا کی بات سن کر۔

"اور ہاں،" پانی کا گلاس چڑھا کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مہر کو لال باغ بھیج دینا شام کو". اب چلتی ہوں۔

"بیٹھو چمپا کھانا کھا کر جانا۔" عورت نے اس کو خالی ٹوکرا پکڑایا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں آپا، محل میں بہت کام پڑے ہیں۔" اوپر سے یہ موئے فرنگی مہمان۔ اللہ کی پناہ۔"

www.novelsclubb.com

"فریدن جانتی تھی کہ محل میں آئے روز ایسے مہمانوں کا آنا معمول تھا اور چمپا کا اس پر کڑھنا فرض۔"

"یاد سے بھیج دینا مہر کو۔" وہ یاد دہانی کروانا نہیں بھولی تھی۔

"بھیج دوں گی چمپا." اس کے جانے کے بعد وہ عورت پھر سے اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔۔

کام.....ہاں وہ برتن بناتی تھی مٹی سے۔"مہر افروز" کی ماں ایک کمہارن تھی۔

محل کے باغیچے کا عجب سماں تھا۔رنگ برنگے پھولوں سے لدی ڈالیاں اور ان پر پڑی شبنم۔۔بھوری پگڑیاں پہنے مالی پودوں کی کانٹ چھانٹ کرنے میں مصروف تھے جبکہ ادھر ادھر بھاگتے سپاہی شائید کسی کا حکم بجالانے کی جلدی میں تھے۔

اس نے سر اٹھا کر ڈوبتے سورج کی جانب دیکھا تو اس سورج کی کرنوں نے امرتسر کے راجکمار کی نیلی سمندر جیسی گہری آنکھوں میں خود کو ڈوبتے پایا۔

"راجکمار آپ کا گھوڑا تیار ہے". حکم کریں تو سپاہیوں کو ساتھ چلنے کا کہوں۔ایک نیلے رنگ کے لباس پر لوہے کی زرہ پہنے دیو قامت سپاہی اس کی پشت پر سر جھکائے کھڑا کہہ رہا تھا۔

وہ پلٹا تو۔۔ محل کے کمروں میں براجمان شہزادیوں نے کھڑکیوں کے سامنے سے پردے ہٹا دیئے۔۔

قابل دید قد کاٹھ کا مالک، بھورے بال، گھنی بھنوؤں اور پلکوں کی جھالر کے نیچے نیلی آنکھیں، روشن چہرے اور پیشانی کا مالک چھبیس سالہ راجکمار "ابریز عالم۔"

وہ امرتسر کے راج محل کا سب سے چھوٹا جانشین تھا۔

باغیچے کے بائیں جانب جالی دار پردے کے پیچھے کھڑی ملازماؤں نے انگلیاں دانتوں تلے دبائیں تھیں۔

اس نے ایک نظر سامنے کھڑے سپہ سالار کو دیکھا اور پھر نیام سے تلوار نکال کر اپنے بازو کو موڑ کر اس پر جمائی۔

"ہم شکار پر جا رہے ہیں جہانگیر"۔انداز تحکمانہ تھا۔

کیا تمھیں ہم بچے لگتے ہیں جو شکار پر سپاہیوں کی فوج اپنے ساتھ لے کر جائیں گے۔

سر کو ہلکا سا جھکا کر تلوار کی دھار دیکھتے ہوئے ابریز نے کڑے لہجے میں پوچھا تو سپاہی فورا گڑبڑا کر نفی میں سر ہلا گیا۔

"شاہی باورچی کو ساتھ لے لو، ممکن ہے کہ آج ہمارا نشانہ خطا نہ ہو". آواز میں ایک رُعب تھا۔۔ایک دبدبہ۔

تلوار کو نیام میں واپس ڈال کر اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو سپہ سالار نے شاہی کمان کندھے پر ڈالی اور دو چند سپاہی ساتھ لے کر اس کے ہمراہ چلنے لگا۔

یہ حرم کا منظر ہے۔وسیع و عریض راہداریوں سے ہوتے ہوئے ہال کا منظر باخوبی دیکھا جا سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہاتھوں سے بنائے گئے مٹی اور سونے چاندی کے آرائشی ڈیزائن ہال کے مختلف سروں پر لگائے گئے تھے۔ ریشم کے جالی دار پردوں سے ماحول اور خوبصورت لگ رہا تھا۔ حرم کو روشن رکھنے کے لیئے جگہ جگہ مشعلیں بھڑک رہی تھیں۔

دائیں بائیں مسہریاں سجی تھیں جن پر گاؤ تکیے لگے تھے۔ جبکہ وسط میں بھاری دبیر قالین تھے۔

سنہرے رنگ کا گھیرے دار فراق جس پر بے تحاشہ موتی ستاروں کا کام ہوا تھا۔ بھاری زیورات پہنے وہ ملکہ جہان آرا بیگم تھیں۔ ابریز عالم کی ماں اور مہاراجہ جہانداد عالم کی پہلی بیوی۔ گوری رنگت اور ڈھلتی عمر میں بھی وہ جہاں سے گزرتیں نظریں خود بخود جھک جایا کرتی تھیں۔

وہ اپنا لباس جھٹک کر جب مسہری پر بیٹھیں تو گھونگھٹ نما دوپٹہ اوڑھے خادمہ تھال لے کر ان کے آگے جھکی۔

www.novelsclubb.com

"ہمیں ابھی طلب نہیں ہے فیروزہ"۔ نگینوں سے سجی انگلیوں نے حرکت کی تو خادمہ کے قدموں میں پھرتی آئی۔

گھنگرو کی آواز پر انھوں نے چونک کر سر اٹھایا تو "ملکہ پکھراج بیگم "کو اپنے سامنے پایا۔

بھوری آنکھوں میں کوفت زدہ تاثر ابھرا۔

وہ دوسری زوجہ تھیں جہانداد عالم کی۔ جب شادی کے دس سال بعد تک جہان آرا بیگم کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی تو مہاراج کو اپنے تخت کی فکر لاحق ہوئی اور اسی لیئے انھوں نے اپنے جانشین کے لیئے نواب کی بیٹی سے دوسری شادی کی۔

شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی جب پکھراج بیگم کے ہاں بہروز عالم کی پیدائش ہوئی تو جہان آرا بیگم کا صبر بھی کام کر گیا اور ابریز عالم کی خوشخبری ان کی جھولی میں ڈال دی گئی۔

پکھراج بیگم جوان تھی اور خوبصورت بھی۔ مگر وہ کبھی بھی جہان آرا بیگم جیسا رعب و دبدبہ قائم نہ کر سکیں۔

مہارانیوں کا رواج تھا ہمہ وقت سج سنور کر رہنا، لیکن پکھراج بیگم کی پائل پہننے کی عادت سے جہان آرا سخت خفا ہوتی تھیں۔

ہاں البتہ محل کی خادماؤں کے درمیان ان کے ناک کی نتھ اور پائل کے خوب چرچے تھے۔

سفید دودھیا رنگت اور کھلتا چہرہ۔۔۔

"آپ کو خبر تو مل ہی گئی ہو گی مہارانی بیگم۔" پکھراج نے نظریں ترچھی کر کے پاس کھڑی فیروزہ کو دیکھ کر کہا تو وہ بے چینی سے پہلو بدل گئی۔

"ایسی بھی کیا خبر لائیں ہیں آپ پکھراج, جو آپ کو بیٹھنے تک کی ہوش نہ رہی". وہ بولیں تو انداز تمسخرانہ تھا۔

"لگتا ہے اس بار آپ کے مخبروں کو خبر نہیں ہوئی۔ خیر اب تو سارا امرتسر جانتا ہے مہاراج نے "بہروز عالم" ہمارے بیٹے کو اپنا اگلا جانشین نامزد کیا ہے۔" آواز میں غرور تھا فخر تھا۔

جہان آرا بیگم کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ معاملہ سمجھنے کے بعد ایک دم سے گردن پیچھے موڑ کر اپنی خادمہ فیروزہ کو آنکھوں میں چنگاریاں لیئے گھورا۔

"یہ ممکن نہیں ہے، وہ ہمیں بنا بتائے یہ اعلان کیسے کر سکتے ہیں". لہجہ ویسا ہی کرخت تھا مگر پریشانی واضع جھلک رہی تھی۔

پکھراج اپنا بھاری لباس سمیٹ کر مسہری پر بیٹھیں اور پھر پیچھے کھڑی اپنی خادمہ کو آنکھوں سے اشارہ کیا۔

"روپا شربت لایا جائے اور مہارانی بیگم کو بھی پیش کریں تاکہ وہ اپنے سینے کی جلن مٹا سکیں۔"

غصے کی ایک لہر ان کے وجود میں سرائیت کر گئی۔

"فیروزہ سپہ سالار جہانگیر کو خبر کرو کہ مہاراجہ کو بتایا جائے ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں ابھی اور اسی وقت". وہ مزید وقت ضائع نہیں کر سکتی تھیں۔۔۔۔ کسی طور نہیں۔

www.novelsclubb.com

پکھراج چاندی کا گلاس لبوں سے لگائے ان کے اضطرابی وجود کو بڑے سکون سے دیکھ رہی تھیں۔

"مہارانی ساسپہ سالار چھوٹے راجکمار کے ساتھ شکار پر گئے ہیں". فیروزہ کے جواب پر پکھراج قہقہ لگا کر ہنس پڑیں۔

"دیکھیں رانی بیگم جس راجکمار کو شکار سے ہی فرصت نہیں ملتی آپ ان کو امرتسر کے مہاراجہ بنانے کے خواب دیکھ رہی ہیں۔بہت خوب۔" وہ ان کی بے بسی سے محظوظ ہو رہی تھی۔

جہان آرا بیگم جب پلٹیں تو ان کے چہرے پر تپش کی لپیٹیں اٹھ رہی تھیں مگر وہ پر سکون ہو کر قدرے آگے کو جھکیں۔

"آخر کوئی تو بات ہو گی ہمارے راجکمار میں کہ شاہی سپہ سالار مستقبل کے ہونے والے مہاراجہ کو چھوڑ کر "ابریز عالم" کے ساتھ شکار پر گئے ہیں." بات بہت گہری تھی اور پکھراج بیگم کے چہرے پر تو یوں جیسے کسی نے طمانچہ دے مارا ہو۔

دھواں دھواں ہوتے وجود کے ساتھ پکھراج بیگم وہیں رہ گئی جبکہ جہان آرا بیگم کا رخ اب مہاراجہ جہانداد عالم کے دربار کی طرف تھا۔

تخت کی جنگ شروع ہو چکی تھی۔۔

خادمہ میرون رنگ کے لہنگے پر سیاہ رنگ کے بھاری کامدار دوپٹے کو اس کے کندھے پر سیٹ کر رہی تھی جب روپا زیورات سے بھرا تھال لیئے اندر داخل ہوئی۔

"تم جاؤ باقی روپا سنبھال لے گی۔" اس کی بات پر ملازمہ سامان سمیٹ کر واپس ہولی۔

"بولو روپا کیا خبر ہے؟"

سنہری اور بھورے رنگ کے پردوں اور قالین سے سجا وہ کمرہ "راجکماری ماہ پارہ" کا تھا۔

ماہ پارہ جہانداد عالم کے بڑے بھائی نواب عالم کی بیٹی تھی۔اپنی ذہنی بیماری کی وجہ سے تخت انھیں جہانداد کو سونپنا پڑا اس لیئے ان کی وفات کے بعد ماہ پارہ کی پرورش کا ذمہ ان کے سر تھا۔

آخر کو وہ شاہی خون تھیں۔

سنگ مرمر کے چھت پر سونے اور چاندی کے بنے فانوس تھے جن میں دیے ٹمٹمار ہے تھے۔

روپا نے آگے بڑھ کر ایک سونے کی مالا اٹھائی اور پھر اس کی نازک صراحی دار گردن پر پہنانا شروع کی۔

"راجکماری، مہاراجہ نے راجکمار بہروز عالم کو اپنا تخت سونپنے کا فیصلہ کیا ہے." خادمہ کی بات پر وہ دیو قامت آئینے کے سامنے سے اٹھ گئی۔

سیاہ آنکھوں میں بے چینی ہلکورے لینے لگی۔

مانگ ٹکا اور نتھ پہنا کر روپا اس کے پاس سے ہٹی تو وہ گم صم سی چوڑیاں کلائیوں پر چڑھانے لگی۔

"ابریز جانتے ہیں؟" آواز میں اداسی گھلی تھی۔

"معلوم نہیں شہزادی، راجکمار ابھی تک شکار سے لوٹے نہیں ہیں". روپا نے خالی تھال اٹھایا ماہ پارہ نے رخ موڑ کر اپنا عکس آئینے میں دیکھا۔

سیاہ آنکھیں اور ہم رنگ بال جو کمر پر کھلے پڑے تھے، کھلی کھلی رنگت اور لمبی پلکیں۔

"روپا جب راجکمار واپس آئیں تو ہمیں خبر کر دینا" بھاری جھمکے میں پھنسے اپنے بالوں کی چند لٹوں کو آزاد کرتے ہوئے اس نے حکم صادر کیا تو روپا "جیسا آپ کا حکم" کہہ کر پلٹ گئی۔

شام اپنے پر پھیلا کر سفید محل پر قبضہ کر چکی تھی۔

ماہ پارہ گہری سانس لے کر کمر کے بل بستر پر دراز ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"مہر، شام ڈھل رہی ہے۔ کتنی بار کہا ہے اس وقت تک مت سویا کرو۔" فریدن بیگم کمرے میں بکھرے پھیلاوے کو سمیٹنے لگی۔ شام کے پھیلتے اندھیرے کو دیکھتے ہوئے وہ اب باورچی خانے کا رخ کرنے والی تھیں۔

وہ کسمسائی تو گھنگریالے بالوں کی چند لٹیں چادر سے باہر جھانکیں۔

"چمپا بلوا وادے کر گئی ہے لال باغ کا مہر افروز". اب کی بار ان کے لہجے میں سختی تھی۔

ماں کی بات سنتے ہی وہ سرپٹ بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔یوں جیسے کسی چیز نے ڈنگ دے مارا ہو۔

"اماں پہلے کیوں نہیں بتایا کہ چمپا آئی تھی۔" وہ اپنی خفت چھپاتے ہوئے ان سے بولی تو فریدن بس اسے گھور کر رہ گئیں۔

وقت کا احساس ہوتے ہی وہ گھر کے اوپری کمرے کی جانب بھاگی۔

اسے جلدی تھی۔بہت جلدی کیونکہ آج بدھ تھا اور اسے شکار پر جانا تھا اپنی سہیلی چمپا کے ساتھ۔

تیر کمان کو اٹھا کر اس نے ایک طائرانہ نظر خود پر ڈالی اور پھر سیڑھیاں اترتی چلی آئی سامنے ہی فریدن چاولوں کو تھال میں ڈالے صاف کرنے میں مصروف تھیں۔

"جلدی آجاؤں گی اماں۔پریشان مت ہویئے گا۔"ان کے بولنے سے پہلے ہی مہر مسکرا کر کہتی چوکھٹ عبور کر گئی۔

سیاہ رنگ کے لہنگے پر سنہری اور کالے رنگ کی چولی جس پر ستاروں کا ہلکا ہلکا کام تھا۔گہرے سنہری رنگ کے ڈوپٹے کو سامنے سے لہنگے میں اٹکا کر ساڑھی کے پلو کی طرح ایک کندھے پر ڈال کر پیچھے پشت پر کھلا چھوڑ دیا گیا تھا۔

گھنگریالے بال کمر پر کھلے تھے جبکہ ان بالوں میں موتیے کے پھولوں کی لڑیاں خوبصورتی سے لگائی گئیں تھیں۔وہ کوئی سنگھار کرے نہ کرے اپنے بالوں سے یہ لڑیاں کبھی الگ نہیں کرتی تھی۔وہ اس کا آدھا حسن تھیں۔

www.novelsclubb.com

بھوری بڑی بڑی غزالی آنکھیں، ستواں ناک، بھرے بھرے لب اور اس پر چہرے کی سنہری رنگت۔

"مہر افروز امرتسر کی سب سے حسین لڑکی تھی".

بازار سے گزرتے ہوئے وہ پاس کھڑے بچوں کے گال کھینچتے ہوئے آگے بڑھتی چلی گئی۔ کئی فرنگی آدمیوں نے اسے مڑ مڑ کر دیکھا مگر وہ نظر انداز کرتی گئی۔

مطلوبہ پتے پر پہنچے ہی اس کے قدم تھم گئے۔

"سلام سخی چچا" مہر ایک ادھیڑ عمر شخص کی دکان کے سامنے رکی تو لوہے پر ضربیں لگاتا وجود اچانک سے اس کی جانب پلٹا۔

دکان میں موجود مزدور جب کھولتا سرخ لوہا ٹھنڈے پانی میں ڈالتے تو فضا ایک لمحے کے لیئے دھوئیں سے بھر جاتی۔۔

"کیسی ہو مہر بٹیا" وہ خوشدلی سے مسکراتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کر چکے تھے۔

"میں ایک دم خیریت سے ہوں۔ آپ تو جانتے ہی ہیں آج مجھے شکار پر جانا ہے اسی لیئے اپنا ہتھیار مانگنے آئی ہوں چچا۔" وہ رکی تو بوڑھا آدمی مڑ کر ایک ٹوکرے میں پڑے ہتھیاروں میں کچھ تلاشنے لگا۔

"جانتا ہوں بٹیا، جانتا ہوں۔" اسی لیئے تمھاری تلوار کی دھار آج ہی تیز کی ہے۔ لو دیکھ لو۔

ایک سیاہ دستے والی تلوار جس کے منہ پر بھورے چمڑے کا غلاف چڑھا تھا سخی چاچا نے اس کی جانب بڑھائی تو وہ اسے دیکھ کر کھلے دل سے مسکرا دی۔

"بہت شکریہ چچا۔" اس نے تلوار کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر جیب سے کچھ سکے نکال کر ان کے حوالے کیئے۔

"کیسا جا رہا ہے کام چچا؟"۔ تلوار کو اپنی کمر کے گرد بندھی نیام میں ڈال کر وہ دکان سے نکلنے لگی تو ایک دم کچھ یاد آنے پر رک گئی۔

"ہاں الحمدللہ بٹیا اچھا جا رہا ہے۔ آج صبح ہی شاہی محل کے سپہ سالار نے مہاراجہ کی جانب سے نئی تلواریں بنانے کا حکم دیا ہے۔" انھوں گردن موڑ کر کام کرتے مزدوروں کی جانب اشارہ کر کے کہا تو مہر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے۔

www.novelsclubb.com

"کس ماں کے لال نے امرتسر کی جانب نظر اٹھا کر دیکھنے کی جرآت کی ہے۔" وہ بولی تو آواز میں تناؤ تھا۔

"نہیں جانتے بٹیا۔ ہم تو حکم کے پابند ہیں۔" بوڑھا آدمی اب دوبارہ لوہے پر ضربیں لگانا شروع کر چکا تھا۔

"اللہ آپ کے کام میں برکت دے۔ اب میں چلتی ہوں۔" وہ ان کی بات پر سر ہلا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اٹھنے والی گرد میں اس کا گھوڑا غائب ہو گیا۔

"لڑکیوں چہرے پر چادریں لو۔" حرم میں شام کے کھانے کی تیاریاں عروج پر تھیں جب چندن بائی (محل کی سب سے عمر رسیدہ اور پرانی ملازمہ) ہانپتی ہوئی حرم میں آئیں۔

"خیریت ہے چندن بائی اتنی بھی کیا آفت آگئی ہے جو آپ کا سانس پھولا پڑا ہے۔" پکھراج بیگم نے پاس بیٹھی ماہ پارہ کی جانب دیکھ کر چندن بائی سے کہا تو وہ سر جھکا گئیں۔

"مہارانی راجکمار بہروز آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔" چندن کے بولنے کی دیر تھی۔ماہ پارہ اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ پکھراج بیگم کے چہرے پر دنیا جہان کی خوشی امڈ آئی۔

"پردے گراؤ چندن بائی۔اور لڑکیوں سے کہوں پردے کے پیچھے ہو جائیں جلدی۔ہمارے راجکمار آتے ہی ہوں گے۔" وہ تخت سے اٹھیں تو پائل کی بازگشت پورے حرم میں گونجی۔۔

"رکیں راجکماری ماہ پارہ"۔

ماہ پارہ جو جانے کو پر تول رہی تھی پکھراج بیگم نے اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ رک گئی۔

سنہری پردے درمیان میں حائل ہو گئے۔اب تخت پر پکھراج بیگم بڑی شان سے بیٹھی تھیں جبکہ دائیں بائیں گرے پردوں کے پیچھے تمام ملازمائیں کھڑی تھیں اور ماہ پارہ ایک جانب مسہری پر سر جھکائے بیٹھ گئیں۔

سفید رنگت پر تیکھے نقوش اور کالی آنکھیں۔شاہی لباس میں ملبوس ایک اٹھائیس سالہ نوجوان پکھراج بیگم کی جانب چلتا ہوا آیا تو وہ آگے بڑھ کر اسے گلے لگا گئیں۔

"کیسی ہیں والدہ حضور؟" بہروز نے ان کا سفید نگینوں سے سجا ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگایا اور پھر بڑی محبت سے ان سے مخاطب ہوا۔

"ہم بہت خوش ہیں بہروز." پکھراج بیگم نے ہاتھ کے اشارے سے انھیں تخت پر بیٹھنے کا کہا تو وہ پردے کے پیچھے بیٹھی ماہ پارہ پر ایک سرسری نظر ڈال کر تخت پر براجمان ہوا۔

"بہت مبارک ہو راجکمار. آپ ہی اس تخت کے اصل حقدار تھے." چندن بائی نے شربت کے گلاس پیش کیئے تو بہروز نے نفی میں گردن ہلا کر منع کر دیا۔

"آپ جانتی ہیں اس سے مہارانی بیگم خوش نہیں ہوں گی". وہ بولا تو لہجے میں پریشانی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ بس اپنے مستقبل پر غور کریں راجکمار۔ان سب کو دیکھنے کے لیئے آپ کی والدہ ابھی زندہ ہیں۔" پکھراج بیگم کو شائید بہروز کی بات پسند نہیں آئی تھی۔

"ہم ابریز کا انتظار کر رہے ہیں والدہ تاکہ ان سے رائے لے سکیں۔" ابریز کے نام پر ماہ پارہ کا دھڑکتا دل رک سا گیا۔

"یہ آپ کے بابا کا فیصلہ ہے راجکمار۔۔! آپ کو اس معاملے میں کسی کی رائے کی ضرورت نہیں۔" پکھراج بیگم کا لہجہ حتمی تھا جیسے بات ختم۔۔۔!

"والدہ حضور آپ کو پتا ہے یہ فیصلہ ابھی تک دیوان کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔" بہروز نے اپنی جگہ سے اٹھتی ماہ پارہ کو دیکھا اور پھر سے اپنی ماں کے چہرے پر نظریں جمائیں۔

"بہروز۔۔۔۔"

"مہارانی ساہم اجازت چاہتے ہیں۔ ہمیں کچھ ضروری کام ہیں"۔ماہ پارہ کی آواز پر پکھراج کے چہرے پر ناگواری ظاہر ہوئی۔

"راجکماری کیا آپ ہمارے راجکمار کو مبارک نہیں دیں گی؟؟۔اب کی بار وہ اٹھ کر اس کے سامنے جا کھڑی ہوئیں۔

بہروز بھی تخت سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

خادمائیں سانس روکے کھڑی تھی جیسے ابھی پکھراج بیگم آپا کھو دیں گی کیونکہ انھیں اپنی بات میں کسی کی مداخلت پسند نہیں تھی۔

"والدہ ہمیں اجازت دیں، دیوان میں مشیر ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے۔" اجازت مانگی تھی یا حکم دیا تھا پکھراج بیگم انکار نہ کر سکیں۔

وہ ان کا ہاتھ چوم کر حرم سے نکل آیا۔

"اگلی بار جب ہم بات کر رہے ہوں تو ہماری بات کاٹنے کی جرآت مت کریئے گا ماہ پارہ۔" پکھراج بیگم کے لہجے کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی سامنے والے کو بھسم کر دینے کو تھیں۔

مہارانی کے جاتے ہی چہل پہل دوبارہ شروع ہو گئی۔ کئی رکے ہوئے سانس بحال ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"رو پاشاہی طبیب سے ہمارے لیئے سر درد کی دوا لاؤ۔" لبوں کو سختی سے کچل کر وہ راہدری میں چلی آئی۔۔ مزید وہاں رکتی تو سانس لینا مشکل ہوتا۔

راہداری میں آتے ہوئے اسے احساس ہوا کہ راجکمار بہروزا ابھی تک وہیں موجود ہے۔

تھوڑا آگے بڑھنے پر اس نے زمین پر بکھرے کانچ کو دیکھا اور پھر کسی سپاہی کی سرزنش کرتے بہروز کو۔ یقیناً کچھ ہوا تھا وہاں۔

اس نے دوپٹے کا پلو فوراً چہرے پر جمایا۔

ماہ پارہ کی موجودگی کو محسوس کر کے اس نے سپاہی کو جانے کا اشارہ کیا۔

"تخت مبارک ہو راجکمار". نرم سی آواز پر وہ پلٹنا ہی بھول گیا۔

"شکریہ شہزادی". بہروز نے سر نہیں اٹھایا اور ماہ پارہ نے نظریں۔

اس کا وجود اتنا تھکا ہوا تھا کہ لفظ لبوں سے نکلنے پر انکاری تھے۔

"آپ جا سکتی ہیں شہزادی۔" اس کو یوں خاموش کھڑا دیکھ کر وہ بولا تو ماہ پارہ رکی نہیں۔

"جس تخت پر آپ بیٹھیں گے وہ ہمارے ابریز عالم کا تھا بہروز مگر خیر اللہ آپ کو مبارک کرے۔" اس نے کمرے میں آتے ہی دوپٹہ کھینچ کر اتارا اور پھر کنپٹیوں کو مسل کر روپا کا انتظار کرنے لگی۔

سورج اپنی مدت پوری کر کے جا چکا تھا۔ جنگل اتنا گھنا نہیں تھا لیکن اندھیرے کی وجہ سے خاصا گھنا لگ رہا تھا۔ چمپا کو محل سے بلاوا آ گیا تھا اس لیئے اسے لال باغ سے ہی واپس جانا پڑا۔

وہ مہر افروز تھی اپنے کام کو مکمل کیئے بنا واپس جانا اس کی شان کے خلاف تھا۔ سو اکیلے ہی چلی آئی۔

وہ چہرے پر دوپٹے کا نقاب چڑھائے ہاتھ میں موجود کمان میں تیر کو کھینچ کر بڑے چوکنے انداز میں آگے بڑھ رہی تھی۔

جب بھی کسی خشک پتے پر اس کا پاؤں آتا تو درختوں کی شاخوں سے پرندوں کے غول پھڑ پھڑا کر اڑ جاتے۔

مہر ایک بھاگتے ہرن کو دیکھ کر درخت کی اوٹ میں ہوئی تو اس نے دائیں جانب موجود جھاڑی کو ہلتے ہوئے پایا اس نے فورا کمان میں سے تیر کو آزادی دی۔

تیر نشانے پر لگا تھا شائید، اس لیئے اب جھاڑی میں کوئی حرکت نہیں ہو رہی تھی۔

ہرن نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا اس لیئے مہر دبے پاؤں چلتی ہوئے آگے بڑھتی گئی۔

جھاڑی کو ہٹانے کے لیئے اس نے ہاتھ آگے بڑھایا مگر اپنے پیچھے بھاگتے قدموں کی چاپ پر وہ پھرتی سے مڑی۔اس کی توجہ بھٹکی تھی۔

ایک موٹے تازے غزال کو بھاگتا دیکھ کر اس نے کئی تیر چلائے مگر وہ بچ نکلا۔اسے افسوس ہوا۔۔بے حد افسوس۔

اس کی توجہ پھر سے ہلتی جھاڑیوں کی جانب بھٹکی۔کوئی وجود موجود تھا اس کے پیچھے یہ اس کی چھٹی حس کہ رہی تھی۔

تیر کمان کو ایک ہاتھ میں منتقل کر کے اس نے سوکھی جھاڑی ہٹائی مگر سامنے موجود شخص شائید تیار بیٹھا تھا اس نے پھرتی سے مہر افروز کے خالی ہاتھ کو پشت سے لگا کر اس کی گردن پر خنجر رکھا۔

مہر کی پشت اب اس شخص کے سینے کے ساتھ لگی تھی جبکہ اس کا ایک ہاتھ ابریز کی گرفت میں تھا اور تیر کمان والا ہاتھ پہلو میں گرا تھا۔

ابریز کی سانسیں مہر کو اپنی گردن پر محسوس ہو رہی تھیں۔ خنجر والے ہاتھ کا دباؤ زیادہ تھا جس کی وجہ سے وہ سانس روکے کھڑی تھی۔

خاموش ویران جنگل میں وہ دو وجود ایک دوسرے کے سامنے صف آرا تھے۔ جانوروں نے اپنے بلوں سے نکل کر یہ دلچسپ منظر دیکھا۔

"امرتسر کی عورتیں کب سے اندھیرے میں شکار کرنے لگ گئیں" وہ بولا تو آواز بھاری اور ٹھہری ہوئی تھی۔ مہر کو اپنی بے احتیاطی پر غصّہ آیا۔

"لگتا ہے امرتسر میں نئے آئے ہو یا یہاں کے حکمرانوں سے واقف نہیں ہو، تبھی یہاں کی عورت کی گردن پر خنجر رکھنے کی جرآت کی ہے۔" ابریز کے برعکس مہر کا لہجا قہر برساتا ہوا تھا۔

"اس بات کی فکر آپ مت کریں محترمہ، بس یہ سوچیں کے خود کو ہماری گرفت سے کیسے بچائیں گی۔" وہ مزید سر جھکا کر اس کے کان کے قریب ہوا تھا، اس کے پر سکون لہجے پر وہ قدرے ٹھہر سی گئی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی وجہ سے ہمارا شکار بھاگا ہے مسافر۔اگر ہم آپ کی گرفت سے نکل گئے تو آپ کے لیئے مشکل کھڑی ہو جائے گی۔"جواب اتنے ہی دلیرانہ انداز میں آیا تو ابریز کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"آپ کو واقعی ڈر نہیں لگتا؟"ابریز کے تجسس پر اب مہر کے مسکرانے کی باری تھی۔

"ہم حفاظت کرنے والوں سے ڈرا نہیں کرتے راجکمار"کیا انداز تھا۔ابریز کی خنجر پر گرفت ڈھیلی ہوئی۔

"کیا میں جان سکتا ہوں کہ آپ نے مجھے راجکمار کیوں کہا؟؟"خنجر گردن سے ہٹ چکا تھا۔اسی موقع کی تلاش میں موجود مہر پلٹی اور تیر کمان کو ابریز پر تان لیا۔یہیں وہ دو بھوری غزالی آنکھیں امرتسر کے راجکمار کو لے ڈوبیں تھیں۔

"اتنی جرآت یہاں کے راجکمار میں ہی ہو گی جو مہر افروز کی گردن کو اپنے خنجر تلے لا سکے۔"تپتا لہجہ اور باور کرواتی آنکھیں۔کمان پر گرفت مزید سخت ہوئی۔

ابریز ویسے ہی نقاب سے جھانکتی آنکھوں کو بڑے غور سے دیکھتا رہا۔

"ہم چاہیں تو یہ تیر آپ کے سینے میں اتار سکتے ہیں مگر اس بار کے لیئے آپ کو معاف کرتے ہیں". اپنی بات کہ کر وہ سائے کی مانند ابریز کی آنکھوں کے سامنے سے اوجھل ہو گئی۔

"معاف کیجئے گا راجکمار مجھے آتے ہوئے دیر ہو گئی۔" سپہ سالار کی آواز پر وہ چونکا جو مؤدب سا اس کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

"بہت دیر ہو گئی ہے جہانگیر، ہمیں اب واپس چلنا چاہیئے". اس نے خنجر کو اپنے لباس میں اڑسا اور اپنے گھوڑے کی جانب بڑھ گیا۔

ابریز عالم نے شکار کیا تھا یا وہ شکار ہوا تھا یہ تو وقت بتائے گا۔

.....

www.novelsclubb.com

آئینے کے سامنے کھڑے کھڑے اس نے اپنی گردن پر موجود کھروچ کو اپنے انگلیوں کے پوروں سے چھوا تو جنگل کا منظر اس کی نظروں کے سامنے تازہ ہو گیا۔

"ہزار مرتبہ کہ چکی ہوں اکیلے مت نکل جایا کرو۔" فریدن بیگم نے تو جب سے اس کے گھوڑے سے گرنے کا سنا تھا، تپی بیٹھی تھیں۔

ہاں اس نے سچ نہیں بتایا تھا۔۔اور وہ کبھی بتائے گی بھی نہیں یہ تو طے تھا۔

"اماں زیادہ چوٹ نہیں لگی کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔میں چھوٹی بچی تو نہیں ہوں." فریدن نے مٹی کے پیالے میں سبز رنگ کا پیسٹ اس کی جانب بڑھایا تو وہ ململ کے کپڑے کی مدد سے اسے گردن پر لگانے لگی۔

"مصیبت کے آنے کا پتا نہیں چلتا مہر۔دوا لگا کر باورچی خانے میں آجاؤ." فریدن دوٹوک کہتی خاموشی سے کمرے سے چلی گئیں تو وہ گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

"مہارانی پکھراج نے صبح محل میں بلوایا ہے، چلو گی ساتھ؟" فریدن نے گھڑے سے پانی انڈیلا تو مہر کا نوالہ حلق تک جاتے جاتے رہ گیا۔

"خیریت ہے اماں؟" اس کی بھوری آنکھوں کی پتلیاں سکڑیں۔

"نا جانے اتنی بے خبر کیسے ہو تم مہر؟ پکھراج بیگم کے بیٹے کو تخت کا اگلا وارث نامزد کر دیا ہے مہاراج نے۔بس اسی خوشی کے لیئے آس پاس کے علاقوں کی مہارانیاں دعوت پر آرہی

www.novelsclubb.com

ہیں۔ ہمیں ہاتھ بٹانے کے لیئے بلوا رہی ہوں گی۔" وہ خاموش ہوئیں تو مہر نے بمشکل نوالہ حلق سے اتار۔

"راجکمار بہروز عالم"؟؟اس نے تصدیق چاہی۔۔

"ہاں وہی ہمارے بڑے راجکمار۔" اب وہ اپنے لیئے کھانا نکال رہی تھیں۔

"آرام کرلوں اب میں اماں". وہ اٹھنے لگی تو فریدن بیگم کی آواز پر اس کے قدم زنجیر ہوئے۔

"چلو گی ساتھ؟؟"

"نہیں اماں آپ جانتی تو ہیں۔ میرا وہاں کیا کام." مڑے بنا ہی بولی تو وہ اپنے کام میں مصروفِ ہو گئیں۔

"جیسی تمھاری مرضی مہر۔"

اپنے کمرے میں آنے کے بعد اس نے گردن سے بال ہٹا کر زخم کو دیکھا اور پھر بالکنی میں جا کھڑی ہوئی۔

سفید محل روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔رات کے اس پہر بھی وہاں خاصی چہل پہل تھی۔

"سفید محل اور اس کے باسی"۔اس کے لبوں نے ہلکی سی سرگوشی کی۔

مہر جانتی تھی کہ مہاراجہ جہانداد کے دو بیٹے ہیں مگر اس نے کسی ایک کو بھی دیکھ نہیں رکھا تھا۔

اور آج جس سے ملاقات ہوئی تھی وہ کون تھا؟؟

ابریز عالم یا بہروز عالم!!۔دماغ کڑیاں ملانے لگا مگر اس کا حل چمپا ہی تھی وہی اسے بتا سکتی تھی کہ ماجرا کیا ہے؟

اگلی صبح کا سورج طلوع ہوا تو ہنگامے بھی ساتھ ہی شروع ہو گئے۔ محل میں مہاراج کی جانب سے دیوان خاص طلب کیا گیا تھا۔ تیاریاں عروج پر تھیں۔

اپنے سجے سنورے سراپے کو آئینے میں دیکھ کر جہان آرا بیگم اپنی مسہری پر راجمان ہوئیں تو چندن آپا نے سیاہ شال کو ان کے سامنے پیش کیا۔

جہان آرا بیگم کی آنکھیں آج ان کی مصنوعی مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں۔

"(مہاراج آپ ہمیں بنا بتائے اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر سکتے ہیں؟" آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمیٔ تھی۔

ایک شاہی لباس میں ملبوس ادھیڑ عمر رعب و دبدبے والا شخص بڑے شان سے تخت پر بیٹھا اپنے سامنے کھڑی جہان آرا بیگم کو صبر آزما انداز میں دیکھ رہا تھا۔

"آپ بھول رہی ہیں کہ کس کے سامنے کھڑی ہیں جہان آرا؟" ایک جلال تھا کہ کیا وہ سر جھکا گئیں۔

"ہمیں معاف کریں حضور مگر میری ممتا یہ گوارا نہیں کر رہی۔" ان کے گرتے آنسو دیکھ کر جہاندار اپنی جگہ سے اٹھے اور پھر جہان آرا بیگم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ تخت کی جانب لے آئے۔

"ہماری طرف دیکھیئے جہان آرا، وہ ہمارے بڑے بیٹے ہیں، ان کا حق بنتا ہے۔ اور ایک حکمران ہونے کے ناطے ناانصافی ہمیں زیب نہیں دیتی۔" ان کا لہجہ انتہا کا نرم تھا۔ جہان آرا بیگم خاموش ہو گئیں۔ وہ انھیں مورودِ الزام نہیں ٹھہرا سکتی تھیں۔)

"مہارانی سا آپ پریشان نہ ہوں۔ اللہ بہتر کرے گا سب۔" چندن بائی نے جہان آرا بیگم کو شال دیتے ہوئے کہا تو گہری سانس لے کر سیدھی ہو بیٹھیں۔

www.novelsclubb.com

"ہمیں اپنے بیٹے کے مستقبل کی فکر ہے چندن بائی۔ ہم انھیں پکھراج کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتے۔" چندن بائی کے پاس دلاسے کو کوئی لفظ نہیں تھے۔

"چلیں مہارانی سا دیوان کا وقت ہوا چاہتا ہے۔"

دوسری جانب اپنے کمرے میں گہری سرخ رنگ کی انارکلی فراک پر وہ بھر بھر کر زیوارت پہنے نک سک سی تیار بیٹھی تھیں۔

"روپا ہمیں پائل پکڑاؤ۔" پکھراج بیگم نے مہندی سے سجی ہتھیلی روپا کے سامنے پھیلائی تو وہ شش و پنج میں آگے بڑھی۔

"رانی سا آج پائل نہ پہنیں". وہ قدرے ڈرے ہوئے انداز میں بولی تو پکھراج بیگم نے اسے سپاٹ نظروں سے دیکھا۔

"ہم نے تم سے مشورہ نہیں مانگا نہ ہی ہمیں تمھارے مشورے کی ضرورت ہے۔" ان کے تیور دیکھ کر وہ خاموش ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"جلدی جلدی ہاتھ چلاؤ، ہمیں آج کے دن دیر نہیں کرنی."

"جو حکم رانی سا"۔ روپا تو بس حکم کی غلام تھی۔

بستر پر پوشاک اور طرح طرح کے سنگھار بکھرے پڑے تھے مگر وہ رات کے سفید لباس میں ملبوس کھڑکی کے سامنے کھڑی باغیچے میں کام کرتے سپاہیوں کو دیکھ رہی تھی۔

آنکھیں رت جگے کا شکار تھیں۔دیوان میں اسے بھی جانا تھا مگر وہ وہاں ابریز کا مایوس چہرہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

"راجکماری آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئیں." چندن بائی اس کے کمرے میں جہان آرا بیگم کا پیغام دینے آئیں تو ماہ پارہ کوئی بہانہ تلاش کرنے لگی۔

"ہماری صحت کچھ ٹھیک نہیں ہے چندن آپا۔آپ مہارانی ساکو منع کر دیجیئے۔"بستر کی پائنتی جانب بیٹھتے ہوئے وہ زرا کی زرار کی اور پھر لال چنری کو اٹھا کر اپنے کندھے پر پھیلایا۔

"معاف کریں راجکماری لیکن مہارانی نے سختی سے آپ کو اس حکم کا پابند کیا ہے۔"

خاموشی کا ایک طویل دورانیہ گزرا اور پھر کچھ دیر بعد وہ ناچاہتے ہوئے بھی تیار ہونے کو بیٹھ چکی تھی۔

سورج سوا نیزے پر آیا ہوا تھا لیکن بازار کے محنتی لوگ اس گرم موسم کی پراہ کیئے بنا اپنے کاموں میں لگے تھے۔

بازار کے آخری سرے پر لوہے کے کھٹولے کے اندر سرخ رنگت والا بوڑھا آدمی لکڑی کے بھاری بھاری ٹکڑے سمیٹ کر ایک جانب رکھ رہا تھا، ساتھ ہی لوہے کے آرے اور لکڑی کاٹنے کے مختلف اوزار پڑے تھے۔

"لڑکوں اس جگہ کو جلدی سے صاف کر دو مجھے کچھ سامان تیار کرنا ہے۔" بات کے اختتام پر وہ بوڑھا آدمی کسی کی ہانک پر دکان سے باہر چلا گیا۔

ایک سفید، صاف رنگت اور سیاہ آنکھوں والا نوجوان اطراف کا سرسری سا جائزہ لیتا ہوا تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔۔

اس نے بھوری پینٹ اور ہلکی رنگت کی چمڑے کی قمیض نما شرٹ پر ترچھی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ وہ خاصا خوش شکل لڑکا تھا۔

"سب اچھا جا رہا ہے نا اورنگ"؟ پاس سے گزرتے ایک آدمی نے پوچھا تو وہ مسکرا کر سر ہلا کر آگے بڑھ گیا۔

وہی بوڑھا آدمی اب اس کھٹولے کے باہر ایک لکڑی کی پرانی کرسی پر بیٹھا تھا جب وہ نوجوان اس کے پاس آکر رکا، سر سے ٹوپی اتاری تو سیاہ بال پھسل پر ماتھے پر آرکے۔

"ارے اورنگ تم یہاں؟؟ تمھیں تو آج فتح پور جانا تھا؟ بوڑھا آدمی حیرت سے اپنی جگہ سے اٹھا تو نوجوان کے ماتھے پر شکنوں کا جال امڈ آیا۔

"بابا دیوان کے ختم ہونے کے بعد مہاراج نے آپ کو محل بلوایا ہے۔" محل کا سنتے ہی بوڑھا آدمی سیدھا اور چوکنا ہو گیا۔

"ٹھیک ہے میں چلا جاؤں گا مگر تم اپنی ماں کو بتا کر جانا۔" اب وہ بولتا ہوا دکان کے اندر جا رہا تھا تاکہ وہاں کام کرتے لڑکوں کو مطلع کر کے محل روانہ ہو۔

"بابا مجھے بھی بلایا ہے مہاراج نے" دونوں ہاتھ پہلو میں گرائے آنکھوں میں ڈھیروں خفگی لیئے دکان کی چوکھٹ پر کھڑا وہ انھیں چھوٹا سا بچا لگا۔

بیٹے کی بات سن کر وہ بوڑھا آدمی آگے بڑھا اور اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اپنے قریب کیا۔

www.novelsclubb.com

"تمھیں تو خوش ہونا چاہیئے اورنگ، مہاراج نے تمھیں اپنے دربار میں رہنے کا موقع دیا ہے۔" بوڑھا آدمی بولا تو آواز خوشی سے بھرپور تھی۔

"رہنے دیں بابا مجھے قاصد بننے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" وہ شدید بے زار تھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا ہم کچھ دیر بعد محل کو نکل رہے ہیں۔" وہاں کہاں اس کی چلنی تھی۔ وہ مایوس سا ہو کر واپس مڑ گیا۔۔

"آہ اورنگ دین کیا قسمت پائی ہے تم نے۔"

دیوان میں موجود مشیروں کی آپس میں بات چیت اور ہونے والے متوقع فیصلے کے بارے میں اندازے لگانے کا کام جاری تھا۔

محل کے ایک لمبے راہداری نما حصے کو دیوان بنایا گیا تھا۔ فرش پر بھاری قالین اور چھت پر فانوس جگمگا رہے تھے۔ دیوان کے اندر کچھ کچھ فاصلے پر موجود پلرز کے ساتھ مشعلیں بھی جل رہی تھیں۔ منبر نما جگہ پر جواہرات سے جڑا تخت موجود تھا جبکہ دائیں بائیں خادم ہاتھ میں بڑے

بڑے پنکھ پکڑے کھڑے تھے۔ایک طرف مؤرخ بیٹھا تھا جبکہ دیوان کے دونوں اطراف میں لکڑی کی بھاری کرسیاں تھی۔جن پر بڑے بڑے نگینے لگی پگڑیاں پہنے مشیر بیٹھے تھے۔

مہاراج کے تخت کے ایک سرے پر مہارانیوں اور راجکماریوں کے لیئے پردے کا انتظام موجود تھا جہاں وہ بیٹھ کر ساری کاروائی دیکھ سکتی تھیں۔

"ہوشیار مہاراج جہانداد عالم تشریف لا رہے ہیں".

دربان کی پکار پر تمام مشیر اور حرم کی عورتیں تعظیم میں کھڑی ہو گئیں۔

سلطان تخت پر براجمان ہوا تو باقی سب نے بھی اپنی نشستیں سنبھالیں۔

"شہزادوں کو بلایا جائے سپہ سالار". حکم کی تکمیل ہوئی۔

"مہاراج کے حکم پر راجکمار بہروز عالم اور راجکمار ابریز عالم تشریف لا رہے ہیں۔"اگلی پکار پر پردے کے پیچھے بیٹھی پکھراج بیگم کے وجود میں حرکت ہوئی۔ان دونوں کے آتے ہی سب کی نظریں راجکماروں پر تھیں اور ماہ پارہ کی نظریں صرف ابریز عالم پر۔

بہروز سرخ رنگ کے شاہی لباس پہنے ہوئے تھے البتہ ان کے سر پر ایک بھاری ٹوپی بھی تھی جبکہ ابریز گہرے نیلے رنگ کی پینٹ شرٹ جس کے بازوؤں اور پیٹی پر سنہری سکے ایک لیس کی مانند لگے تھے۔ سیاہ دستے والی تلوار کمر کے گرد بندھی تھی جبکہ بھورے بال ماتھے پر پڑے تھے۔

حرم کی عورتیں تو گویا سانس لینا ہی بھول گئی تھیں۔

لکھو مؤرخ، جہانداد عالم بولے تو دیوان میں سکوت چھا گیا۔

"امرتسر کی عوام اور ان کی حفاظت کے لیئے میں اس دیوان کے سامنے اپنا اگلا جانشین نامزد کرنے جا رہا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

جہان آرا بیگم کے چہرے پر تکلیف اور پریشانی کے گہرے آثار تھے۔ ماہ پارہ نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا تو وہ چونکی اور پھر ہولے سے اس کا ہاتھ تھپتھپایا۔

"میں جہانداد عالم اپنے بڑے بیٹے "بہروز عالم" کو اپنا اگلا جانشین نامزد کرتا ہوں".

مہاراج کے فیصلے سناتے ہی دیوان میں شور مچ گیا، کئی طرح کی سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔

پکھراج بیگم تو پھولے نہیں سما رہی تھیں۔

ماہ پارہ نے ڈبڈباتی آنکھوں سے ابریز کو دیکھا مگر وہاں اس کے چہرے پر دکھ کے کوئی آثار نہیں تھے۔

ابریز نے مسکرا کر اپنے بھائی کی جانب دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر بہروز کے گلے لگا۔

"بہت مبارک ہو بھائی جان". وہ اس کے کان کے قریب بولا تو بہروز عالم کی آنکھیں پر مسرت انداز میں مسکرا اٹھیں۔

www.novelsclubb.com

جہانداد عالم بھی اس منظر سے خوش ہوئے تھے۔

مؤرخ فیصلہ لکھ کر مہاراج کے پاس لایا تو جہانداد عالم نے اس پر مہر لگائی۔

وہ دونوں آگے بڑھے اور پھر باری باری سلطان کے ہاتھ کو لبوں سے لگا کر پیچھے ہٹ گئے۔

جہانداد عالم اٹھے اور اپنے قریب کھڑے ایک سپاہی کو اشارہ کیا جو پل بھر میں سرخ کپڑے سے ڈھکا تھال اٹھا کر لے آیا۔

مہاراج آگے آئے اور پھر اپنے ہاتھ میں پہنی سبز نگینے والی بھاری انگوٹھی "بہروز" کے سپرد کی۔ دیوان میں ستائش کا بول بالا ہوا۔

چند لمحے اپنے سب سے خوبرو اور پیارے بیٹے ابریز کو دیکھا اور پھر سرخ کپڑا اٹھایا۔

سونے کے دستے والی دو دھاری تلوار وہاں دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔

ابریز عالم کی بہادری کا ثبوت اس کے باپ کا اسے اپنی شاہی تلوار دینا تھا۔

مبارک بادوں کا ایک دور چلا تو چلتا گیا۔

پردے کو ہلکا سا سرکایا گیا اور پھر وہ مہارانیوں کی جانب چلے گئے۔

بہروز نے آگے بڑھ کر سب سے پہلے جہان آرا بیگم کا ہاتھ تھاما تو پکھراج بیگم ضبط کے گھونٹ بھر کر رہ گئیں۔

ابریز کو گلے لگاتے ہوئے جہان آرا بیگم کے آنسو چھلک پڑے تھے۔

"کمال کرتی ہیں رانی سا۔اتنی بہادر مہارانی پر یہ آنسو نہیں جچتے۔" وہ کتنا خوبصورت بولتا تھا۔

ماہ پارہ کا دل تو جیسے حلق میں آ گیا تھا۔ابریز مہارانی کے دائیں جانب تھا جبکہ وہ بائیں جانب اپنی ہتھیلیوں کو مسلتے ہوئی کھڑی تھی۔

"ظالم نے ایک نگاہ اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔"

"خوش رہیں آباد رہیں اور حاسدوں کی نظروں سے بچے رہیں ہمارے راجکمار." پکھراج بیگم کے جملوں پر جہان آرا بیگم نے زیادہ دھیان نہیں دیا لیکن ابریز اور ماہ پارہ کو خاصا ناگوار لگا تھا۔

دیوان ختم ہو چکا تھا ساتھ ہی ایک اور باب کی بنیاد بھی رکھ دی گئی تھی۔

مہر سفید رنگ کا جالی دار لباس پہنے زمین پر بچھی قالین پر پاؤں سمیٹے تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

ہاتھ میں کوئی کتاب تھی جس کو وہ چہرے کے سامنے پھیلائے پڑھنے میں مگن تھی۔

"مہر"....

"مہر افروز"۔۔۔۔چمپا کے آواز دینے پر وہ کتاب کو پرے رکھ کر اٹھی اور پھر بالکنی سے سر نکال کر نیچے دیکھا۔سورج کی کرنیں سیدھا اس کے چہرے پر حملہ آور ہوئیں جس سے اس رنگت مزید سنہری ہو گئی۔

"کیا ہوا چمپا"؟امرتسر کی مہارانی نے جب واپس سوال کیا تو راہ چلتے لوگ پلٹے۔

"نیچے آؤ مہر۔پھر بتاتی ہوں۔"چمپا اس کو نیچے آنے کا بول کر اپنے ساتھ کھڑے سپاہیوں کی جانب متوجہ ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"یہ سامان یہیں صحن میں رکھ دو۔ مہارانی پکھراج کو بتا دینا کہ چمپا نے ان کی امانت سب لڑکیوں تک پہنچا دی ہے۔" سپاہی سامان رکھ کر واپس ہو لیئے۔ تب تک مہر افروز بھی نیچے آ چکی تھی۔

اس نے فرنگی عورتوں کی مانند لمبی پاؤں کو چھوتی فراک جس کے بازو اور کمر پر بیلٹ نما کپڑا لگا تھا۔ ساتھ ہی سر پر سفید شیڈ والی ٹوپی لے رکھی تھی۔ بال کمر پر کھلے تھے اور موتیے کی لڑیاں نیچے تک لٹکی دکھائی دیتی تھیں۔

"یہ سامان کیسا ہے چمپا؟" اس نے حیرت سے صحن میں پڑے ٹوکروں کو دیکھا۔

"مہارانی نے امرتسر کی ہر عورت کے لیئے گہنے اور کپڑے بجھوائے ہیں۔ تمھارے اور فریدن آپا کے لیئے ہیں۔" چمپا اس کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے کر چل پڑی تو اس نے کندھے اچکا دیئے۔

"بازار تک جا رہی ہوں۔ کچھ ادھار چکانا ہے۔ ساتھ چلو گی؟" اس کو واپس پلٹتا دیکھ کر چمپا بولی تو وہ راضی دکھائی دینے لگی۔

"ہاں چلو مجھے بھی احتشام کی دکان سے کچھ چیزیں لینی ہیں۔"اس نے چہرے پر آئی لٹ کان کے پیچھے اڑسی۔

"احتشام وہ پھول فروش"؟

"ہاں وہی"۔سر کو ہلکی سی جنبس دے کر مہر نے اپنے پاؤں کے قریب گرے مٹی کے کھلونے کو اٹھا کر سرخ و سفید رنگت والے بچے کے حوالے کیا۔

بازار سے گزرتے ہوئے جب ایک انگریز نوجوان مہر سے ٹکرایا تو چمپا کے چہرے پر تیوری چڑھی وہاں بھیڑ کی وجہ سے اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا۔مگر مہر افروز اس سب سے بے نیاز نظر آتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ایک تو ان فرنگیوں سے ہمارا جینا محال کیا ہے۔ایسے دیکھتے ہیں جیسے پہلے کبھی کوئی لڑکی نہ دیکھی ہو۔"چمپا کی گندمی رنگت غصّے سے مزید گندمی ہو گئی تھی۔

مہر افروز مسکرادی۔

"شانت رہو چمپا۔" وہ جانتی تھی چمپا کو ان فرنگیوں سے چڑ ہے سو وہ اس کا شانا تھپتھپا کر پھول فروش کی دکان کی جانب بڑھ گئی۔

"مہر افروز تم کب آئی؟" ایک بیس سالہ صاف رنگت والا نوجوان پھولوں کے لدے ہوئے ٹوکرے اور گہنے لیئے گاہکوں کے انتظار میں بیٹھا تھا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے جب تم اپنی خوابوں کی شہزادی کے بارے میں سوچ رہے تھے۔" مہر نے ہاتھ بڑھا کر گلاب کے پھولوں سے بنے تازہ گجرے اٹھائے تو وہ بے چارہ چھینپ گیا۔

"آپ یہ دیکھیں مہر، ابا خاص کر آپ کو بیچنے کے لیئے لائے ہیں فتح پور سے". اس نے ہلکے سفید رنگ کے موتیے کے پھولوں کی لڑیاں، گجرے اور ہار اسے کے سامنے رکھے تو اس نے سر پر موجود ٹوپی کو اتارا اور پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"یہ سب بہت خوبصورت ہیں احتشام۔۔ چچا کو شکریہ کہنا اور یہ سب میرے لیئے تیار کر دو۔" وہ نرم نرم کلیوں کو اپنی خوبصورت انگلیوں سے چھو کر محسوس کر رہی تھی۔ یہ تو اسی کی کمزوری تھے۔

اتنی دیر میں چمپا اپنا کام نپٹا کر اس کے پاس چلی آئی۔

احتشام نے سامان اس کی جانب بڑھایا تو چمپا نے آگے بڑھ کر پکڑ لیا۔

"میں پکڑ لیتی ہوں مہر تم رہنے دو۔" مہر اب انکار بھی کرے تو چمپا نہیں مانے گی سو وہ اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔

"اور بتاؤ کیا تمھاری وہ نیلی آنکھوں والا راجکمار اگلا مہاراجہ مقرر کر دیا گیا ہے؟" مہر کی نظریں ایک ٹھیلے پر کھڑے بحث کرتے تاجروں پر جمی تھیں۔

"نیلی آنکھوں والا؟؟ تم راجکمار ابریز عالم کی بات کر رہی ہوں؟؟

"ہاں تو کیا وہ نہیں ہے؟؟" نظریں بدستور وہیں تھیں مگر دماغ چمپا کی باتوں کی جانب تھا۔ وہ جانتی تھی اگلا راجا بہروز عالم ہے مگر صرف اس بات کی یقین دہانی چاہتی تھی کہ جس سے وہ ملی تھی وہ بہروز نہیں تھا۔

"ابریز عالم چھوٹے راجکمار ہیں جبکہ "بہروز عالم" ہمارے اگلے مہاراج ہوں گے مہر." چمپا نے سرخ سرخ سیب خرید کر تھیلے میں ڈالے اور پھر مہر کی جانب دیکھا جو اب قدرے تناؤ کی کیفیت میں تھی۔

"ایک منٹ تم کبھی ملی راجکمار سے؟؟" یاد آنے پر وہ ایک دم سے سارا سامان زمین پر رکھ کر اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"میں ان سے شکار کے دوران جنگل میں ملی تھی." وہ صاف گوئی سے بولی تو چمپا کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کو تھیں۔

"یہ مت کہنا کہ تم نے راجکمار پر تلوار تان لی تھی." اس کی آواز میں خدشہ تھا۔ چمپا سے زیادہ مہر افروز کو کون جانتا تھا۔

پہلے وہ چند ثانیے اسے دیکھتی رہی اور پھر گردن پیچھے پھینک کر ہنس دی۔

چمپا نے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے اور پھر مایوس سی ہو کر اپنے سامان کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"اگر کبھی سامنا ہو گیا راجکمار سے تو کیا کرو گی مہر؟" چمپا تو خاصی خوفزدہ ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کچھ غلط نہیں کیا اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ راجکمار مجھے پہنچان پائیں، ہمارا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔" مہر نے اتنی ہی بے پرواہی سے جواب دیا اور پھر اسی ٹھیلے والے کی جانب بڑھ گئی۔

"جلدی آنا مہر." اس کی پشت پر ہانک لگا کر چمپا سامان کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

"خیریت ہے چچا؟ یہ تاجر آپ سے بحث کیوں کر رہا تھا؟ سیاہ رنگت والے ایک بوڑھے آدمی سے سوال کیا تو وہ بے چارہ سفید مفلر سے اپنا پسینہ پونچھتے ہوئے اپنی روداد بتانے لگا۔

"کیا بتاؤں بٹیا، ایک تو یہ فرنگی تاجروں نے زندگی اجیرن کر رکھی ہے اوپر سے فتح پور سے آنے والے ہمارے قافلوں کو راستے میں لٹیرے لوٹ لیتے ہیں۔" وہ آدمی پریشانی سے اب کپڑوں کے تھان سمیٹ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تفصیل سے بتائیں مجھے رامو چچا؟" سورج کی تپش جب چہرے پر جلن کرنے لگی تو اس نے ٹوپی کا شیڈ تھوڑا نیچے کھینچا یوں اب صرف اس کے گلابی ہونٹ نظر آ رہے تھے۔

"بٹیا اگر ہمارے قافلے صحیح سلامت امرتسر پہنچ جائیں تو پھر ہمیں ان فرنگیوں سے مال نہیں خریدنا پڑتا۔ چونکہ قافلے لٹ رہے ہیں تو مجبوراً ہمیں فرنگی تاجروں سے مال کم قیمت پر لینا

پڑتا ہے اور گاہک ہم سے مہنگے داموں سامان نہیں خریدتا۔"اس مجبور دکاندار کی بات پر اس کے ماتھے پر بل پڑے اور پھر لب بھینچ کر واپس ہو لی۔

"یہ ہماری سرزمین ہے، ہم مسلمانوں اور ہندوؤں کی، فرنگیوں کی اجارہ داری یہاں نہیں چل سکتی۔ بازار سے گزرتے ہوئے وہ کڑی نظروں سے غیر ملکی تاجروں کو دیکھتے ہوئے اپنے مکان کی جانب بڑھ گئی

دماغ نئے تانے بننے لگا۔

"اب تو راجکمار سے ملنا لازم ہو گیا تھا۔ مگر قسمت نے ملنا فرض کر دیا تھا۔"

"بتاؤ نوردین تم نے شاہی قاصد کے منصب سے کیوں استعفیٰ دیا ہے؟؟"جہانداد عالم اپنے تخت پر براجمان سامنے کھڑے بوڑھے آدمی سے مخاطب تھے جبکہ اس کا بیٹا ساتھ کھڑا کچھ ناخوش دکھائی دیتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مہاراج یہ میرے لیئے اعزاز کی بات تھی کہ آپ نے مجھے اپنی خدمت کے لیئے چنا۔ مگر اب یہ بوڑھا وجود اتنی سکت نہیں رکھتا کہ اس بھاری ذمداری کو نبھا سکے۔" نوردین ہاتھ جوڑ کر بولا تو مہاراجہ اٹھ کر اس کے قریب آیا۔

"تم نے بیس سال وفادار نبھائی ہے ہمارے ساتھ نوردین۔" جہانداد عالم نے اس کے جڑے ہاتھوں کو دیکھا۔

"اور تم جانتے ہو ہم اپنے وفاداروں کو یوں ضائع نہیں کرتے۔ اگرچہ تم مزید یہ ذمداری نہیں نبھا سکتے مگر ہم نے تمھارے بیٹے کے بارے میں ایک فیصلہ کیا ہے۔" مہاراج نے ہاتھ مؤرخ کی جانب بڑھایا تو وہ فورا ایک چمڑے کا تہہ شدہ حکم نامہ لے آیا۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے جو فیصلہ کیا ہو گا ہمارے بھلے کا ہی ہو گا مہاراج۔" اپنے باپ کی بات پر اورنگ نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"لو آج سے تمھارا منصب تمھارے بیٹے کا ہوا۔ ہم اورنگ دین کو شاہی قاصد مقرر کرتے ہیں"۔ مہاراج نے حکم نامہ اورنگ کی جانب بڑھایا تو وہ چپ چاپ تھام گیا۔

"آپ کا بہت احسان ہے مہاراج۔"نوردین ہاتھ کو چومنے کی غرض سے آگے بڑھا تو مہاراج نے اس کا ہاتھ تھپتھپا کر منع کر دیا۔

"ہم امید کرتے ہیں کہ تمھاری وفاداری کی جھلک تمھارے بیٹے میں نظر آئے گی۔"مہاراج فیصلہ سنانے کے بعد دیوان سے رخصت ہو گیا۔

جبکہ اورنگ ہاتھ میں حکم نامہ پکڑے اسے گھورتا رہا۔

"اب تمھیں کسی اور شہر جا کر نوکری تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔تم خود کو امرتسر کے لیئے وقف کر دو۔"بوڑھا آدمی اب پرسکون تھا۔لیکن شاہی قاصد کے چہرے پر ایسے کوئی آثار نہیں تھے۔

www.novelsclubb.com

عنقریب اسے دو محبت کرنے والوں کا گواہ بننا تھا۔

باغیچے کا یہ حصہ راجکماروں کے لیئے مختص تھا۔بادلوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں آسمان پر بکھری پڑی تھیں۔موسم کے تیور دیکھتے ہوئے بارش کے کافی امکانات تھے۔

سرمئی پتھریلی روش کے دونوں اطراف خوبصورت درخت اور ہر قسم کے پھول بوٹے موجود تھے۔

لکڑی کے خوبصورتی سے تراشے ہوئے چھت جس کے نیچے سنہری ململ کے کپڑے سے ڈھکی مسہریاں پر گاؤ تکیے لگے تھے۔ موٹے موٹے لکڑی کے ستون اس چھت کو سہارا دیئے ہوئے تھے۔ خادم ہاتھوں میں تھال لیئے ہوئے تھے جس میں پھل اور شربت کے پیالے موجود تھے۔

"کیا خیال ہے بھائی جان ایک مشق نہ کی جائے؟"

بہروز جو دونوں ہاتھ کمر کی پشت پر باندھے ابریز سے تھوڑا آگے چل رہا تھا مسکرا کر اس کی جانب پلٹا۔

"ابریز ایسی کون سی بات ہے جو آپ کو پریشان کر رہی ہے اور آپ ہمیں بتانا چاہتے ہیں؟" بہروز کی بات پر باغیچے میں ایک خوبصورت قہقہ گونجا۔ سپاہی بہروز کی تلوار اس کے پاس لایا تو وہ اپنے بھائی کو یوں ہنستے ہوئے دیکھ کر اسے تھام گیا۔

"باباجان نے واقعی ایک شاندار فیصلہ کیا ہے بھائی جان۔امرتسر کو آپ جیسے ہی دوراندیش مہاراجہ کی ضرورت ہے۔"وہ بھی نیام سے اپنی تلوار نکال چکا تھا۔

روش سے ہٹ کر اب وہ دونوں ایک کھلی جگہ پر تلواروں کو تانے ایک دوسرے پر وار کرنے کے لیئے تیار کھڑے تھے۔

تمام سپاہی اب دلچسپی سے اپنے راجکماروں کو اپنا ہنر دکھاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

سفید محل کے سب سے شاندار کمرے کی بالکنی میں پکھراج بیگم اپنی خادمہ کے ہمراہ ان دونوں پر نظریں جمائے کھڑی تھیں۔

ابریز نے تلوار کو جب پوری قوت سے بہروز کے سینے پر مارنا چاہا تو وہ سرعت اپنا بچاؤ کر گیا۔

"بھائی جان آپ نے ہم سے شکار کی روانہیں پوچھی؟"اگر وہ پیچھے کی جانب جھک کر اپنا بچاؤ نہ کرتا تو ضرور گھائل ہوتا۔

"آپ تو شکار کرنے گئے تھے راجکمار، شکار ہو کر چلے آئے۔" ابریز نے پشت کے بل گھوم کر تلوار اس کی تلوار پر ماری تو بہروز کے قدم ڈگمگانے۔

پکھراج بیگم کے ماتھے موجود پر شکن نے اس حملے کو پسند نہیں کیا تھا۔

"اگر آپ ان آنکھوں کو دیکھ لیتے بھائی تو آپ کو سارا امرتسر ان میں ڈوبتا ہوا نظر آتا۔" وہ بولا تو آواز میں سحر سا تھا۔

بہروز نے آنے والی دھار سے قدم بچائے اور پھر پلٹ کر وار کیا۔ ابریز بچاؤ تو کر گئے مگر پوشاک گھائل ہوئی۔

"محبت کر بیٹھے ہیں آپ جناب." بہروز کے لہجے میں شرارت تھی۔ ابریز کی گرفت تلوار پر ڈھیلی ہوئی۔

"نہیں بھائی جان. ہم عشق کر بیٹھے ہیں۔ ان کی آنکھوں سے، ان کے لہجے سے، ان کی اداؤں سے اور ان کی بہادری سے" وہ بولنے میں اتنا مگن تھا کہ تلوار کا وار نہ دیکھ سکا اور نتیجتاً بہروز ان کی گردن پر تلوار تاننے میں کامیاب ہو گئے۔

"یہ آپ کے لیئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے ابریز عالم" بہروز اب گردن اٹھائے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھے تھے جبکہ بہروز کی تلوار ان کی گردن پر موجود تھی۔

"تم نے ہمارے بیٹے کے وار دیکھے روپا۔ وہ ہر کسی کو گھٹنوں پر لانے کی طاقت رکھتے ہیں۔" روپا کا دل پکھراج بیگم کا اتنا غرور دیکھ کر ایک لمحے کو کانپا۔

"لگتا ہے ارجکمار کا دھیان کہیں اور بھٹک ہوا ہے؟"

ماہ پارہ کی آواز پر جہاں بہروز کو حیرت کا جھٹکا لگا وہیں ابریز کے چہرے پر بھی نہ سمجھ آنے والے تاثرات تھے۔ اس کی آمد غیر متوقع تھی وہ باغیچے کے اس حصے میں۔ سنہری لمبی پوشاک پر سرخ آنچل سے ڈھکا چہرہ۔

www.novelsclubb.com

"راجکماری آپ نے اپنے آنے کی اطلاع نہیں دی؟" بہروز نے تلوار واپس نیام میں ڈال لی تھی جبکہ ابریز بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

ماہ پارہ اپنا مکمل رخ ابریز کی جانب موڑے ہوئے تھی۔

"مہارانی آپ کہیں تو میں سپاہیوں کو کہ کر راجکماری کو واپس بلوالیتی ہوں." روپا نے جانے کی اجازت مانگی تو پکھراج بیگم کے چہرے پر سوچ کی گہری پرچھائیاں نمودار ہوئیں۔

"ٹھہر وروپا جو ہو رہا ہے ہونے دو۔ ہمیں بھی اپنے بیٹے کے لیئے شاہی خون ڈھونڈے باہر نہیں جانا پڑے گا نہ ہی ہم اپنے راجکمار کے تخت کے بیچ ایسی کسی رکاوٹ کو آنے دیں گے۔" اس نے ہاتھ میں موجود سرخ نگینے والی انگوٹھی گھمائی تو روپا نے بالکنی سے جھانکا۔

"لیکن رانی سارا جکماری تو راجکمار ابریز عالم کی منگ ہیں۔" پکھراج بیگم نے کھڑکیوں کے پردے برابر کیئے اور پھر سنگھار میز کی جانب بڑھ گئیں۔

"وہ رشتہ صرف تب تک تھا جب تک امرتسر کا اگلا جانشین معلوم نہیں تھا روپا۔ اب سے انھیں ہمارے بیٹے کے ساتھ منسوب سمجھو۔" وہ پکھراج بیگم تھیں اگر وہ کہ رہیں تھیں تو ایسا کر بھی سکتی تھیں۔

"کیا آپ ہمارے ساتھ شمشیر زنی کریں گے راجکمار؟" ماہ پارہ کی پیشکش پر ابریز عالم مسکرایا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں راجکماری. ہماری فرصت کے لمحے ختم ہو گئے ہیں۔ لیکن ہاں اگر آپ چاہیں تو بھائی جان کے ساتھ اپنا شوق پورا کر سکتی ہیں۔ کیوں راجکمار؟"

ماہ پارہ کی آنکھیں ہتک سے سرخ ہوئیں مگر وہ کمال مہارت سے چھپا گئی۔

بہروز جو تلوار کے دستے پر اپنے ہاتھ ٹکائے ان دونوں کو باتیں کرتا مہویت سے دیکھ رہا تھا ابریز کی بات پر سر جھٹک گیا۔

اب اگر وہ انکار کرتی تو محل میں نئی بحث چھڑ جاتی اس لیئے سپاہی سے تلوار لے کر بہروز کے مقابل چلی آئی۔

نظروں نے آخری دفعہ دور جاتے ابریز کا دیدار کیا اور پھر تلوار کو گھما کر بہروز کی تلوار پر مارا۔

بھاری لباس میں شمشیر چلانا مشکل تھا مگر جب وہ اس گھیرے دار فراک میں گھوم کر اس کی گردن پر تلوار تان کر اس کے قریب آئی تو بہروز کو وہ منظر بہت خوبصورت لگا۔

"آپ کو تو بہت مہارت ہے تلوار چلانے میں۔" ماہ پارہ نے زرا کی زرا نظر اٹھا کر بہروز کو دیکھا اور پھر نقاب سے جھانکتیں آنکھیں مسکرائیں۔

"آپ کا شکریہ راجکمار". جس کے منہ سے وہ یہ سب سننا چاہتی تھی وہ تو کب کا اسے انکار کر کے جا چکا تھا۔

اس کے دل میں گرہیں پڑنا شروع ہو گئیں۔

جہانداد عالم کمرے میں موجود نہیں تھے جب جہان آرا بیگم ان کے پاس آئیں۔

پلنگ پر خون آلود سفید کپڑے دیکھ کر ان کی آنکھیں نم ہوئیں۔ وقت کم تھا دل ڈوب کر ابھرا۔

"جہان آرا آپ یہاں؟" وہ غسل خانے سے گیلے بالوں کو اچھے سے خشک کرتے ہوئے ان کے قریب آئے تو وہ اپنے آنسو چھپا گئیں۔

"آپ پریشان مت ہوا کریں آرا، ہم ٹھیک ہوں جائیں گے". ان کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر اپنی جانب کیا تو جہانداد ان کی سرخ آنکھیں دیکھ کر مسکرا پڑے۔

"مہاراج آپ بیٹھیں، پہلے اپنی دوا لیں۔" جہان آرا نے انھیں پلنگ پر بیٹھنے کو کہا اور پھر دوائیوں سے بھری تشتری اٹھا کر ان کے پاس لے آئیں۔

"اب ہمیں اس بیماری کا کوئی ڈر نہیں جہان آرا۔ ہم اب سکون سے مر سکتے ہیں۔" بھورے رنگ کا سفوف نگلتے ہوئے انھوں نے ایک نظر اپنی بیوی پر ڈالی جو اپنے جذبات پر بند ھ باندھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"ایسا مت کہیں جہانداد، امرتسر کو اور ہمیں ابھی آپ کی بہت ضرورت ہے۔" جہان آرا بیگم نے چمچ میں بھرا سرخ محلول ان کے لبوں کے قریب کیا تو اسے نگلتے ہوئے کھانسی کا ایک دورہ ان کے گلے پر حملہ آور ہوا۔

"ہمیں وہ رومال پکڑائیں آرا۔" وہ بوکھلا کر اٹھیں اور پھر سفید رومال سے بھری سرمئی ٹوکری ان کی جانب بڑھائی۔

ان کی بیماری شدید تھی۔

"مہاراج ہم طبیب کو بلاتے ہیں آپ کی صحت بگڑ رہی ہے۔" جہان آرا بیگم دوائیں وہیں چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئیں تو جہانداد عالم نے ان کا بازو پکڑ لیا۔

"ہم ٹھیک ہیں جہان آرا۔ آپ بس ہمیں ہماری پوشاک اٹھا کر دیں۔ دربار کا وقت ہونے والا ہے۔ زیادہ وقت نہیں ہے ہمارے پاس."

وہ ان کے حکم بجالانے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔

جہان آرا بیگم کے ہاتھ پوشاک کی گرہ کوستے ہوئے لڑکھڑا گئے جب ان کی نظر بھٹک کر خون آلودہ رومال پر پڑی۔

"ہم چلتے ہیں مہارانی۔۔ اب آپ جا کر حرم کا نظام دیکھیں۔ وہ گئے تو خالی ویران کمرہ ان کو کاٹ کھانے کو دوڑنے لگا۔ چیزیں سمیٹ کر وہ گم صم سی حرم میں چلی آئیں۔

---

www.novelsclubb.com

مہر میرون رنگ کے لہنگے چولی پر سیاہ ستاروں والا کامدار دوپٹہ لیئے ہوئے تھی۔میرون رنگ کی شال کو چہرے اور گردن کے ارد گرا چھے سے لپیٹے اس کے دو دھاری نین کٹورے ان میں سے جھلک رہے تھے۔

بگھی کا انتظار کرتے ہوئے اس کی ٹانگیں جواب دے گئی تو وہیں ایک جانب پڑے پتھر پر بیٹھ گئی۔

"اماں محل جانا ہے آج مجھے۔" صراحی بناتے مٹی سے لتھڑے ہاتھ اچانک سے رکے۔ماں کی حیران نظروں کا اثر لیتے ہوئے اس نے ہاتھ میں پکڑا دوپٹہ اور کڑھائی والی سوئی ایک جانب رکھی اور پھر فریدن بیگم پاس آ بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

"اتنا حیران مت ہوں اماں۔کام ہے مجھے وہاں اس لیئے جا رہی ہوں۔"

"میں نے کب کہا کہ مت جاؤ ضرور جاؤ لیکن بازار سے بگھی پکڑ لینا۔" صراحی کے سرے کو گول کرتے ہوئے وہ بولیں تو مہر کے ماتھے پر بل پڑے۔

"میں اپنے گھوڑے پر چلی جاؤں گی اور ویسے بھی اب بگھی کا انتظار کون کرے اتنی گرمی اور بھرے بازار میں۔" صراحی مکمل ہوئی تو فریدن نے اسے لکڑی کے تختے پر ڈال کر ایک جانب رکھا دیا اور اگلے برتن کی جانب متوجہ ہوئیں۔

"تم محل فتح کرنے نہیں جا رہی مہر۔ انسانوں کی طرح جاؤ تاکہ تمھیں محل میں داخلے کی اجازت ملے۔" ماں کی بات پر وہ منہ بسور کر ان کے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ماں کی صبح کی باتیں ذہن میں تازہ ہوئیں تو اسے اپنا گھوڑا ساتھ نہ لانے کا افسوس ہوا۔

کچھ ہی دیر بعد ایک سفید رنگ کی بگھی کو اپنی جانب آتا دیکھ مہر نے ہاتھ ہوا میں لہرا کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"محل جانا ہے ہمیں۔" بگھی بان نے نقاب میں موجود اس خوبصورت آنکھوں والی لڑکی کو سر تا پاؤں دیکھا اور پھر گویا ہوا۔

"بگھی میں شاہی قاصد موجود ہیں۔ اس لیئے جگہ نہیں ہے۔ آپ کوئی اور بگھی دیکھ لیں۔" بگھی بان کی بات پر مہر کا پارہ سوا نیزے پر گیا مگر وہ کیا کر سکتی تھی۔

وہ مایوس ہو کر پلٹی ہی تھی کہ بگھی کا لکڑی کا چھوٹا سا پٹ چڑچڑا کر کھلا اور پھر سنہری رنگ کے پاؤں کو آتے چغے پر سفید رنگ کی گول سی ٹوپی جس کے ایک جانب سرخ فیروزہ لگا تھا پہنے سفید رنگت اور پتلے نقوش والا نوجوان باہر نکلا۔اس کے ہاتھ میں ایک چمڑے کا بیگ تھا۔

"محترمہ آپ بگھی میں بیٹھ جایئے ہم بگھی بان کے ساتھ آگے بیٹھ جائیں گے۔"مہذب اور شائستہ لہجے پر مہر افروز پلٹی۔ایک اچٹتی نظر اس پر ڈالی اور پھر نفی میں سر ہلا گئی۔

"بہت شکریہ نوجوان لیکن ہم کوئی اور بگھی دیکھ لیں گے۔"مہر دونوں ہاتھوں کو کمر کی پشت پر باندھ کر بولی تو اورنگ کو اس میں ایک شاہانہ جھلک نظر آئی۔

"دیکھیں گرمی بہت ہے اور دیر بھی ہو رہی ہے۔آپ چاہیں تو آسکتی ہیں۔" بگھی بان بیزار بیزار سا ان دونوں کی جانب دیکھ رہا تھا۔

یقیناً وہ انکار کرتی تو بگھی کے انتظار میں مزید اسے کئی گھنٹے یہیں تپتے سورج کے سامنے رکنا پڑتا اس لیئے وہ خاموشی سے لباس سمیٹ کر بگھی میں بیٹھ گئی۔اورنگ نے آگے بڑھ کر بگھی کا پٹ بند کیا اور پھر بگھی بان کے ساتھ آگے موجود چھوٹی سی نشت پر بیٹھ گیا۔

بگھی بان نے ہانک لگائی اور پھر گھوڑا سرپٹ محل کی جانب بھاگنے لگا۔

دربار سج چکا تھا۔ایک جانب سارے مشیر بیٹھے تھے جبکہ دوسری جانب بہروز عالم پوری شان کے ساتھ ماتھے پر بل لیئے کھڑا تھا۔

جہانداد عالم تخت پر براجمان تھے اور ہاتھ میں موجود خط کو پڑھتے ہوئے ان کے ماتھے پر شکنیں گہری ہوتی گئیں۔

"بہروز عالم سپاہیوں کو تیاری کا حکم دو، ہم کل ہی سلطان پور روانہ ہو رہے ہیں۔" وہ بولے تو آواز میں گرج تھی۔

"تو مہاراجہ ہری سنگھ نے اپنی موت کو دعوت دے دی ہے۔" ایک مشیر اپنی نشست سے اٹھ کر بولا تو بہروز نے بے چینی سے باپ کی جانب دیکھا۔

"وہ یوں سرے عام امرتسر پر چڑھائی کی دھمکی کیسے دے سکتا ہے۔کیا وہ بھول گیا ہے ہے کہ پچھلی بار اس نے کیسے منہ کی کھائی تھی۔" دربار میں آج تو ہلچل ہی مچ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"شیر کی غیر موجودگی میں اکثر اوقات گیدڑ اپنی اوقات اور حیثیت بھول جاتا ہے۔" جہانداد عالم کی بات پر مشیر مطمئن نظر آتے تھے۔

"مہاراجہ کیا ہم سلطان پور پر چڑھائی کریں گے؟" بہروز کے سوال پر جہاندار کے چہرے پر ایک جلال کی سی کیفیت آئی۔

"ہم چاہیں تو ایک ہی لمحے میں اس کی سلطنت تہس نہس کر دیں لیکن یہ ہماری روایت نہیں ہے۔ ہم صبح ان کو تنبیہ کرنے جائیں گے۔ اگر وہ باز نہ آیا تو پھر ہمارا اگلا دیوان سلطان پور کے دربار میں ہو گا۔" ان کی بات پر وہاں موجود ہر شخص متفق نظر آیا۔

"راجکمار بہروز آپ صبح بازار کا دورہ کریں گے۔"

"فاتح، جہانگیر اور سعید، تم تینوں میرے ہمراہ سلطان پور چلو گے۔" مہاراجہ نے اپنے مشیر اور سپہ سالار کے نام لیئے تو وہ فورا گردن جھکا کر سر خم کر گئے۔

"راجکمار ابریز عالم کو محل کا انتظام سنبھالنا ہو گا۔" ان تک پیغام پہنچانے کا کام ہم آپ کو دیتے ہیں بہروز۔

www.novelsclubb.com

"جیسا آپ کا حکم مہاراجہ."

دربار کو برخاست کر کے بہروز جہانداد عالم کے ساتھ ہی باہر آیا اور پھر اس نئی صورتحال پر بات کرنے لگا۔

دیوان کو پار کرنے کے بعد جب وہ دونوں حرم کے قریب پہنچے تو جہانداد عالم کے قدم لڑکھڑا گئے۔ بصارت دھندلائی تو انھوں نے سہارا کے لیئے اپنے مضبوط بیٹے کا کندھا پکڑا لیکن بہت دیر ہو چکی تھی وہ اپنے حواس کھو کر سفید سنگ مرمر کے فرش پر گرے تو سب سے اونچی چیخ جہان آرا بیگم کی تھی۔

بہروز نے اپنے بے ہوش باپ کا سر گود میں ڈالا تو حرم میں ایک شور سا مچ گیا۔ پکھراج بیگم بدحواسی میں سپاہیوں اور طبیب کو بلانے لگیں۔ ننگے پاؤں اور بنا نقاب کے ماہ پارہ جہانداد عالم کے پاس بیٹھ کر جھکی۔ جہانداد عالم کے نقوش میں اپنے باپ کا مٹا مٹا چہرہ نظر آیا تو اس کے آنسوؤں نے بہروز کا ہاتھ بھگو دیا۔

فرش پر سرخ سرخ مائع پھیلتا ہی جا رہا تھا۔

بہروز نے سپاہیوں کی مدد سے مہاراج کو کمرے میں پہنچایا جہاں سارے طبیب پہلے سے ہی موجود تھے۔

پکھراج بیگم اور جہان آرا بیگم کو خادماوں نے سنبھالا ہوا تھا جبکہ آنسوؤں سے تر چہرہ لیئے ماہ پارہ بہروز کے ساتھ سلطان کے کمرے کے باہر انتظار کر رہی تھی۔

"راجکماری اپنا چہرہ ڈھک لیں۔" وہ بولا تو صرف اتنا۔

اندر موجود طبیب تو ابریز عالم کے زیر اعتاب آئے ہوئے تھے۔۔

"راجکمار ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں۔آپ دھیرج رکھیں۔" طبیب کی بات پر وہ اپنی سرخ آنکھیں لیئے باہر چلا آیا اب اس کا رخ حرم کی جانب تھا۔

بگھی محل کے سامنے رکی تو وہ نیچے اتری۔چند سکے بگھی بان کے حوالے کر کے وہ اورنگ کے قریب چلی آئی جو دروازے پر موجود سپاہیوں کو اپنا تعارف کروا رہا تھا۔

"تمھارا شکریہ شاہی قاصد، اگر ہمیں کبھی موقع ملا تو تمھارا یہ احسان اتار دیں گے۔" مہر کے بولنے پر وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"اورنگ۔۔اورنگ دین." وہ غالباً اس کے شاہی قاصد کہنے پر اپنا تعارف کروا رہا تھا۔

"آپ کو محل کس نے طلب کیا ہے؟" سپاہی نے اس سے استفسار کیا تو وہ اورنگ سے ہٹ کر سپاہی کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ہمیں مہاراجہ جہانداد عالم سے ملنا ہے سپاہی" مہر افروز کی بات پر اورنگ دین نے نظر ترچھی کر کے اسے دیکھا جس نے آنکھیں پر سکون انداز میں سکیڑی ہوئی تھیں۔

سپاہی چپ چاپ دروازہ کھولنے لگے۔ وہ دونوں ایک ساتھ اندر بڑھے۔

راج محل باہر سے جتنا خوبصورت لگتا تھا اندر سے اس سے کئی گنا حسین تھا مگر مہر افروز خوبصورتیوں سے متاثر ہونے والوں میں سے نہیں تھی۔

احاطے میں کام کرتی خادماؤں نے انھیں دیکھ کر اپنے اندازے لگانے شروع کر دیئے۔

"یہ نیا شاہی قاصد ہے" ایک خادمہ کی آواز اورنگ کے کان میں پڑی تو وہ سلگ کر رہ گیا۔

مہر افروز نے اورنگ سے قدرے دوری بنائی۔

"اورنگ دین؟" نیلی زرہ میں ملبوس سپہ سالار، سپاہیوں کے ہمراہ اس کے قریب آیا تو وہ سر ہلا گیا۔

"جلدی چلو راجکمار ابریز عالم تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔" ابریز کے نام پر مہر چونکی ضرور مگر ظاہر نہیں کیا۔

اورنگ کے بعد وہ مہر افروز کی جانب پلٹا۔

"ہمیں مہاراجہ جہانداد عالم سے ملنا ہے۔" اس کے سوال کرنے سے پہلے ہی وہ گردن اٹھائے بولی تو سپہ سالار نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"آپ ان سے نہیں مل سکتیں۔" جہانگیر کا جواب سن کر مہر کے ماتھے پر بلوں کا اضافہ ہوا پھر اس نے بھوری آنکھیں اس کے چہرے پر گاڑیں۔

"اس کا فیصلہ تم نہیں کر سکتے۔اندر جا کر خبر کرو مہاراج کو کہ ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں۔" متوازن اور مضبوط لہجہ جہانگیر کو چونکا گیا جبکہ اورنگ کو تو وہ دن میں دوسری بار حیران کر رہی تھی۔

جہانگیر چپ چاپ اورنگ اور سپاہیوں کے ہمراہ اندر کی جانب بڑھ گیا۔

مہر افروز خاموشی سے ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔

وسیع و عریض تربیت گاہ میں سپاہی ہتھیاروں سے لیس تیار کھڑے تھے۔سامنے سیاہ لوہے کی زرہ اور لباس میں ملبوس ان کا سپہ سالار کھڑا تھا جو ان کو مختلف ہدایات دینے میں مصروف تھا۔ایک جانب گھوڑے اور تلواروں کو اکھٹے کرتے ملازم بھی منظر میں دکھائی دیتے تھے۔

شور اور ہلچل سی مچی تو کوئی بھاری بھر کم شخص ان کے ہجوم کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا۔تمام سپاہی اور سپہ سالار احترام میں سر جھکا گئے۔

سرخ رنگ کی نگینوں سے سجی پوشاک پر سنہری ہیروں سے مزین پگڑی اور نیام میں تلوار تھی۔ گندمی رنگت اور اونچا لمبا ساقد۔ سیاہ مونچھیں چہرے پر اور ہیبت طاری کرتی تھیں۔

"یہ سلطان پور کا مہاراجہ ہری سنگھ تھا۔"

ہریش ناتھ جنگ کی ساری تیاری مکمل کر لی ہیں سپاہیوں نے؟" وہ اپنے رخ موڑ کر سپہ سالار کی جانب متوجہ ہوا تو وہ ہاتھ سینے پر باندھے تفصیل بتانے لگا۔

"پانچ ہزار سپاہی، تین ہزار گھڑ سواری اور ایک ہزار نیزہ باز اپنی مکمل تیاری میں ہیں مہاراج۔ اس کے علاوہ ہمارے دس سے بارہ جاسوس اپنا روپ بدل کر امرتسر بازار میں موجود ہیں۔" وہ خاموش ہوا تو ہری سنگھ سے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا۔

جہاندار عالم کی شکست کا وقت قریب ہے۔ وہ خود سے ہی بولا اور پھر اپنے ساتھ موجود مشیر کی جانب مڑا۔

"کیا امرتسر سے کوئی خبر نہیں آئی ہمارے خط کے جواب میں؟" سپاہی واپس اپنے کاموں میں لگ گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"مخبروں نے خبر دی ہے کہ امرتسر سے ان کا قاصد پیغام لے کر نکل چکا ہے۔ معلوم نہیں کب تک پہنچے گا۔" مشیر ہاتھ جوڑ کر بولا تو مہاراجہ نے ہنکارا بھرا۔

"پتا لگاؤ باطیر پتا لگاؤ۔" حکم صادر کر کے وہ واپس اپنے دربار کی جانب چلا گیا۔

دربار خالی تھا سوائے بہروز کے وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ وہ بے چین بے چین سا تخت پر بیٹھا خبر کا انتظار کر رہا تھا۔

ایک سپاہی بھاگتا ہوا اندر آیا تو وہ بھی اٹھ کر آگے بڑھا۔

"کہو سپاہی؟؟" سپاہی کے اندر آتے ہی جہانگیر بھی پیچھے ماتھے پر بل لیئے اندر داخل ہوا۔

"راجکمار طبیب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔" سپاہی کے بولنے کی دیر تھی بہروز نے گردن سے اشارہ کر کے جہانگیر کو طبیب کو اندر لانے کا حکم دیا۔

سفید لباس اور ٹوپی پہنے ایک ادھیڑ عمر شخص چلتا ہوا دربار میں آیا۔

"راجکمار ہمارے مہاراجہ کی حالت پہلے سے بہتر ہے۔آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔"طبیب کے الفاظ تو بہروز اور دربار میں موجود اشخاص میں نئی روح پھونک گئے۔

"شکر ہے تیرا رب۔کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں؟"یہ وہ سوال تھا جو ہر خیر کی خبر سننے والے نے ان سے کیا تھا۔

"دوائیوں کی وجہ سے مہاراجہ غنودگی میں ہیں۔کچھ گھنٹوں بعد آپ ان سے ملاقات کر سکتے ہیں۔"طبیب بتا کر چپ ہوا اور پھر واپس جانے کے لیئے اجازت مانگی۔

"جہانگیر طبیب کو ان کا معاوضہ دے کر اچھے سے رخصت کرنا۔"جہانگیر نے طبیب کو ساتھ لیا اور باہر چلا آیا۔

www.novelsclubb.com

اب وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔کھڑے کھڑے اس کی نظر خالی تخت پر پڑی تو لب مسکرا اٹھے۔

جلدی ہی مہاراجہ جہانداد عالم اس پر جلوہ افروز ہوں گے۔یہ بات اس کو مزید پر سکون کر گئی۔مگر بہت جلد وہ غلط ثابت ہونے والا تھا۔

وہ اب حرم میں جانے کا سوچ رہا تھا ایک لمحے کو اسے ماہ پاری کی ڈبڈباتی آنکھوں کا عکس نظر آیا اور پھر وہ سر جھٹک گیا۔

"راجکمار؟" جہانگیر کی پکار پر وہ ٹھہر گیا۔

"کیا بات ہے سپہ سالار؟" اس کے سپاٹ چہرے کو دیکھ کر بہروز نے استفسار کیا۔

"راجکمار کوئی خاتون آئی ہیں محل۔ مہاراجہ سے ملنا چاہتی ہیں۔" اس کے بتانے کا طریقہ ایسا تھا کہ وہ سمجھ گیا جہانگیر اس کو سنبھالنے میں ناکام رہا ہے۔

"اندر بلاؤ۔"

بہروز نے ایک گہری سانس لی اور پھر مہر افروز کو اندر لانے کا بولا۔

اسے کافی دیر انتظار کرنا پڑا لیکن محل کی ہلچل دیکھ کر اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ کوئی مسئلہ ضرور ہے۔

جہانگیر کے بلانے پر وہ اس کے پیچھے چلنے لگی۔

نفاست سے سجایا گیا راج محل کا دربار خالی پڑا تھا۔

دربار کے منبر کے وسط میں ایک خوش شکل نوجوان کمر پر ہاتھ باندھے قدرے تناؤ میں کھڑا تھا۔

"تو یہ ہے بہروز عالم" وہ ابریز جتنا وجیہہ نہیں تھا مہر نے اعتراف کیا۔

بہروز بھی اس چادر میں لپٹی خود اعتماد سی لڑکی کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔اس کی نظر آنکھوں پر پڑی تو چند ساعتیں وہ رکا۔ابریز کی باتیں دماغ میں گھومیں پھر وہ سوچیں جھٹک گیا۔

"راجکمار۔" لہنگے کو چٹکی میں پکڑ کر ہلکی ہی جھکی مگر سر اور آنکھیں نہیں جھکائیں تھیں اس نے جسے جہانگیر نے باخوبی نوٹ کیا۔

"بولیں خاتون کیا کہنا چاہتی ہیں آپ؟" بہروز نے پوچھا تو مہر نے پہلے جہانگیر کی جانب دیکھا اور پھر بولنا شروع ہوئی۔

"ہمیں بازار میں اٹھنے والے مسئلوں کے بارے میں اپنے مہاراجہ سے بات کرنی ہے راجکمار۔" اس نے مہاراجہ پر خاصا زور دیا تھا۔لہجہ زرا بھی نہیں لڑکھڑایا تھا۔

www.novelsclubb.com

بہروز نے بے چین اور اکھڑے اکھڑے جہانگیر کو دیکھا۔

"مہاراجہ کی صحت ٹھیک نہیں ہے سو فل وقت آپ ان سے نہیں مل سکتیں۔ آپ چاہیں تو ہمیں بتا سکتی ہیں۔" مہر نے اس کے نرم لہجے پر گہرا سانس لیا۔ وہ اپنے بھائی سے بہت مختلف تھا۔

"اللہ مہاراجہ کو شفا عطا کرے اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر محفوظ رکھے۔ میں پھر کبھی ان سے مل لوں گی۔" اس نے نہ کوئی تمہید باندھی اور نہ ہی اپنے مسلئے کو ان کے سامنے اچھالا۔

بہروز نے اس کے نپے تلے جواب پر بڑے غور سے دیکھا اسے۔

"ہمیں اجازت دیں راجکمار۔" اس سے وہیں عمل دھرایا جو آنے پر دھرایا تھا۔ چٹکی میں بھرا لباس ایک جھٹکے سے چھوڑا۔

"اجازت ہے۔" بہروز نے ہاتھ کے اشارے سے تخلیہ کا اشارہ کیا تو وہ پلٹ گئی۔ جہانگیر بھی ساتھ ہی پلٹا۔ لیکن وہ ناخوش دکھائی دیتا تھا۔

"خاتون آپ کا تعارف؟" کچھ یاد آنے پر وہ بولا تو مہر پلٹی نہیں صرف گردن موڑی۔ نقاب تلے لب مسکرائے۔

"مہر افروز۔ امرتسر کے بازار میں رہتے ہیں ہم۔ یہاں کے بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھاتے ہیں۔" ہلکا سا تعارف تھا مگر بہروز متاثر ہوا تھا نا جانے کیوں۔

ان دونوں کے جانے کے بعد دربار میں کافی دیر خاموشی کا راج رہا جسے ابریز عالم کی آمد نے توڑا۔

"بھائی جان کون تھیں یہ خاتون؟" وہ صرف اس کی پشت ہی دیکھ پایا تھا سو بہروز سے پوچھ بیٹھا۔

www.novelsclubb.com

"امرتسر کی مہر افروز۔ مہاراج سے ملنا چاہتی تھیں۔"

("اتنی جرآت یہاں کے راجکمار میں ہی ہو گی جو مہر افروز کی گردن کو اپنے خنجر تلے لا سکے۔") اپنے بھائی کی بات پر کسی کا جملہ اس کے کانوں میں گونجا۔

"کدھر کھو گئے ابریز؟" اس کو سوچ میں ڈوبا دیکھ کر وہ بولا تو ابریز چونکا۔

"کہیں نہیں بھائی، آپ بتائیں کیا سوچا پھر ہری سنگھ کے بارے میں؟"

"میں صبح سپاہیوں کے ہمراہ جاؤں گا سلطان پور ابریز۔ تم نے قاصد کے ہاتھ پیغام بھجوا دیا؟" بہروز اور وہ اب آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"فکر مت کریں بھائی جان، اورنگ دین نکل چکا ہے محل سے۔" ابریز کی بات پر وہ سر ہلا گیا۔

"تم صبح بازار کا دورہ کر لینا ابریز اور ہاں۔۔ وہ جو جانے والا تھا پلٹ کر ابریز کی جانب آیا۔

"مجھے لگتا ہے یہ لڑکی تمھاری مہر افروز تھی۔" بہروز بات کے اختتام پر مسکرایا اور پھر اسے وہیں بت بنا چھوڑ کر حرم کی جانب بڑھ گیا۔

"تمھاری مہر افروز۔۔ تمھاری مہر افروز۔۔۔ تمھاری مہر افروز۔۔۔۔"

ابریز عالم کو اب ہر جانب یہی بازگشت سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔

---

www.novelsclubb.com

دن ڈھل گیا تو شام اپنے پر پھیلائے چلی آئی۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ تھکی ہاری محل سے لوٹی تھی۔ کھانا کھا کر وہ اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

مہر آنکھوں پر بازو جمائی اندھیرے میں سونے کی کوشش کر رہی تھی جب چمپا اس کے پاس آئی۔ آتے ہی مشعل جلائی تو وہ بھنا کر اٹھ گئی۔

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی مہر۔ تم محل آئی اور مجھے بتایا بھی نہیں۔" چمپا منہ پھلائے اس سے زرا فاصلے پر بیٹھی تو مہر اسے روٹھا دیکھ کر مسکرا پڑی۔ وہ کم ہی اس سے ناراض ہوا کرتی تھی۔

"ارے میں کون سا محل گھومنے آئے تھی۔ مجھے تو کام تھا سو تمھیں تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھا."

وہ اسے بڑی سہولت سے بتا رہی تھی۔۔

"اب دوستی میں بھی تکلف ہوا کریں گے مہر افروز۔" وہ ہنوز منہ پھلائے ہوئے تھی۔

www.novelsclubb.com

"اب مان جاؤ چمپا۔اور دیکھو تو تمھارے راجکمار بہروز عالم سے بھی مل آئی ہوں میں۔"وہ شرارت سے بولی تو چمپا نے اسے خفا خفا نظروں سے دیکھا۔

"راجکمار ابریز عالم سے ٹکراؤ نہیں ہوا تمھارا"۔وہ بھی اسی کی سہیلی تھی چٹکیوں میں حساب برابر کر گئی۔

"مہاراجہ کی طبیعت اب کیسی ہے؟"مہر پاؤں پسار کر بیٹھی اور پھر تکیہ اٹھا کر گود میں رکھا۔

"طبیب نے پہلے سے بہتر کہا ہے لیکن مجھے نہیں لگتا ہے اب مہاراجہ جہانداد عالم دوبارہ تخت سنبھال سکیں گے۔"چمپا رازداری سے بولی تو مہر نے ٹیک چھوڑی۔

"کوئی نہیں ان کا جانشین تو اپنی ذمداری اچھے سے نبھا رہا ہے میں نے دیکھا ہے آج۔"وہ بے پرواہ نظر آتی تھی۔

"خیر اللہ بہتر کرے گا۔تم تھکی ہوئی لگ رہی ہو میں چلتی ہوں اب۔تم آرام کرو۔"چمپا لباس سمیٹ کر اٹھی اور پھر دروازے پر پہنچ کر کچھ یاد آنے پر رکی۔

"صبح بازار آجانا۔راجکمار دورہ کریں گے۔"وہ بتا کر چلی گئی تو مہر نے کندھے اچکا کر مشعل بجھائی اور پھر چٹ لیٹ گئی۔

بھوری آنکھوں پر پپوٹوں نے غلاف چڑھالیا۔

چمپا یہ بتانا بھول گئی تھی کہ کون سا راجکمار بازار آرہا ہے۔

اگلے دن کا سورج اپنے پہلو میں ہنگامے چھپائے آسمان پر نمودار ہو چکا تھا۔راج محل میں خاموشی کا دورہ تھا۔

راہداری میں بھاری جوتوں کی دھمک نے ارتعاش پیدا کیا تو کمروں کے باہر پہرہ دیتے سپاہی چوکنے ہو گئے۔

شاہی پوشاک پر بھاری لوہے کا لبادہ پہنے بہروز عالم اپنے باپ کے کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں موجود نفوس ان کی آمد پر کھڑے ہو گئے۔

جہانداد عالم اپنے بستر میں دوائیوں کے زیر اثر گہری نیند میں تھے جبکہ ان کے دائیں بائیں جہان آرا بیگم اور پکھراج بیگم ان کا ہاتھ تھامے بیٹھیں تھیں۔ایک جانب سپاہی دوائیوں کی طشتریاں اٹھائے کھڑے تھے جبکہ خادمائیں کھانے پینے کا سامان ایک جانب لگا رہی تھیں۔ماہ پارہ ہاتھ میں تسبیح لیئے کرسی پر بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھی۔

بہروز اور ابریز سب سے پہلے اپنے باپ کے قریب ہوئے اور جھک کر ان کا ماتھا چوما۔

بہروز نے پھر آگے بڑھ کر پکھراج بیگم کا ہاتھ پکڑا۔

"راجکمار ہم تو ڈر ہی گئے تھے۔شکر ہے آپ کے والد اب ٹھیک ہیں۔"ان کی کالی آنکھوں میں آنسوؤں چمک رہے تھے۔جہان آرا بیگم نے ان کی بات پر نخوت سے سر جھٹکا۔

"آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے تھا آخر کو آپ کی اولاد اتنی جلدی تخت ہتھیا لیتی۔"جہان آرا بیگم کے لہجے کی کڑواہٹ سب کے حلق میں گھل گئی۔

"یہ آپ کی تمنا ہو سکتی ہے ہماری نہیں۔"پکھراج بیگم نے جوابی وار کیا تو بہروز نے آنکھیں میچیں۔

"آپ دونوں موقع محل دیکھ کر بات کیا کریں۔ والدہ یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں ہے اور پکھراج والدہ آپ کا بیٹا ایک مہم پر جا رہا ہے آپ کو انھیں دعاؤں میں الوادع کرنا چاہیئے۔" ابریز کا لہجہ کرخت تھا، چہرے کے تاثرات بھی غضب ناک تھے۔ وہ صرف سپاہیوں اور خادماؤں کی موجودگی میں ضبط کر رہا تھا۔

ماہ پارہ نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں اور پھر تسبیح خادمہ کی جانب بڑھا کر ابریز کے سرخ چہرے کو نظر بھر کر دیکھا۔

"اللہ آپ کو کامیاب لوٹائے ہمارے بیٹے۔" پکھراج نے بہروز کو گلے لگایا۔

"خیر خیریت سے واپس آئیں۔" جہان آرا بیگم کا ہاتھ چومنے پر وہ بھی اسے دعا دے کر اٹھیں۔

بہروز کے جانے کے بعد ابریز نے جہانگیر کو اشارے سے اپنے پاس بلایا۔

"ہم بازار کا دورہ کر کے کچھ گھنٹوں تک واپس آجائیں گے۔ محل اور حرم ہم تمھیں سونپ کر جاتے ہیں جہانگیر." حکم دے کر وہ بھی روانہ ہو گیا۔

ماہ پارہ نے کنکھیوں سے دونوں مہارانیوں کو دیکھا اور پھر بہانے سے اٹھ کر باہر چلی آئی۔

تمام سپاہی گھوڑے لیئے تیار کھڑے تھے۔

ابریز نے اپنے سیاہ گھوڑے کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو وہ اپنے مالک کا لمس پہنچا گیا۔

"راجکمار ہماری بات سنیں۔" وہ جو اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا ماہ پارہ کے پیچھے سے پکارنے پر گھوڑے سمیت پلٹا۔

"کہیئے راجکماری." اس نے نہ ماہ پارہ کو دیکھا نہ اس کے حلیے کو۔

"ہم بھی آپ کے ساتھ بازار جانا چاہتے ہیں۔" اس کے یوں فرمائش کرنے پر پیچھے کھڑی خادمہ مزید سر جھکا گئی۔

"اور آپ کو بازار کیوں جانا ہے؟؟ کیا کسی چیز کی ضرورت ہے آپ کو راجکماری؟" وہ ماتھے پر ہلکے سے بل لیئے اس سے مخاطب ہوا تو وہ لب کاٹ گئی۔

"ہم بس وہاں کے لوگوں سے ملنا چاہتے ہیں۔" بہت کمزور دلیل تھی وہ متاثر نہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

"آپ جانتی ہیں بابا کی صحت ٹھیک نہیں ہے۔ہماری والدہ اور پکھراج بیگم کو آپ کے سوا کوئی نہیں سنبھال سکتا۔اس لیئے آپ کا محل میں رکنا زیادہ بہتر ہے۔"وہ سنجیدہ سا کہہ کر اپنے گھوڑے کو موڑ گیا۔

"چلو سپاہیوں ہمیں دیر ہو رہی ہے۔"ابریز نے نہ ہی اس اس کے جواب کا انتظار کیا اور نہ ہی اس کا دل رکھا۔

وہ ہمیشہ اس کو انکار کرتا تھا۔چند آنسو پھسل کر اس کے رخسار کو بھگو گئے۔

یہ تو طے تھا کہ ابریز عالم کبھی بھی ماہ پارہ کا نہیں ہو سکتا تھا۔

~ہم سے بھاگا نہ کرو دور غزالوں کی طرح

ہم نے چاہا ہے تمھیں چاہنے والوں کی طرح~

---

www.novelsclubb.com

صبح صبح فریدن بیگم کے ساتھ مل کر وہ بازار والی دکان پر اپنا سارا سامان پہنچا کر آئی تھی اور اب فریدن وہیں اپنی دکان میں موجود تھیں۔ بازار میں آج معمول سے زیادہ گہما گہمی تھی۔ وہ اپنے بالائی کمرے میں موجود آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔ سفید رنگ کا لہنگا جس پر کڑھائی اور شیشے کا کام ہوا تھا ساتھ ہی ہم رنگ چولی تھی جس کی پشت پر گوٹے کی لڑیاں نفاست سے بندھی تھیں۔ گھنگریالے بالوں میں چنبیلی کی لڑیاں لٹک رہی تھیں۔ اس نے بھوری آنکھوں میں سرمہ دانی سے کاجل ڈالا تو حسن دو آتشہ ہو گیا۔ سب سے آخر پر اس نے سنہری رنگ کا دوپٹہ ساڑھی کے پلوں کے انداز میں کندھے پر ڈال کر بالکنی سے جھانکا۔ گھڑ سوار سپاہی بازار میں داخل ہو چکے تھے۔

وہ بھاگنے والے انداز میں گھر سے نکلی اور پھر راجکمار کے بازار آنے سے پہلے وہاں پہنچی کیونکہ اگر وہ زرا بھی دیر کرتی تو بھیڑ کی وجہ سے اس کا بازار پہنچنا ناممکن ہو جاتا۔

"ہٹو بچو۔۔

راستہ بنا دو۔۔

راجکمار تشریف لا رہے ہیں۔۔

ہٹو آگے سے ہٹو.."

ابریز کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ایسے آوازیں فضا میں بکھری ہوئی تھیں۔

مہر افروز راموچاچا کے ٹھیلے کے قریب پہنچی تو بازار میں موجود لوگ اچانک سمٹ سکڑ گئے۔سیاہ رنگ کے گھوڑے کے ٹاپو کی آواز بے حد قریب آگئی تھی، سپاہی اس کے ارد گرد حصار بنائے ہوئے تھے۔

"خوش آمدید راجکمار"

"خوش آمدید حضور"

"آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی راجکمار"۔لوگوں کے چہرے سے خوشی پھوٹنے لگی۔سارے تاجر باری باری اپنی محبت کا اظہار کرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

"بہت شکریہ آپ سب کا۔اللہ آپ کے کاروبار میں برکت دے۔"بھاری مردانہ آواز پر مہرافروز پلٹی۔اچھاتو بازار ابریز عالم آیا تھا۔وہ بڑی شان سے گھوڑے کی لگام تھامے طائرانہ نظر سے سب کی جانب مسکرا مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔

"بہت شکریہ آپ کا راجکمار"ایک بوڑھا آدمی آگے بڑھا تو سپاہی نے اس کے قدم وہیں روک دیئے۔مہرافروز کے چہرے پر ناگواری آئی۔

"بازار کو دیکھ کر لگتا ہے کہ آپ سب کا کاروبار اچھا جا رہا ہے۔"اس کے بولنے کی دیر تھی مہر کا صبر جواب دے گیا۔وہ ٹھیلے سے زرا ہٹ کر بازار کے وسط میں آگئی۔

"اگر آپ کبھی اپنے محل سے نکل کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوں کہ یہاں کا غریب تاجر کیسے کیسے مسائل کا شکار ہے راجکمار۔"آواز کافی اونچی تھی پورے بازار میں سکوت چھا گیا۔چمپا جو ابھی ابھی وہاں پہنچی تھی مہر کے بولنے پر ہاتھ منہ پر جما کر وہیں رک گئی۔

فریدن بیگم تو سکتے میں چلی گئی تھیں۔سپاہیوں کا گھیرا ابریز کے گرد مزید تنگ ہوا۔

اور ابریز۔۔۔ابریز عالم وہیں تھم سا گیا۔

وہ دو کاجل سے لبریز آنکھیں، انھیں تو وہ اندھیری رات میں پہچان سکتا تھا۔ سفید لہنگے میں دمکتی سنہری رنگت بھورے گھنگریالے بال اور ان چنبیلی کی لڑیوں کی خوشبو ابریز اتنے دور سے محسوس کر سکتا تھا۔

~آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیکھا ہے

میں نے سارا جمال دیکھا ہے۔~

اسے اپنے ارد گرد ہر چیز دھندلاتی ہوئی محسوس ہوئی، نظر آئی تو صرف گردن ایک شان سے اٹھائے، بھوری آنکھوں میں تپش اور برہمی لیئے اسے گھورتی ہوئی مہر افروز۔

ابریز کے گھوڑے نے چند قدم آگے لیئے تو وہ سرعت سے آگے بڑھ کر اس کی لگام پکڑ گئی۔

"آپ یہاں کے حاکم ہیں، آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہاں کے لوگوں کو کیا چیز پریشان کر رہی ہے کیا نہیں۔" ابریز کا سکتا اس کی اگلی بات پر ٹوٹا۔

سارے لوگ اب ابریز کے جواب کے منتظر تھے۔

"بلکل صحیح کہ رہی ہیں آپ مہرافروز۔"اور بس چمپا نے آنکھیں میچ لیں۔وہ اسے پہچان گیا تھا۔مہرافروز کی پکڑ بھی لگام پر ڈھیلی ہوئی مگر وہ مضبوط بنی رہی۔

"ہمیں اتنا بے خبر اور لاپرواہ نہیں ہونا چاہیئے تھا۔"ابریز اپنی غلطی مان رہا تھا۔وہ گھوڑے سے اتر کر اس کے قریب چلا آیا۔

"راموچاچا۔"وہ ٹھیلے پر کھڑے بوڑھے آدمی سے مخاطب ہوئی تو وہ ابریز کے آگے ہاتھ جوڑ کر سر جھکا گیا۔

"آپ بتائیں راجکمار کو کہ آپ کے اور دوسرے تاجروں کے مال کے ساتھ لٹیرے کیا کر رہے ہیں۔"ابریز نے اس کے سنہری چہرے کو سرخی میں بدلتے دیکھا۔

"راجکمار ہم آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔ورنہ لٹیروں نے ہماری زندگی اجیرن کر رکھی ہے"بوڑھا آدمی بولا تو ابریز نفی میں سر ہلا کر آگے بڑھا۔جبکہ مہرافروز نے گہری سانس لی۔

"ہم یہاں پر حکومت کرتے ہیں۔ یہاں کے محافظ ہیں۔آپ ہمیں نہیں بتائیں گے تو کون یہ مسائل حل کرے گا۔ ہمیں اچھا لگا کہ مہر افروز نے یوں ہمیں ہماری کوتاہی یاد دلائی۔" وہ اس کے چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیئے ہوئے بولا تو وہ قدرے تذبذب کا شکار ہوئی۔

"کیا آپ نے ایسا کوئی نظام یہاں بنایا ہے جس کے ذریعے یہ اپنی شکایات آپ تک پہنچائیں؟" مہر افروز کے سوال پر وہاں کھڑے تمام لوگوں کے چہرے پر الجھن نمودار ہوئی۔ جیسے وہ کچھ کہنا چاہ رہے ہوں۔ فریدن بیگم نے گھبرا کر اپنے دل پر ہاتھ رکھا جبکہ چمپا اب مہر افروز کو رسوا ہوتا ہوا دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔

www.novelsclubb.com

ابریز نے سر نیچے گرایا اور پھر جب اوپر کو اٹھایا تو وہ مسکرا رہا تھا۔ بھلا ابریز عالم، مہر افروز کو رسوا کر سکتا تھا۔

"آپ فکر مت کریں مہر، ہم جلد ہی اس کا بندوست بھی کر دیں گے۔" وہ خاموش ہوا تو مہر نے گردن کو جھٹکا دیا اور پھر بازار سے نکلتی چلی گئی۔ وہ یوں ہی خاموش نظروں سے اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا۔ بازار سے رش چھٹنے لگا۔ فریدن بیگم اور چمپا اس کے پیچھے لپکیں۔

وہ ابھی اپنے گھر کی چوکھٹ بھی عبور نہیں کر پائی تھی جب فریدن بیگم کی آواز نے اس کے قدموں کو جکڑا۔

"مہر یہ کیا گستاخی تھی۔ راجکمار کے گھوڑے کی لگام پکڑنے کی جرآت کیسے کی تم نے؟" وہ سیخ پا ہوئی پڑی تھیں اس پر۔

وہ ماں کی جانب گھومی تو چمپا بھی پیچھے کھڑی نظر آئی۔

"اگر وہ اپنی رعایا کا خیال نہیں رکھیں گے تو ہم سو بار ان کے گھوڑے کی لگام پکڑیں گے اور اگر وہ

ناانصافی سے کام لیں گے تو لگام تو کیا ہم ان کا گریبان بھی پکڑیں گے۔" فریدن بیگم نے اسے خون آشام نظروں سے دیکھا جبکہ وہ پیر پٹخ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"جاؤ چمپا اس کو کچھ سمجھاؤ، جہان آرا بیگم کو ابھی یہ جانتی نہیں ہے بے وقوف لڑکی۔" چمپا ان کی بات پر تیزی سے سیڑھیاں اوپر چڑھتی گئی۔

سلطان پور کے دربار میں بڑی بڑی پگڑیاں پہنے مشیر بہروز عالم کی آمد پر ناخوش دکھائی دے رہے تھے کچھ یہی حال مہاراج ہری سنگھ کا بھی تھا۔

"خوش آمدید راجکمار یا مہاراجہ بہروز عالم کہوں؟" وہ بولا تو بہروز کے چہرے کے تاثرات مزید خراب ہوئے۔

"میں یہاں تمھیں تنبیہ کرنے آیا ہوں ہری سنگھ۔ مجھے تمھارے کسی لقب یا مہمان نوازی کی ضرورت نہیں ہے۔" چند سپاہیوں کے ہمراہ وہ رعب و دبدبے والا شہزادہ ان کے دربار کو ہلا گیا اپنی گھن گرج سے۔

"تو تم یہاں مجھے دھمکی دینے آئے ہو نوجوان۔ یہ بات اپنے اس بیمار باپ تک پہنچا دینا کہ اس بار وہ منہ کی کھائے گا۔" اس کے تکبر بھرے لہجے پر بہروز کے سپاہیوں نے تلواریں نکالنا چاہیں لیکن وہ انھیں روک گیا۔

"اگر تم نے امرتسر کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو تمھارا یہ سلطان پور کا قلعہ تمھارے ہی سر پر گرا دیا جائے گا اور میری یہ بات لکھ کر رکھ لو ہری سنگھ۔" درباریوں کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

"اگر اب بھی تم باز نہ آئے تو بزدلوں کی طرح پیغام بھجوانے کے بجائے سیدھا میدان جنگ میں آ جانا۔" اس نے اپنے باپ کا انتخاب صحیح ثابت کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

بہروز اپنے سپاہیوں کو لے کر راہداری میں سے گزرا تو وہاں کھڑی مہارانی نے اسے بڑے غور سے دیکھا۔

"رانی سایہ ہے اگلا جانشین جہانداد عالم کا۔" خادمہ کی بات پر وہ گندمی رنگت والی عورت مسکرائی۔

"جوانی کا خون ہے نا، اس لیئے جوش مار رہا ہے۔ خیر ہمیں یہ تخت پر بیٹھتا دکھائی نہیں دیتا اندرانی۔"

سکوت۔۔۔۔گہرا سکوت۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مہر کمرے میں آئی تو باہر سے ہنوز شور آرہا تھا وہ بالکنی میں تھوڑا آگے ہوئی تو کچھ سپاہی واپس جارہے تھے۔اس نے ہاتھ سے فضا میں اڑتی مٹی پرے کی تو ٹھٹکی کر رکی۔

ابریز عالم اپنے گھوڑے پر براجمان اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔کچھ تاجر اس کے پاس اپنی شکایات جمع کروا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کیا یہ ابھی تک واپس نہیں گئے؟" وہ سینے پر ہاتھ دھر کر اندر مڑ گئی۔

"مہر افروز یہ تم نے کیا کیا؟" دھڑام سے دروازہ کھول کر اندر آتی چمپا کی بات پر اس کی بھنویں پھر سے اکٹھی ہوئیں۔

"میں نے غلط نہیں کہا، تم نے راموچاچا کی بات نہیں سنی تھی؟؟" وہ خاصے ترش لہجے میں بولی تو چمپا لب چبا گئی۔

"تم نے کچھ غلط نہیں کہا لیکن۔۔۔"

"کیا لیکن کہو چمپا" اب وہ اپنے بالوں میں لگی لڑیاں کھینچ کر اتار رہی تھیں۔

"تم نے راجکمار کو یہ کیوں کہا کہ انھوں نے لوگوں کی شکایات سننے کے لیئے کوئی مناسب انتظام نہیں کیا؟" وہ منہ بنا کر بولی تو مہر نے اس کی جانب دیکھا۔

"ہاں تو بتاؤ نا کہاں ہے کوئی شکایات سننے والا؟؟" وہ بھی دوبدو بولی۔

"مہر ہر ہفتے محل سے ایک سپاہی بازار کا گشت کرتا ہے اور سارے تاجروں کے مسائلِ مہاراج تک پہنچاتا ہے۔ مہاراجہ کی صحت کی وجہ سے اس بار سپاہی کو تاہی کر گیا۔ تم نے راجکمار کو اتنی سنا دیں۔" چمپا تو وہاں سی ہوئی ہی تھی مہر کا وجود سن ہو گیا۔ وہ خاموش نظروں سے آئینے کو تکنے لگی۔

"اگر وہ چاہتے تو بھرے بازار میں تمھیں غلط کہہ سکتے تھے مہر۔"

بھوری آنکھیں ساکت جھیل کی مانند لگ رہی تھیں۔

"چمپا کلی میرے سر میں درد ہے کچھ وقت کے لیئے مجھے اکیلا چھوڑ دو۔" چمپا خاموشی سے کمرے سے نکل گئی۔

مہر افروز نے بالکنی سے محل کی جانب جاتے ابریز کی پشت کو دیکھا اور پھر پردے گرا گئی۔

باغیچے میں خاصی رونق لگی ہوئی تھی۔ جہانداد عالم کی صحت اب بہتر تھی اس لیئے مہارانیوں کے چہرے کی رونق بھی لوٹ آئی تھی۔ ایک جانب مسہری پر جہان آرا بیگم ہاتھ میں موجود سلک کے کپڑے پر کڑھائی کرنے میں مصروف تھیں جبکہ پکھراج بیگم نئے آنے والے زیوارت کو اپنے ساتھ لگا لگا کر پسند کر رہی تھیں۔

روپا شربت کے گلاس لائی تو وہ خاموشی سے تھام گئیں۔

"روپا شربت پیش کرنے کے بعد راجکماری ماہ پارہ کو باغیچے میں آنے کا حکم دو۔ آج کل وہ ہر وقت کمرے میں رہنے لگی ہیں۔"

پکھراج بیگم کے بولنے پر جہان آرا بیگم تھوڑی چونکیں مگر پھر غیر ضروری سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔

"چندن بائی جاڑے کی آمد ہونے والی ہے لڑکیوں سے کہہ کر ذرا بستروں اور چادروں کو دھوپ میں ڈلوائیں۔" شربت کا گھونٹ بھرنے پر ان کے چہرے پر ناپسندیدگی کے تاثرات ابھرے۔ میٹھا زیادہ تھا جو جہان آرا بیگم کو شدید ناپسند تھا۔

"جو آپ کا حکم مہارانی بیگم۔" چندن بائی جانے لگیں تو پکھراج بیگم نے اپنا خالی گلاس انھیں پکڑایا۔

"ابریز عالم بازار سے واپس نہیں آئے ابھی تک؟" جہان آرا بیگم نے اب کڑھائی والی چیزیں سمیٹ دی تھیں۔ پکھراج آج انھیں حیران کرنے کے درپے تھیں۔ پہلے ماہ پارہ اور اب ابریز کا پوچھ رہی تھیں۔

"خیریت ہے پکھراج؟" پتا نہیں کیوں لیکن جہان آرا بیگم کہ لہجے میں ہمیشہ چبھن ہوتی تھی۔

"آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں رانی بیگم ہم بس ان سے اپنے بیٹے کی واپسی کا پوچھنا چاہتے تھے۔" دوپٹے کو ایک جانب سے پکڑے وہ گردن موڑ کر بولیں تو جہان آرا نے آنکھیں گھمائیں۔

"جی بیگم سارا جگمارا بریز کچھ دیر پہلے ہی لوٹے ہیں، سپہ سالار نے بتایا ہے کہ فلحال وہ تربیت گاہ میں موجود ہیں۔" اتنی دیر میں روپا بھی ماہ پارہ کو لے کر چلی آئی۔

"ٹھیک ہے چندن بائی ہم کسی سپاہی کو بھیج کر بہروز کا معلوم کروالیں گے۔" پکھراج بیگم مضطرب سی مسہری پر بیٹھیں۔

"گھبرائیں مت رانی سارا جگمار بہروز بھی محل تشریف لا چکے ہیں۔" اس کی آواز کافی بھاری معلوم ہو رہی تھی جیسے کافی دیر روتی رہی ہوں۔

جہان آرا بیگم نے اس کے ستے ہوئے چہرے کو دیکھا۔ جبکہ پکھراج نے قدرے قریب ہو کر اس کی پتی ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھا۔

"ماہ پارہ آپ کی صحت ٹھیک معلوم نہیں ہو رہی ہمیں؟" ان کے پوچھنے پر اس کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔

"کیا بات ہے راجکماری؟" جہان آرا بیگم نے بھی پوچھا تو وہ سر جھکا گئی۔

"کچھ نہیں بس چچا جان کی وجہ سے پریشان تھے ہم۔" وہ بولی تو آواز رندھی ہوئی تھی۔

"اللہ کا شکر ہے ماہ پارہ وہ اب بلکل ٹھیک ہیں تم چاہو تو ان سے جا کر مل سکتی ہو۔" پکھراج نے اس کا کندھا تھپتھپایا تو وہ سر ہلا گئی مگر جہان آرا نے بڑے غور سے اس کی حرکات دیکھیں۔

"ہم چلتے ہیں"۔ پکھراج چلی گئیں تو کچھ دیر سکوت رہا۔

"ماہ پارہ یوں ابریز کو پریشان مت کیا کریں۔ جلد ہی آپ کی اور انکی شادی ہو جائے گی تو پھر آپ کو پریشانی کس بات کی ہے۔" وہ بھانپ گئی تھیں ماہ پارہ نظریں چرا گئی۔

روپا نے افسوس کرتی نظروں سے ان دونوں کی جانب دیکھا کیونکہ یہاں تو کوئی اور ہی کھیل رچایا جا رہا تھا۔

دھوپ ڈھلی تو ہوا میں خنکی محسوس ہونے لگی۔ مہر افروز نے سیاہ چادر کو بازوؤں پر پھیلایا اور پھر صحن میں بکھرے سامان کو سمیٹنے لگی۔ فریدن بیگم ابھی تک اپنی دکان سے نہیں لوٹی تھیں۔

"احمد"۔

وہ ایک بارہ سالہ گوری رنگت اور پتلے نقوش والا بچہ تھا۔ سیاہ شلوار پر سفید کرتا اور بھوری چمڑے کی واسکٹ پہنے وہ ہاتھ میں تھیلا پکڑے گھسیٹنے والے انداز میں مہر افروز کی جانب لا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مہر افروز باجی" چوکھٹ پر پہنچتے ہی اس نے تھیلا رکھا اور ہانپتے ہوئے وہیں بچھی دری پر بیٹھ گیا۔

مہر نے اسے فوراً پانی کا گلاس پکڑایا جسے وہ جھٹ پٹ پی گیا۔

"احمد اتنا بھاری سامان اٹھا کر لانے کی کیا ضرورت تھی خالہ کے ہاتھ بھیج دیتے۔" مہر نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کے سیاہ بال بکھیرے تو وہ مسکرا پڑا۔

"مہر باجی ابا محل سے یہ پرانی کتابیں لائے تھے اور آپ کو تو پتا ہے اماں ان کتابوں کو بازار بیچ دیتی ہے اس لیئے میں آپ کے لیئے لے آیا ہوں۔" وہ معصومیت سے بولا تو مہر مسکرا دی۔

"ارے بہت شکریہ پیارے احمد علی." مہر نے تھیلے سے چند سنہری اور سرمئی سرورق والی کتابیں نکالیں اور انھیں الٹ پلٹ کر دیکھا۔

"اچھا باجی میں اب چلتا ہوں، کل آؤں گا۔" وہ اٹھنے لگا تو مہر نے اسے بازو سے پکڑ کر واپس بٹھا دیا۔ تھیلے کو اٹھا کر اندر لے گئی اور جب واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں چاندی کی کٹوری تھی۔

گاڑھا سفید رنگ کا پیسٹ جس پر پیس کر بادام ڈالے گئے تھے۔

"یہ لو اماں نے کھیر بنائی تھی اور میں جانتی ہوں تمھے کتنی پسند ہے۔" اس کو کٹوری پکڑا کر وہ واپس سے صحن میں جھاڑو دینے لگی۔

وہ سیاہ آنکھوں والا بچہ اب بڑی رغبت سے کھیر کھا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد فریدن بھی بازار سے واپس لوٹ آئی تھیں۔

"کیسے ہو احمد بچے؟" وہ اس کا ماتھا چوم کر بولیں تو احمد کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں ٹھیک ہوں خالہ، اچھا مہر باجی اماں انتظار کر رہی ہوں گی چلتا ہوں" وہ مہر کو ہاتھ ہلا کر بولا۔

"اچھا جاؤ احمد لیکن کل یاد سے سارے بچوں کو ساتھ لے آنا۔ اگلا سبق شروع کریں گے". اس کو رخصت کر کے وہ تھیلا اٹھا کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔

مہر کو کتابیں پسند تھیں، بے حد پسند۔

"ابریزرات کے اندھیرے میں لٹیروں پر حملہ کرنا خطرناک ہو سکتا ہے۔" وہ تمام سپاہیوں کو تربیت گاہ میں جمع کیئے کھڑا تھا جب بہروز اس کے پاس آیا۔

www.novelsclubb.com

"ہو سکتا ہے خطرناک، لیکن صرف ان لٹیروں کے لیئے". وہ لفظ چبا کر بولا تو بہروز مسکرا پڑا۔

"امید ہے صبح ہونے سے پہلے تم لوٹ آؤ گے جانتے ہو نا صبح دربار بلایا ہے بابا نے جنگ کی حکمت عملی طے کرنی ہے۔"

"آپ فکر مت کریں بھائی جان۔" ابریز اپنے بھائی کا کندھا تھپتھپا کر گھوڑے پر سوار ہوا۔

"چلو سپاہیوں، امرتسر کے لوگوں کو تکلیف دینے والوں سے حساب لینے کا وقت آگیا ہے۔" اس کی دھاڑ پر محل کے خارجی دراوزے کے پٹ کھول دیئے گئے اور پھر ایک دوسرے کے پیچھے کئی گھوڑے وہاں سے دھول اڑاتے نکلے۔

ابریز اس کی نظروں سے اوجھل ہوا تو وہ جہانداد عالم کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

پکھراج بیگم نے جہانداد عالم کی پوشاک اتارنے میں مدد کی اور پھر انھیں بستر پر بٹھا کر دوائیاں لانے لگیں۔

www.novelsclubb.com

"کیا میں اندر آ سکتا ہوں بابا"۔ بہروز کی آواز پر پکھراج بیگم نے چند پل جہانداد عالم کی جانب دیکھا اور پھر ان کے گردن ہلانے پر اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔

"آ جائیں راجکمار". اس کے اندر آتے ہی پکھراج بیگم نے دوائیاں اس کے حوالے کیں۔

"راجکمار اپنے بابا کو یہ دوا لازمی دے دیجئیے گا، میں چلتی ہوں آپ کو یقیناً کوئی ضروری بات کرنی ہو گی مہاراج سے." بہروز نے ان کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا تو وہ ہنس پڑیں۔

"کہو بہروز کیا بات ہوئی تمھاری ہری سنگھ سے۔" یہ وہ آخری جملہ تھا جو پکھراج بیگم نے کمرے سے نکلتے ہوئے سنا تھا۔

"بابا مجھے نہیں لگتا کہ وہ جنگ سے کم پر راضی ہو گا." اس نے دوا جہانداد عالم کی جانب بڑھائی تو وہ اسے پانی کے ساتھ نگل گئے۔

"تو پھر بہروز تیاری شروع کرو۔ جانتے ہو ہماری جان چلی جائے لیکن امرتسر کی عوام کو ظالم کے حوالے نہیں کرنا۔" بہروز نے ان کے بوڑھے ہاتھوں کو کمزوری سے کانپتے دیکھا۔

"آپ فکر مند مت ہوں بابا، ابھی آپ کے دو بیٹے موجود ہیں اس تخت کی حفاظت کے لیئے۔" اس کے بولنے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے مہاراجہ کے لبوں کا احاطہ کیا۔

"اسی لیئے تو پر سکون ہوں بہروز۔" انھوں نے سر کو بستر کی پست سے ٹکایا اور پھر آنکھیں موند لیں۔

اب یہ بوڑھا وجود تھک چکا تھا۔

رات کے اس پہر جب ہر ذی روح پر سکون نیند کے زیر اثر تھا وہ اپنے سپاہیوں کے ہمراہ اس گھنے جنگل میں بڑے چوکنے انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

کسی سپاہی کی بداحتیاطی سے سوکھے پتوں نے سکوت کے پردے کو چیرا تو اس نے مڑ کر انھیں خاموشی سے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

کہیں دور سے لکڑیوں کے چٹخنے کی آواز اور دھواں اٹھنے پر ابریز نے سپاہیوں کو جلدی سے اپنے پیچھے آنے کا کہا۔

ابریز نے درخت سے لٹکی ٹہنی کو ہاتھ سے پرے کیا تو شاخ پر لگے حفاظتی جال سے ایک تیر تیزی سے نکل کر ایک سپاہی کے کندھے میں جا لگا۔

مشعلیں پکڑے سپاہی فوراً سے آگے آئے۔

"ہم جنگل میں بھٹک رہے ہیں اس وقت، یہاں پر جال ہو سکتے ہیں اس لیئے سب محتاط انداز میں آگے بڑھو۔" ابریز کی دھیمی آواز بھی پورے جنگل میں گھوم کر پلٹ رہی تھی۔

تھوڑا آگے بڑھنے پر منظر واضح ہوا، وہاں پندرہ سے بیس آدمی آرے ترچھے پڑے تھے۔ پاس ہی لکڑیوں کا الاؤ جل رہا تھا۔

"گرفتار کر لو سب کو۔" ابریز نے پاؤں کے پاس پڑے آدمی کو ٹھوکر رسید کر کے حکم دیا تو وہاں افراتفری مچ گئی۔

دو تین جھڑپوں کے بعد وہ ان سب کے ہاتھ پاؤں باندھ کر گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ لوٹا ہوا سارا مال بھی وہ برآمد کر چکے تھے۔ اب ان کا رخ بازار کی جانب تھا۔

ساری رات اس کی کروٹیں بدلتے بدلتے گزر گئی۔ نیند کا دور دور تک اس کی آنکھوں میں کوئی نام و نشان موجود نہیں تھا۔

اس نے اپنے تپتے ہوئے گالوں پر برف جیسے ٹھنڈے ہاتھ رکھے تو ان کی حدت تھوڑی کم ہوئی۔

ماہ پارہ نے بالوں کو لپیٹ کر سفید لباس پر سفید چادر لپیٹی اور پھر کمرے میں لگی مشعل کو اٹھایا اور ننگے پاؤں باہر چلی آئی۔

شاہی باورچی خانہ خالی تھا۔ اس نے ہڑبڑا کر گلاس ڈھونڈنا چاہا لیکن چیزیں تو جیسے نظروں سے اوجھل ہو گئی تھیں۔ اسے روپا کو بلا لینا چاہیئے تھا۔

ایک جانب پردے کے پیچھے برتنوں کا انبار دیکھ کر وہ گلاس اٹھانے لگی تو ساتھ موجود برتن ایک چھناکے کے ساتھ زمین بوس ہوئے۔

وہ لبوں کو دانتوں تلے دبا گئی۔ باورچی خانہ کے دروازے کی جانب دیکھا مگر صد شکر وہاں کوئی نہیں آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

پانی لینے کے بعد وہ وہیں بیٹھ کر گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔ باہر اجالا پھوٹ پڑا تھا ساتھ وقفے وقفے سے اذان کی آوازیں بھی بلند ہو رہی تھیں۔

"راجکماری آپ کسی خادمہ کو جگا لیتیں"۔ بہروز کی آواز پر وہ اچھل پڑی اور نتیجتاً سارا پانی اس کے حلق اور ناک میں اٹک گیا۔ وہ کھانستی ہوئی دوہری ہو گئی۔

"دھیان سے راجکماری". اس نے آگے بڑھ کر ماہ پارہ سے گلاس لیا تو وہ تھوڑی پرے کھسکی۔

"ہم ٹھیک ہیں راجکمار"۔ اس کو بتا کر ماہ پارہ جانے لگی تو اس کی بازو بہروز کی گرفت میں آئی۔ اس کے سارے وجود میں شرارے دوڑنے لگے۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے ماہ پارہ؟" بہروز نے تمام تکلفات بھلا کر اسے مخاطب کیا تو وہ لب بھینچ گئی۔

www.novelsclubb.com

"ہمیں پیاس لگی ہوئی تھی تو پانی پینے یہاں چلے آئے، لیکن آپ کو یہاں دیکھ کر ہمیں حیرت ہو رہی ہے راجکمار". اس نے اپنی بازو اس کی گرفت سے چھڑائی اور پھر کافی سخت لہجے میں اس سے بولی۔

"ابریز محل میں موجود نہیں ہیں ہم ان کا انتظار کر رہے تھے۔ کھٹکے کی آواز پر ہم ادھر آئے تھے راجکماری۔" بہروز کے تاثرات بھی یک دم پتھریلے ہو گئے۔ وہ پھر سے سرد مہری کا لبادہ اوڑھ گیا۔

"ابریز کہاں ہیں؟ وہ ابھی تک محل نہیں لوٹے؟" وہ بے چینی سے کئی سوال کر گئی تو بہروز کے لبوں پر اداس مسکراہٹ آ ٹھہری۔

www.novelsclubb.com

"وہ جلد آ جائیں گے شہزادی آپ آرام کریں۔" اس سے نظریں ملائے بغیر وہ وہاں سے چلا گیا۔ اب ماہ پارہ کا باقی وقت کھڑکی کے سامنے ابریز کا انتظار کرتے ہوئے گزر جانا تھا۔

آج موسم ٹھنڈا ٹھنڈا تھا۔ سارے لوگ صبح ہوتے ہی اپنے کاموں میں مصروفِ ہو گئے تھے ایسے میں فریدن بیگم کے صحن میں رونق لگی ہوئی تھی۔ بھورے ٹاٹ زمین پر بچھائے دس سے بارہ بچے بچیاں آگے پیچھے ایک لائن میں بیٹھے زور و شور سے ہل ہل کر مہر کا دیا گیا سبق پڑھ رہے تھے۔

کچھ بچوں کے ہاتھ میں تختیاں تھیں جبکہ کچھ کاغذ پر لکھ رہے تھے۔

مہر افروز بھوری فراک پہنے ہوئے تھی جس کے گلے اور بازوؤں پر ہاتھوں سے کڑھائی کی گئی تھی۔ سر پر بھورا رومال باندھا تھا اور اس میں سے بالوں کی چند لٹیں نکال کر آگے رخساروں پر ڈالے ہوئے تھی۔ اس کے پاس ایک چوکور شکل کا سیاہ تختہ تھا جس پر وہ چاک سے کچھ لکھے بیٹھی تھی اور اب ان سب کو اپنے نظروں کے حصار میں رکھے ہوئے تھی تاکہ وہ اپنا دھیان نہ بھٹکائیں۔

"مہر میں نے اپنا سبق لکھ لیا ہے۔ کیا اب میں بازار جا کر مٹھائی کھا سکتا ہوں؟" وہ ایک سیاہ بالوں والا نو سالہ بچہ تھا۔ گلابی رخسار اور لمبی پلکیں۔ وہ بہت معصوم لگتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے تمھیں کتنی بار کہا ہے عبدل, مہر باجی کہا کرو۔" احمد کی تپی تپی آواز پر مہر مسکرائی۔

وہ احمد علی کا چھوٹا بھائی عبدل علی تھا۔

"ادھر آؤ پیارے عبدل۔" مہر افروز نے اس کے ننھے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور پھر اس کے گال پر چٹکی بھری۔

"سبق تو تم نے لکھ لیا ہے عبدل لیکن اس کو یاد کر کے سنانا بھی ہے جیسے احمد اور ولی نے سنایا ہے۔ پھر تم بازار جا کر مٹھائی کھا سکتے ہو۔" ننھے عبدل کے چہرے پر رونق آگئی تھی اس کی بات سن کر۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے مہر میں ابھی آپ کو سبق یاد کر کے سناتا ہوں۔" وہ مہر کے ہاتھ سے اپنی تختی لے کر واپس نشست پر چلا گیا۔ جبکہ احمد نے مایوس ہو کر سر نفی میں ہلایا وہ جو بھی کر لے عبدل اسے مہر ہی پکارے گا۔

مہر باجی۔۔ مہر باجی۔۔۔

ایک پندرہ سالہ بچہ جس نے کمر کے گرد لکڑی کی تلوار باندھ رکھی تھی اس کے پاس بھاگتا ہوا آیا تو وہ اٹھ کر اس کے قریب ہوئی۔

"حیدر آج پڑھنے کیوں نہیں آئے تم؟" آواز میں سرزنش تھی۔

"مہر باجی راجکمار کچھ قیدیوں کے ساتھ بازار آرہے ہیں۔ جلدی چلیں۔" حیدر کی بات پر اس کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے اور پھر وہ عبدل کی انگلی پکڑ کر حیدر کے ہمراہ بازار جانے کی تیاری کرنے لگی۔

"احمد سب بچوں کی چیزیں سمیٹ کر گھر چلے جانا۔ میں اور عبدل تھوڑی دیر تک واپس آئیں گے۔" وہ اسے نصیحت کرنا نہیں بھولی تھی۔

www.novelsclubb.com

ابریز عالم کا گھوڑا سب سے آگے تھا جس کے چہرے پر چٹانوں سے سخت تاثرات تھے۔ اسے کے پیچھے موجود سپاہیوں کے ہاتھ میں رسیاں موجود تھیں جن کے سرے پر ان قیدیوں کے ہاتھ باندھے گئے تھے جوں جوں گھوڑے آگے بڑھتے وہ ساتھ گھسیٹے چلے جاتے۔ لوگ انھیں لعنت و ملامت کر رہے تھے۔

بازار کے چوراہے پر آکر وہ رک گئے۔

مہر افروز بھی عبدل کا ہاتھ تھامے وہیں لوگوں کے ہجوم میں کھڑی تھی۔ابریز کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی اس کا چہرہ ایک لمحے میں بدل گیا۔آنکھوں میں کئی دیپ جلنے لگے۔وہ گھوڑے سے اترا اور پھر سپاہیوں سے رسیاں سمیٹ کر ان قیدیوں گھسیٹ کر مہر کے قدموں میں جا گرایا۔وہ ایک قدم دور ہوئی عبدل نے مہر کی پوشاک مضبوطی سے پکڑی تو مہر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے پر سکون کیا۔

وہ سرخ اور ہلکے بھورے بالوں والے فرنگی نوجوان تھے،کچھ ان میں فوج سے نکالے جانے والے بگھوڑے فوجی بھی تھے۔مٹی سے اٹے اور جگہ جگہ سے پھٹے کپڑوں سے ان کا رستا خون۔مہر نے ایک قہر آلود نظر ان پر ڈالی۔

"یہ ہیں آپ سب کے مجرم امرتسر کے بہادر لوگو۔اور یہاں موجود غدار بھی دیکھ لیں جو کوئی بھی آئندہ ایسی حرکت کرے گا ان کا انجام بھی ان ملعونوں جیسا ہی ہو گا۔"اس نے بلند آواز میں کہا تو مہر افروز کے لب دھیرے سے مسکراہٹ میں ڈھلے۔

www.novelsclubb.com

"اللہ آپ کو اس کا اجر دے راجکمار۔ آپ ہمارے مسیحا ہیں۔" لوگ اسے بھر بھر کر دعائیں دینے لگے۔

"سپاہیوں لوٹا ہوا سارا مال غریبوں اور مستحقین میں تقسیم کر دو۔" اس نے حکم دیا تو سپاہی پھرتی سے کام کرنے لگے۔

اب اس کی توجہ کا مرکز صرف مہر افروز تھی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ نیام میں ٹنگی تلوار پر ٹکائے اور پھر قدم بہ قدم چلتا ہوا اس تک آیا۔

مہر یوں ہی ساکت کھڑی رہی۔ دل کانوں میں دھڑکنے لگا۔

اس کے قریب آ کر وہ اس کے قد کے برابر جھکا۔ مہر اس کے کندھوں تک آتی تھی۔

"امید کرتا ہوں آپ کے سارے شکوے اور پریشانیاں دور ہو گئے ہوں گے مہر افروز"۔ مہر کی لٹیں ہوا سے پھڑ پھڑا کر ابریز کے چہرے سے ٹکرائیں تو وہ آنکھیں موند گیا۔

"ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں راجکمار"۔مہر اپنے سینے پر ہاتھ رک کر بولی تو ابریز نے اس کی بھوری پر سکون آنکھوں میں دیکھا۔اس کی لمبیں پلکیں لرز رہی تھیں ابریز نے لبوں پر مچلتی ہنسی دبائی۔

"آپ پر یہ تکلفات اچھے نہیں لگتے مہر افروز"اپنی بات کہ کر وہ مڑ گیا۔ابریز کے لبوں سے مہر کا نام کتنا پیارا لگتا تھا کاش وہ اسے بتاتی۔سپاہی کافی سارا سامان بانٹ چکے تھے۔

"آپ سب اطمینان رکھیں،ان قیدیوں کو عدالت لگنے تک زندان میں رکھا جائے گا۔"وہ ان سب کو دلاسا دے کر محل کی جانب روانہ ہو گیا مگر مہر افروز کو وہ نظر بھر کر دیکھنا نہیں بھولا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ جو اس کی موجودگی میں کب کا سانس روکے کھڑی تھی اس کے جاتے ہی گہری سانسیں بھرنے لگی۔

"چلو عبدل تمھیں مٹھائی دلاؤں۔"اس ننھے بچے کا ہاتھ پکڑ کر وہ حلوائی کی دکان کی جانب چل پڑی۔دل یوں ہی رفتار پکڑے ہوئے تھا۔

"مہر راجکمار کتنے بہادر ہیں، کیا میں بھی بڑا ہو کر ایسے ہی بہادر بن جاؤں گا؟" وہ اب مہر سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں پیارے عبدل کیوں نہیں". ان کی آوازیں دھیرے دھیرے مدھم ہوتی گئیں۔

جہانداد عالم، پکھراج بیگم، بہروز اور جہان آرا بیگم وہ سب آج ایک ساتھ باغیچے میں ٹہل رہے تھے۔ خادمائیں اور سپاہی خدمت کے لیئے تیار کھڑے تھے۔

"پکھراج آپ نے اپنے شہزادے کے لیئے کوئی مناسب رشتہ تلاش کیا ہے؟" جہانداد عالم کے بولنے پر بہروز نے آگے بڑھ کر ان کا بازو تھاما اور ناک چڑھائی۔

"بابا ابھی تو ہم شادی نہیں کرنا چاہتے". اس کی آواز میں خفگی تھی۔

"دیکھیں اب تو ابریز کی بھی شادی کی عمر ہو گئی ہے، ابھی تک تو آپ کے دو بچے بھی ہونے چاہیے تھے." مہاراجہ کی بات پر پکھراج اور جہان آرا بیگم ہنس پڑیں جبکہ بہروز خوش نظر نہیں آتا تھا۔

"کہیں اور لڑکی دیکھنے کی کیا ضرورت ہے مہاراج ہماری راجکماری ماہ پارہ ہیں نا؟" وہ مسکرا کر بولیں تو جہان آرا بیگم نے غصے سے ان کی جانب دیکھا، بہروز تو اپنی ماں کی بات پر حیران رہ گیا۔

"ماہ پارہ ہمارے بھائی کی امانت ہیں ہمارے پاس۔ ہمیں خوشی ہوئی پکھراج جو آپ نے ان کے بارے میں اتنا بہتر سوچا". جہانداد عالم کی بات پر جہان آرا نے کچھ کہنا چاہا مگر ابریز کو وہاں آتا دیکھ کر ان کی بات لبوں پر ٹھہر گئی۔

"خوش آمدید ابریز." بہروز نے اسے آگے بڑھ کر گلے لگایا۔ اس سے علیحدہ ہو کر وہ باری باری سب سے ملا۔

www.novelsclubb.com

"تو آپ لٹیروں کو انجام تک پہنچا آئے؟" مہاراج نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔

"اللہ کے حکم سے بابا۔" جہان آرا بیگم نے اس کی دل ہی دل میں نظر اتاری۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں والدہ حضور؟" اس نے اپنی ماں کے لال پڑتے چہرے پر نظر دوڑائی تو پوچھ لیا۔

"ہم بہروز اور ماہ پارہ کی شادی کا سوچ رہے ہیں ابریز." جواب پکھراج بیگم نے دیا تھا۔

"آپ نے تو بہت خوشی کی خبر سنائی ہے پکھراج والدہ۔ بہت مبارک ہو بھائی جان"۔ ابریز کو خوش دیکھ کر بہروز کے دل میں موجود شکوک بھی ختم ہو گئے، البتہ جہان آرا بیگم آتش فشاں بنی بیٹھی تھیں۔

"آپ دونوں ہمارے ساتھ آئیں۔" جہانداد عالم ان دونوں کو لے کر چلے گئے تو پیچھے دونوں مہارانیاں اکیلی رہ گئیں۔

"آپ کو ہمارے بیٹے کے حق پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے شرم نہیں آئی پکھراج۔" آواز کافی بلند تھی کئی خادماؤں نے ان کی جانب چونک کر دیکھا۔ پکھراج ویسی ہی پر سکون رہیں۔

"ماہ پارہ کی شادی اسی راجکمار سے ہو گی جو تخت نشین ہو گا یہی طے ہوا تھا جہان آرا بیگم۔ اب آپ کو یہ غلط فہمی تھی کہ آپ کا بیٹا تخت سنبھالے گا تو یہ میرا قصور نہیں ہے۔ اس لیئے جو ہو رہا ہے ہونے دیجیے اسی میں آپ کی بھلائی ہے۔" ان کا پلڑہ بھاری تھا اس لیئے وہ بھڑکی نہیں تھیں۔

جہان آرا بیگم کو وہیں بل کھاتا چھوڑ کر پکھراج روپا کے ہمراہ اندر بڑھ گئیں۔

وہ بستر پر نیم دراز تھی جبکہ کچھ یاد آنے پر جھٹ سے اٹھ بیٹھی۔ سیاہ بال اس کی کمر پر بکھر گئے۔ بھاری پوشاک کو سمیت کر اس نے چپل پہنی اور کمرے سے باہر نکل آئی۔

اس کا رخ اب شاہی کتب خانے کی جانب تھا۔ وہ جیسے ہی کتب خانے کے قریب پہنچی باہر کھڑے سپاہیوں نے اسے اندر جانے سے روک لیا۔

"یہ کیا گستاخی ہے؟" اس کے برفیلے لہجے پر سپاہی گردن جھکا گئے۔

"راجکماری اندر کتب خانے کی مرمت جاری ہے راجکمار نے کسی کو بھی اندر جانے سے منع کیا ہے۔" انھوں نے ابریز کا پیغام ویسے ہی اسے سنایا تو اس کے ماتھے کے بلوں میں مزید اِضافہ ہوا۔

"ہمیں ضروری کام سے اندر جانا ہے اگر تمھارے راجکمار پوچھیں تو انھیں ہماری موجودگی کا بتا دیجیئے گا۔" معمول کے برعکس آج اس کے چہرے کے زاویے بگڑے ہوئے تھے۔

یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا۔ کمرے کی چاروں دیواروں پر لکڑی کے بڑے بڑے خانے بنے تھے جن کے اندر مختلف بھورے، سنہری رنگوں کی کتابیں ترتیب سے لگی تھی۔ کمرے کے وسط میں قالین تھا جس پر ایک لمبی ٹیبل تھی جس کی شکل انگریزی کے حروف یو کی مانند تھی۔ پاس ہی بڑی بڑی پشت والی کرسیاں بھی لگی تھیں۔

بائیں جانب کے بڑے خانوں کی کتابیں زمین پر بکھری تھیں جن کو کچھ خادم ترتیب سے لگانے میں مصروف تھے۔ دائیں جانب نیلے شیشوں سے بنی دیو قامت کھڑکی تھی جس پر سنہری پردے پڑے تھے۔ اندر کا ماحول فانوس اور مشعلوں نے روشن کر رکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

ماہ پارہ کے اندر داخل ہوتے ہی تمام خادم احترام میں رک گئے۔اس نے ہاتھ کے اشارے سے انھیں کام جاری رکھنے کا کہااور پھر کھڑکی پر پڑے پردوں کو پرے کیا۔نیلی نیلی روشنی نے اس کے چہرے پر اچانک سے حملہ کیا تھا۔

ایک سیاہ لباس اور بھوری ٹوپی والا صحت مند آدمی کچھ کتابیں ہاتھوں میں پکڑے منظر میں داخل ہوا تو ماہ پارہ کی تلاش ختم ہوئی۔

"خوش آمدید راجکماری" وہ آدمی آگے بڑھا اور پھر ماہ پارہ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے ماتھے سے لگا گیا۔گویا یہ ان کا شاہی خون کے لیئے اپنا احترام ظاہر کرنے کا طریقہ تھا۔

"استاد پاشا ہم کچھ روز قبل یہاں پر کچھ کتابیں چھوڑ کر گئے تھے۔کیا وہ ہمیں مل سکتی ہیں؟" وہ کتابیں اس کے لیئے بہت اہم تھیں یہ اس کی حرکات بتا رہی تھی۔

"معاف کیجئے گا راجکماری مگر مجھے ایسی کوئی کتابیں نہیں ملیں۔بلکہ ان لڑکوں نے کل ہی راجکمار کے کہنے پر نئی کتابیں لائی ہیں شاہی کتب خانے میں۔" اب وہ تھوڑی تلے ہاتھ رکھ کر باری باری سارے خانوں کے اندر ان کتابوں کو ڈھونڈ رہا تھا۔

"کیا مطلب نئ کتابوں کے آنے پر تو پرانی کتابوں کو بازار بھیج دیا جاتا ہے، یا انھیں تلف کر جاتا ہے۔" مہر پارہ کی آنکھوں میں گہری اداسی دکھائی دینے لگی۔

"بلکل راجکماری، اب تو تقریباً ساری نئ کتابوں کو پرانی کتابوں کی جگہ رکھ دیا گیا ہے۔ اب ممکن نہیں ہے کہ وہ کتابیں مل پائیں۔" استاد نے ماہ پارہ کے تاریک پڑتے چہرے کو دیکھا۔

"آپ اداس مت ہوں، میں لڑکوں کو کہ کر دوبارہ چھان بین کروادوں گا۔ اگر وہ کتابیں ملیں تو آپ تک پہنچ جائیں گی۔" استاد نے کتابیں لگاتے لڑکوں کو آنکھیں دکھائیں جو کب سے خاموشی سے کھڑے ان دونوں کی جانب دیکھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"شکریہ استاد پاشا۔" بھاری دل کے ساتھ وہ کتب خانے سے چلی آئی۔ وہ کبھی اپنی چیزوں کا خیال نہیں رکھ پائی۔ نہ اپنے دل کا نہ اپنی کتابوں کا۔

کافی دیر یونہی بستر پر لیٹے رہنے کے بعد وہ اٹھی کھڑی ہوئی۔اس نے ہاتھ بڑھا کر جلتے دیئے کی مدد سے مشعل جلائی تو نارنجی نارنجی روشنی پورے کمرے میں پھیل گئی۔اب اس کا رخ بالکنی کی جانب تھا۔پردے ہٹانے کے بعد اس نے وہیں کھڑے ہو کر گہری سانس اپنے اندر اتاری۔اور پھر احمد کے لائے ہوئے بھورے تھیلے کی جانب متوجہ ہو گئی۔

پچھلے کچھ دنوں سے وہ اتنی مصروف تھی کہ اس کا دھیان اس جانب گیا ہی نہیں تھا۔اب اسے نیند نہیں آ رہی تھی تو سوچا کتابیں ہی دیکھ لے۔

وہ کوئی موٹی موٹی چھے کتابیں تھیں کچھ کے سرورق بھورے اور کچھ کے سنہری تھے جبکہ ان کا کاغذ کافی موٹا تھا جس پر سیاہ روشنائی سے الفاظ قلم بند تھے۔

www.novelsclubb.com

اس نے ایک کتاب اٹھائی اور بالکنی میں چلی آئی۔ہوا کا ایک ٹھنڈا جھونکا اسے سرشار کر گیا۔پلکوں کی جھالر اٹھی تو نظریں سیدھی راج محل سے جا ٹکرائیں۔وہ امرتسر کا واحد گھر تھا جہاں سے سفید شاہی محل واضح دکھتا تھا۔

اس کی سفید لمبی انگلیوں نے صفحے پلٹے۔ نظریں تیزی سے سطروں کا جائزہ لے رہی تھیں کہ اچانک سے کوئی چیز اس کے پاؤں میں جا گری۔ وہ اس کتاب کے کسی صفحے سے گری تھی۔ مہر افروز نے جھک کر ایک تختی جتنا دوہرا ہوا چمڑے کا ٹکڑا اٹھایا۔

پہلے بھوری آنکھوں کی پتلیاں سکڑیں اور پھر ان میں شناسائی کا تاثر ابھرا، اس کے لب نہ چاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

وہ ابریز عالم کی ہاتھوں سے بنائی گئی تصویر تھی۔ ہلکے بھورے چمڑے پر سیاہ رنگ کی روشنائی سے بنائی گئی تصویر کافی پرانی معلوم ہوتی تھی اس لیئے کئی جگہوں سے مٹی مٹی تھی۔

غور کرنے پر اس تصویر کے ایک جانب نام بھی لکھے تھے لیکن وہ اس قابل نہ تھے کہ مہر افروز اسے پڑھ پاتی۔

اس نے ویسے ہی تصویر کو تہہ کر کے کتاب کے صفحے کے درمیان رکھ دیا۔ وہ امانت تھی اور مہر افروز اسے ضرور لوٹائے گی۔ یہ وہ آخری تحریر تھی جو اس کی آنکھوں میں محل کی جانب دیکھتے ہوئے نظر آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

وقت پر لگائے اڑ رہا تھا۔امرتسر کی عوام ویسے ہی اپنے کاموں میں مصروف تھی لیکن محل کا ماحول خاصا گرم معلوم ہوتا تھا۔

دربار کا رخ کریں تو مشیر غصے سے بھرے بیٹھے تھے جبکہ ابریز عالم پوری شان سے کمر پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔سامنے ایک تیس سال کا ہٹا کٹا نوجوان گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا،اس کے چاروں جانب سپاہی تلواریں تانے کھڑے تھے۔وہ شکل سے فرنگی لگتا تھا،سنہری آنکھیں اور بھورے بال والوں فرنگی لٹیرا۔

"رابرٹ نے آپ کے قبضے میں موجود ہمارے سپاہیوں کو چھوڑنے کا حکم نامہ بھیجا ہے۔وہ کوئی لٹیرے نہیں بلکہ برطانیہ سے بھیجی گئی فوج کے سپاہی ہیں۔"وہ نوجوان اپنی بات ختم کر چکا تو ابریز نے ہنکارا بھرا۔طیش سے بھرے مشیروں کو اس نے خاموش رہنے کا حکم دیا۔

"تم بھول رہے ہو یہ ہماری سرزمین ہے یہاں پر ہمارا حکم چلتا ہے۔مسٹر رابرٹ سٹیو کو کہہ دو اب عدالت کے فیصلے کے مطابق ان لٹیروں کو سزا سنائی جائے گی اگر وہ چاہے تو گواہ کے

طور پر مقدمے کی سماعت میں شامل ہو سکتا ہے۔" پر سکون انداز میں وہ اس کے ہوش اڑا گیا تھا۔

"آپ کو اس کی بھاری قیمت چکانی پڑے گی راجکمار". وہ غرا کر بولا تو سپاہیوں کا گھیرا اس کے گرد مزید تنگ ہوا۔

"ہم تم جیسوں کا مقابلہ کرنے کے لیئے ہر طرح سے تیار ہیں، جا سکتے ہو تم۔" سپاہی اسے گھسیٹتے ہوئے دربار سے باہر لے گئے۔

پکھراج بیگم خادماؤں کے جھرمٹ میں جب حرم میں پہنچیں تو جہان آرا بیگم کو وہاں پہلے سے ہی موجود پایا۔

"مہارانی بیگم ہم آج بازار کا چکر لگانا چاہ رہے ہیں۔ ویسے بھی شادی کی تیاریاں اب شروع کر دینی چاہئیں۔ جیسے ہی مہاراج کی طبیعت کچھ بہتر ہو گی ہم اپنے بہروز کی دلہن لے آئیں گے۔ کیا خیال ہے آپ کا؟"

پکھراج بیگم کی مسکراہٹ جہان آرا بیگم کے کڑوے جواب پر سمٹی۔

"زیادہ ہوا میں مت اڑیں پکھراج ہو سکتا ہے آپ کو یہ خوشی راس ہی نہ آئے۔ جانتی ہیں نا نظر بھی لگ جاتی ہے کبھی کبھار." اس کے لبوں پر شاطرانہ مسکراہٹ نے پکھراج بیگم کا ڈھیروں خون جلا دیا تھا۔

"جہان آرا بہروز عالم آپ کے بیٹے بھی ہیں۔ کیا کبھی ہم نے ابریز کو ایسے بددعا دی ہے۔" زندگی میں پہلی بار انہوں نے جہان آرا کو ان کے نام سے پکارا تھا۔ پکھراج بیگم کا لہجہ انتہا کا برفیلہ اور برہم تھا۔ خادماؤں اور جہان آرا نے پہلی بار ان کا یہ روپ دیکھا تھا۔

"ہم نے بددعا نہیں دی پکھراج۔" وہ مزاحمت پر اتر آئیں تھیں ان کے تیور دیکھ کر۔

"خیر ہمیں آپ کی وضاحتوں کی ضرورت نہیں ہے۔ روپا جاؤ راجکماری کو بلا کر لاؤ۔ وہ ہمارے ساتھ بازار جائیں گیں۔" روپا کو بھیج کر وہ باہر کھڑی بگھی میں جا کر براجمان ہو گئیں مزید حرم میں رک کر وہ ان کی کڑوی کسیلی نہیں سن سکتی تھیں۔

افراتفری میں سیاہ رنگ کی شال لپیٹ کر ماہ پارہ جب محل کے احاطے میں آئی روپا نے اسے ساتھ لے کر باہر چلی آئی۔

سفید رنگ کی بگھی کو کھڑا دیکھ کر وہ روپا سے سوال کرنے ہی والی تھی جبکہ بگھی کے اندر سے ایک انگوٹھیوں سے سجا ہاتھ باہر نکلا۔

وہ چپ چاپ اسے تھام کر اندر بیٹھ گئی۔

"چلو بگھی بان۔" حکم ملتے ہی بگھی بازار کی جانب چل پڑی۔

"خیریت ہے رانی سا آپ کو یوں اچانک بازار جانے کی کیوں سوجھ پڑی۔" ماہ پارہ بولی تو پکھراج بیگم مسکرائیں۔ان کی مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی بلکل ابریز عالم کی طرح۔ہاں وہ بے شک بہروز کی ماں تھی لیکن ان کا سارا حسن ابریز نے لیا تھا۔

"ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنی شادی کی خریداری خود اپنی پسند کی کریں۔" ماہ پارہ کے دل کو دھکا سا لگا ان کی بات پر۔

"ہماری شادی؟؟" اس کو اپنے الفاظ گہری کھائی سے آتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"معذرت ماہ پارہ ہم آپ کو بتانا بھول گئے تھے کہ آپ کے چچا جان نے آپ کا اور بہروز عالم کا رشتہ طے کر دیا ہے۔" اطلاع تھی یا موت کا پروانہ۔ ماہ پارہ کا چہرہ نچڑے ہوئے کپڑے کی مانند ہو گیا۔ لٹھ کی مانند سفید۔

اس کھلی بگھی میں بھی اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔

باہر سے ہولے ہولے آوازیں بلند ہونا شروع ہو چکی تھیں۔

پکھراج بیگم اس کی جانب متوجہ نہیں تھی وہ بگھی کا پردہ دو انگلیوں سے سرکائے باہر کی جانب دیکھ رہیں تھیں مگر ماہ پارہ وہ ویسے ہی شل بیٹھی تھی۔

~وہ زخم دیتا تو سہہ لیتے مگر

اس نے تو جان ہی مانگ لی۔~

دلِ پژمردہ کو تم سے

ایک التجا کرنی تھی

www.novelsclubb.com

کہ چاندراتوں میں

چاند کو تکتے رہنے کی

تمہاری یہ عادت تمہیں

لے ڈوبے گی

چاند کا سحر رات

کے ساتھ پروان چڑھتا ہے

پر رات کے اختتام پر

ختم نہیں ہوتا

وریشہ خان

---

www.novelsclubb.com

مہر افروز نے وقت کا حساب لگایا تو ابھی بچوں کے آنے میں کافی وقت تھا تب تک وہ آرام سے بازار سے مٹھائی اور دیگر سامان لا سکتی تھی۔اس نے سیاہ لباس پر سفید چادر کو کندھے اور بازوؤں پر پھیلایا اور پھر کہنی پر ٹوکری کو ٹکا کر نکل پڑی۔

سورج اپنی ہلکی ہلکی جھلک دکھا کر بادلوں میں چھپ جاتا۔ کبھی کرنوں کا راج ہوتا تو کبھی بادلوں کا۔موسم کی عجیب آنکھ مچولی لگی تھی۔

وہ دو گلیاں گھوم کر بازار کو جانے والی بڑی گلی میں مڑی تو مہر نے کچھ غیر معمولی سی ہلچل محسوس کی۔

سر کو ٹوکری پر جھکائے وہ تیز تیز قدم اٹھانے لگی۔مہر کا ایک ہاتھ نامحسوس انداز میں کمر کے گرد باندھے خنجر پر گیا۔

گلی کے وسط میں پہنچتے ہی وہ ایڑیوں کے بل گھومی اور پھر پیچھے موجود نقاب پوش کی گردن پر ایک جھٹکے سے خنجر رکھا۔ٹوکری اس کے ہاتھ سے کب کی نیچے جا گری تھی۔اسے دیکھتے ہی دوسرے دو نقاب پوش پیچھے قدم لینے لگے وہ کل تین آدمی تھے۔

"کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہے ہو؟"اس کے آگ برساتے لہجے پر وہ آدمی قدرے خوفزدہ ہو گیا مگر زبان سے کچھ نہ بولا۔

"تمھیں سنائی نہیں دیتا کیا؟اگر تم نے اب بھی اپنی زبان نہ کھولی تو میں یہ خنجر تمھارے گلے میں گھونپ دوں گی ملعون۔"اس کی بھوری آنکھیں اشتعال کی لپیٹ میں تھیں۔اب کی بار اس کا لہجہ اس کو کچا چبا جانے والا تھا۔

"میں نے کہا چھوڑ دو اس آدمی کو ورنہ یہ بچہ اپنی جان سے جائے گا لڑکی۔"مہر نے گردن کو ٹھیڑھا کر کے اس آدمی کے پیچھے کھڑے دو ساتھیوں کی جانب دیکھا جو اب وہاں آنے والے ایک ننھے بچے کی گردن پر تلوار رکھے کھڑے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ولی"اس کے لبوں سے تھکا تھکا نام نکلا،پہلی بار اس کے ہاتھ کانپے تھے۔

"اس بچے کو کچھ مت کرنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"مہر نے اس شخص کو گریبان سے پکڑ کر پرے دھکیلا اور پھر ان پر بھوکی شیرنی کی مانند چھپٹی پڑی۔وہ شخص اپنی جان کی خلاصی

پا کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ فوراً فرار ہو گیا تھا جبکہ مہر افروز نے اس سفید پڑتے لبوں والے بچے کو بھینچ کر گلے لگایا۔

"ولی بیٹا کچھ نہیں ہوا۔ پر سکون رہیں۔" وہ اسے گلے لگائے تب تک تھپتھپاتی رہی جب تک وہ خاموش نہ ہوا۔

"یہ حساب دیں گے۔" وہ اپنے دل میں تہیہ کر کے ولی کو ساتھ لے کر بازار کی جانب چل پڑی۔

یہ بازار کا وہ حصہ تھا جہاں پر تمام دکانیں امرتسر کی خواتین چلاتی تھیں۔ ان میں بیوائیں، یتیم لڑکیاں اور وہ عورتیں تھیں جن کے گھروں کے خرچے صرف مردوں کی کمائی سے پورے نہیں ہو رہے تھے۔

پکھراج کو وہاں اپنے درمیان دیکھ کر ان خواتین کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔وہ سب باری باری آگے بڑھتیں پکھراج بیگم کا ہاتھ چومتیں اور روپا ان کو سکوں کی پوٹلی بطور نظرانہ پیش کرتی جاتی۔

"مہارانی اللہ آپ کو اور راجکمار کے تخت کو دوام بخشے۔"ایک معصوم سی گورے گالوں والی بچی نے پکھراج کی پوشاک کو پکڑ کر دعا دی تو وہ کھلے دل سے ہنس پڑیں۔

جھک کر اسے گود میں اٹھایا اور پھر ہولے ہولے آگے بڑھنے لگیں۔

"مہارانی سا حکم کریں آپ کو کیسے کپڑے دکھائیں؟"وہ ایک بوڑھی عورت کی دکان پر پڑے تھان کو انگلیوں سے چھو کر دیکھ رہی تھیں جب وہ عورت خوشدلی سے بولی۔

"ہمیں شادی کے پوشاک چاہئیں۔ایسے رنگ دکھائیں جو ہماری راجکماری کی گوری رنگت پر خوبصورت لگیں۔"انھوں نے ساتھ چلتی ماہ پارہ کو اپنے ساتھ لگایا تو خواتین نے اس منظر کو بڑا سراہا۔

"یہ دیکھیں مہارانی ہماری چاند سی راجکماری پر یہ رنگ خوب اٹھے گا۔" سرخ رنگ کا ململ اور سلک کا کپڑا جس پر شیشے اور گوٹے کا کام پڑی نفاست سے ہوا تھا۔ پکھراج بیگم کی آنکھوں میں ستائش ابھری۔

"بے انتہا خوبصورت۔ روپا اس کی اچھی قیمت ادا کر کے خرید لو۔" انھوں نے روپا کو اشارہ کیا اور پھر دکان کو سنوارتی فریدن کو دیکھ رک گئیں۔

"ارے فریدن کیسی ہو؟؟ محل کا چکر نہیں لگایا کافی دنوں سے؟" پکھراج بیگم دونوں ہاتھ مٹی کے گلدان پر ٹکا کر کھڑی ہو گئیں۔ ماہ پارہ پیچھے ہی کہیں خواتین کے جھرمٹ میں رہ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ حکم کریں مہارانی ساہم ابھی حاضر ہو جائیں گے۔" وہ بھی سب کچھ چھوڑ کر ان کی جانب چلی آئیں۔

"ہمارے راجکمار کی شادی کا سارا سامان ہم تم سے ہی بنوائیں گے فریدن۔" وہ فریدن بیگم کو حکم دے رہیں تھیں۔

"آپ بے فکر رہیں مہارانی بیگم "۔

اب وہ گھوم کر سارے بازار کا جائزہ لے رہی تھیں۔اس بھرے بازار میں صرف ایک وجود ناخوش تھا۔

راجکماری ماہ پارہ عالم.

فتح پور شہر امرتسر سے پچاس کلو میٹر کے فاصلے پر موجود سکھوں کا گڑھ کہلاتا تھا۔وہاں کے حکمران کا مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک روا تھا اس لیئے فتح پور سے سامان کے بڑے بڑے قافلے امرتسر کی عوام تک پہنچائے جاتے تھے تاکہ وہ اسے مناسب داموں میں بیچ کر منافع کما سکیں۔ان دونوں علاقوں پر نظریں گاڑھے برطانوی حکومت اور فوجی یہاں کے لوگوں کو نقصان پہنچانے کی کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے اور ان کا ایک طریقہ اپنے فوجیوں کو لٹیروں کی شکل میں بھیج کر قافلے لوٹنا تھا۔

فتح پور کے عقبی حصے میں موجود گھنے جنگل میں وہ اپنے خیمے گاڑھے بیٹھے تھے جب ان کا سپاہی اپنے گھوڑے سمیت وہاں آ رکا۔۔

"رابرٹ سر تمھارا انتظار کر رہے ہیں مارک. جلدی اندر چلو۔" ایک سرخ مونچوں والے سپاہی نے اسے اشارہ کیا تو وہ تھوک نگل کر اندر بڑھ گیا۔

وہ خاصا توانا جنگجو لگتا تھا تقریباً تیس سال کا۔ خاکی یونیفارم جس کے ایک جانب کچھ میڈل لگے تھے جبکہ دوسری جانب اس آدمی کے اپنے نام کی تختی لگی تھی جس پر "رابرٹ سٹیو" لکھا تھا، وہ سنہری آنکھوں سفید رنگت اور بھورے بالوں والا برطانوی سپاہی تھا۔ اس کے چہرے کے نقوش نفرت سے تنے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ٹانگیں اپنے سامنے پڑے لکڑی کے ٹیبل پر ٹکائے ہوئے تھا جبکہ کمر کو کرسی کی پشت سے لگا کر دونوں بازو کو سر کے پچھلے حصے پر باندھ رکھا تھا۔ خیمے کے ایک سائیڈ پر کچھ انگریزی طرز کی بندوقیں پڑی تھیں جبکہ ایک طرف پینے کا پانی رکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تو بتاؤ کیا جواب دیا تمھیں راجکمار نے؟" رابرٹ کے سوال پر مارک نے گلا کھنگارا اور پھر بولنے کو لفظ ڈھونڈنے لگا۔

"سر انھوں نے ہمارے یرغمال شدہ آدمیوں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا ہے۔اور۔۔۔"

مارک کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی جبکہ رابرٹ ہاتھ کو زور سے ٹیبل کی پشت پر مار کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اور۔۔۔؟" وہ غرایا تو مارک چند قدم پیچھے ہوا۔

"اور ان پر مقدمہ چلایا جائے گا۔" اس کی بھوری آنکھیں غصے سے سیاہ ہو گئی تھیں۔

"ہم اپنے آدمیوں کو یوں ان وحشیوں کے ہاتھوں میں نہیں چھوڑ سکتے۔مارک سپاہیوں کو تیاری کا حکم دو، ہم امرتسر کے بازار کو جلا کر راکھ کر دیں گے۔" وہ چلا کر اپنے ناپاک ارادے اس پر ظاہر کر گیا۔

اب اسے ایک رپورٹ سلطان پور کے افسر کو بھیجنی تھی تاکہ اسے بھی حالات کی سنگینی کا علم ہو سکے۔

بازار سے واپسی پر اس نے اپنی سیاہ چادر چندن بائی کو پکڑائی اور اپنے تمتماتے چہرے کے ساتھ تربیت گاہ چلی آئی۔اس کی چال میں لغزش تھی۔

یوں راجکماری کو چہرے پر جارحانہ تیور لیئے وہاں آتا دیکھ کر تمام سپاہی ادب سے سر جھکا گئے۔ابریز عالم نے فوراسے سب کو وہاں سے جانے کا حکم دیا۔

تربیت گاہ خالی ہو گئی تھی۔وہاں اب وہ،ابریز اور بہروز رہ گئے تھے۔

"ہمیں راجکمار سے بات کرنی ہے مہاراجہ بہروز عالم"۔اس کی پانیوں سے لبریز سرخ آنکھیں دیکھ کر بہروز کے لب وہیں سکڑ گئے۔

ابریز کے تیور اس کے یہاں بے ڈھرک آنے پر ہی خراب ہو گئے تھے اوپر سے یوں گستاخی سے بہروز سے مخاطب ہونے پر وہ مزید سیخ پا ہوا۔

"راجکمار آپ ہمارے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔آپ جانتے ہیں ہم آپ سے منسوب تھے پھر بھی آپ نے مہاراجہ کو ہماری اور راجکمار بہروز کی شادی کی اجازت دے دی۔" وہ اپنے آنسوؤں پر بندھ باندھے ہوئے تھی مگر گلا اتنی شدت سے دکھنے لگا تھا کہ وہ مزید انھے نہ روک پائی۔

"ہم آپ سے منسوب نہیں تھے راجکماری۔یہ سب آپ نے خود سے ہی تعین کر لیا تھا۔اور رہی بات آپ کی شادی کی تو آپ شاہی خون ہیں آپ کی شادی ایک مہاراجہ سے ہی ہونی تھی۔" وہ سپاٹ لہجے میں کہ کر اپنے گھوڑے کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"نہیں کرنی ہم نے کسی مہاراجہ سے شادی۔ہم آپ سے محبت کرتے ہیں ابریز۔" بات کے درمیان اس کی سسکی ابھری تو گھوڑے نے اپنا منہ اپنے مالک کے سینے سے رگڑا۔ماہ پارہ نے بے دردی سے ہاتھ کی پشت سے اپنے گال رگڑ ڈالے۔

www.novelsclubb.com

"خود کو یوں بے مول مت کریں راجکماری۔ ہمارے دل میں آپ کے لیئے ایسا کوئی جذبہ نہیں ہے۔ جن کے نام کے ساتھ آپ کا نام جڑنے لگا ہے ان کے ساتھ مخلص ہو جایئے۔" ابریز کے لہجے میں کوئی ہمدردی نہیں تھی۔ وہ اس کے جانب دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔

اس نے گھوڑے کی لگام کھینچی تو وہ ہنہنایا۔

"جس دن آپ کو محبت ہو گی نا ابریز عالم اس دن ہم آپ سے پوچھیں گے کہ تکلیف کیا ہوتی ہے اور رہی بات آپ کی تو ہم آپ سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گے۔" ماہ پارہ کی آنکھوں میں وحشت ہی وحشت اور لہجہ سرسراتا ہوا تھا۔

"محبت"، محبت کے نام پر تو ابریز کو صرف دو آتشی بھوری آنکھیں ہی نظر آئیں ہر جانب۔"

ماہ پارہ کب کی جا چکی تھی مگر ضد کا فسوں ابھی تک ماحول میں باقی تھا۔۔۔

گھوڑا اب پر سکون ہو کر اپنے سامنے پڑے لکڑی کے برتن سے خوراک کھا رہا تھا۔

پچھلا دن بھی اپنے ساتھ کئی ہنگامے لے کر گزر گیا تو نیا سورج اپنا قد نکال آیا۔ لیکن مہر افروز خاصی بے چین بے چین رہی تھی۔ وہ کون لوگ تھے جن کے ہاتھ ہمارے بچوں کی گردنوں تک پہنچ گئے تھے۔

"باجی آپ کا دیا سارا سبق ہم نے یاد کر لیا ہے۔ کیا ہم اب جائیں؟"

وہ احمد کی بات پر چونکی اور پھر سنبھل کر مسکرائی۔ تمام بچے ہاتھوں میں تختیاں پکڑے اس کے جواب کے منتظر تھے۔

"ہاں جاؤ احمد میں نے مٹھائی رکھی ہے میز پر اٹھا کر لاؤ اور پھر باری باری سب بچوں میں بانٹ دو۔" مہر افروز کی بات پر ننھے عبدل کے لب کھل اٹھے۔

"مہر آپ ہمارے لیئے مٹھائی لے آئی ہیں۔" وہ ابھی تک حیرت میں تھا۔۔

"ہاں کیوں نہیں۔" مہر نے باری باری اس کے دونوں گال چومے۔

"مہر کیا میں ولی کے حصے کی مٹھائی بھی کھا سکتا ہوں؟" وہ بڑا پر جوش سا ہو کر اس سے پوچھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اپنے بھائیوں کا حصہ نہیں کھایا کرتے عبدل"۔مہر نے پیار سے بچے کو سمجھایا تو اس نے اپنی آنکھیں پھیلائیں۔

"اگر ولی مجھے خود اپنے حصے کی مٹھائی کھانے کو دے تو پھر؟؟"اس کے معصومانہ سوال پر وہ مسکرائی اور پھر اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا۔

"پھر تم کھا سکتے ہوں اگر وہ تمھے اپنی خوشی سے دے۔"وہ اپنے نرم لہجے میں اسے بتا رہی تھی۔سب بچے اپنے حصے کی مٹھائی لے کر گھر کو جا رہے تھے۔

"کیا مطلب مہر، بھلا کوئی غصے سے بھی اپنی چیز ہمیں دے سکتا ہے"۔اس کی حیرت بجا تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں اگر ہم اسے اس حد تک تنگ کر دیں کہ وہ چیزیں اس کے لیئے دکھ کا باعث بننا شروع ہو جائے تو وہ غصے سے اپنی چیز آپ کے حوالے کر دے گا۔"ننھا عبدل اب اپنا سر سمجھداری سے اوپر نیچے ہلا رہا تھا۔

"احمد ولی کی مٹھائی تم اپنے پاس رکھ لو، شام کو اس سے ملنے جاؤ تو اسے دے دینا۔" مہر افروز نے اسے ہدایت کی تو وہ سر خم کر گیا۔

ولی آج نہیں آیا تھا پوچھنے پر پتا چلا کہ اس کی طبیعت ناساز تھی۔

"مہر آپ بہت پیاری ہیں ہماری نیلو کی طرح." عبدل کی بات پر احمد نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب گھسیٹا۔

"ایک تو اس کے چھوٹے بھائی کی زبان". مہر اس کی بات پر گردن پیچھے پھینک کر ہنسی۔

"یہ نیلو کون ہے عبدل؟" مہر نے اس کا بستہ جو چمڑے کا بنا ہوا تھا اس کے بازو کے ساتھ لٹکایا۔

www.novelsclubb.com

"مہر ہمارے گھر میں اماں بازار سے پھول لائی تھیں، اس پر روزانہ شام کو ایک نیلے اور سرخ رنگ کی بڑے پروں والی نیلو آتی ہے۔ آپ اس جیسی پیاری ہیں۔" وہ خاموش ہوا تو احمد نے اسے گھورا۔

"چھوڑیں مہر باجی یہ ایسے ہی بولتا رہتا ہے۔"

"تتلی کی بات کر رہے ہو عبدل؟"مہر نے یقین دہانی کرنا چاہی۔

وہ زور و شور سے سر ہلا گیا۔۔

"بہت شکریہ عبدل"۔احمد اسے ساتھ لے کر چلا گیا تو وہ وہیں ٹاٹ پر بیٹھ گئی۔اب اسے اماں کا سامان بازار پہنچانا تھا بگھی بان کو کہہ کر۔

"چندن بائی آپ کو طبیبہ کو بلانے بھیجا تھا؟"تھال میں کھانے کا سامان رکھتی خادمہ کو وہ اشارے سے مطلوبہ چیزیں بتا رہی تھیں جب چندن بائی ان کے پاس آئیں۔

"آپ کا حکم ہم نے طبیبہ کو پہنچا دیا ہے مہارانی بیگم بس وہ پہنچنے والی ہو گی۔"

"ٹھیک ہے یہ سامان اٹھاؤ اور میرے ساتھ راجکماری کے کمرے میں چلو۔"جہان آرا بیگم نے اپنی پوشاک جھٹکی اور سپاٹ چہرہ لیئے حرم سے نکل آئیں۔

خوبصورتی سے سجا کمرہ بکھرا پڑا تھا۔ زیوارت اور سنگھار کا دوسرا سامان زمین پر پڑا اپنی ناقدری پر رو رہا تھا۔ بستر کی چادر ایک جانب ڈھلکی ہوئی تھی اور وہ اوندھے منہ اس پر لیٹی تھی۔

بستر کے ایک جانب روپا پانی کا گلاس پکڑے، چہرے پر پریشانی کے آثار لیئے کھڑی تھی کہ یکبارگی لکڑی کا دروازہ کھلا اور جہان آرا بیگم خادماؤں کے ہمراہ اندر داخل ہوئیں۔

"مشعلیں روشن کی جائیں اور کھڑکی سے پردے بھی ہٹائے جائیں جلدی۔" کمرے میں پھیلے اندھیرے سے کوفت کھاتے ہوئے انھوں نے حکم دیا تو چندن بیگم پھرتی سے ہاتھ چلانے لگیں۔

"کیا ہم نے تمھیں محل میں اس لیئے رکھا تھا کہ دن بھر محل کی خبریں رات کو اپنی مہارانی تک پہنچاؤ، یا راجکماری کی خدمت کے لیئے رکھا تھا؟"

وہ اسے کڑے تیوروں سے گھور کر بولیں تو روپا کی ٹانگیں کپکپا گئیں۔

"مہارانی بیگم ہم شرمندہ ہیں." وہ فوراً ان کے قدموں میں گر گئی تو ان کے چہرے پر مزید ناگواری پھیل گئی۔

"ہمیں یہ پسند نہیں ہے روپا۔آج سے تمھیں حرم سے فارغ کیا جاتا ہے۔اب اگر تمھیں پکھراج اپنی خدمت کے لیئے رکھتی ہیں تو ٹھیک ورنہ اپنا سامان سمیٹ کر دفع ہو جاؤ محل سے۔" وہ اس کے ہاتھ اپنے پاؤں سے جھٹک کر بولیں تو آہ وزاری کرتی روپا کو سپاہی گھسیٹ کر باہر لے گئے۔

"ہمیں معاف کر دیں مہارانی بیگم". وہ چیختی چلاتی رہی لیکن وہاں بھلا اس کی کہاں سنی جانی تھی۔

"فیروزہ راجکماری کو اٹھائیں۔" انھوں نے اپنی خاص ملازمہ کو اشارہ کیا تو وہ طبیبہ کے ساتھ مل کر راجکماری کو اٹھانے لگی۔

www.novelsclubb.com

سرخ سوجھے پپوٹے، بکھرے بال، بخار سے گوری رنگت جھلسی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔اس نے مندی مندی آنکھیں کھول کر اپنے پاس جھکی طبیبہ کو دیکھا۔آوازیں گڈمڈ ہوتی محسوس ہوئیں۔

"مہارانی بیگم انھیں بہت تیز بخار ہے۔ کسی بھی قسم کے علاج سے پہلے ہمیں ٹھنڈے پانی کی ضرورت ہے۔" طبیبہ کے کہنے پر چندن بائی شاہی باورچی خانے کی جانب چلی گئیں۔

"یہ کیا حالت بنا ڈالی ہے آپ نے ماہ پارہ۔ یوں سوگ کرنے سے معاملات حل نہیں ہوتے۔" ان کا لہجہ نہ ہی سخت تھا اور نہ ہی نرم، جیسے ایک طرح کی ڈیوٹی نبھا رہی ہوں۔

ماہ پارہ یوں ہی خاموش لیٹی رہی۔

"فیروزہ آج سے ہم آپ کو راجکماری کی خدمت کے لیئے مختص کرتے ہیں۔ ہمیں کوئی شکایت نہیں آنی چاہیئے۔"

"جو آپ کا حکم رانی بیگم۔" فیروزہ اب اس کے ماتھے پر پانی کی ٹھنڈی پٹیاں رکھ رہی تھی جبکہ طبیبہ نے اپنا علاج شروع کر دیا تھا۔

"یہ ابھی ہوش میں نہیں ہیں چندن بائی۔ جب بخار کی حدت کم ہو جائے انھیں اچھے سے کھانا کھلا دیجئیے گا۔ ہم شام کو دیکھنے آئیں گے۔" جہان آرا بیگم نے بے سدھ پڑی ماہ پارہ کو دیکھا اور پھر اپنی کروفر بھری چال چلتے ہوئے کمرے سے نکل گئیں۔

"نرم دل ماہ پارہ عالم کا یہ آخری دن تھا۔اگلے دن وہ ایک نئی شخصیت کے ساتھ اٹھنے والی تھیں۔

بازار میں یکے بعد دیگرے دو سامان سے لدے قافلے داخل ہوئے تو دکاندار اور تاجر تیزی سے اپنا اپنا سامان لینے کے لیئے آگے بڑھے جس سے بھیڑ کافی بڑھ گئی تھی۔کسی کو اپنا مال خریدنے کی جلدی تھی تو کسی کو اپنا سامان بیچنے کی۔ تھوڑی ہی دیر بعد مزید دو تجارتی بگھیاں اندر داخل ہوئیں۔وہ ایک لمبی ریڑھی نما بگھی تھی جس کے آگے دو توانا گھوڑے جتے تھے۔پیچھے سامان کے بڑے بڑے لکڑی کے صندوق تھے جن پر گاڑھے سرمئی رنگ کے بڑے بڑے ترپال ڈال رکھے تھے۔ایک بیس بائیس برس کا نوجوان لڑکا جس کی رنگت دھوپ سے قدرے گندمی ہو گئی تھی۔وہ ہاتھوں میں گھوڑوں کی لگام تھامے بیٹھا تھا۔

سپاہی مدد کو جلدی جلدی آگے بڑھے تو نوجوان کی بات پر انھیں رکنا پڑا۔

www.novelsclubb.com

"یہ محل کا سامان ہے اس لیئے جانچ پڑتال کی ضرورت نہیں۔" وہ بھاری اور قدرے اونچے لہجے میں بولا تو مہر افروز چونک کر مڑی۔

نظریں ملیں تو وہ نوجوان گڑبڑا کر نگاہیں پھیر گیا مگر مہر اسے کافی دیر دیکھتی رہی جیسے اسے جانچ رہی ہو۔

اب وہ دونوں بگھیاں بازار سے گزر کر محل کی جانب چل پڑیں تھیں۔ مہر افروز آنکھیں سکیڑے کسی غیر مری نقطے کو گھورتی رہی۔

اس نے حزام رنگ (لیلک) کی سلک کی ٹخنوں تک فراک پہن رکھی تھی۔ کمر کے گرد ایک چمڑے کا بیلٹ تھا جبکہ بازو جالی کے بنے تھے جو کلائیوں سے قدرے تنگ تھے۔ گھنگریالے بال چنبیلی کی لڑیوں سے مہک رہے تھے۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی سفید رنگ کی ٹوپی سر پر پہنی اور پھر مناسب چال چلتی آگے بڑھتی گئی۔ احتشام کی دکان پر وہ ثانیے رکی۔

"خوش آمدید مہر افروز" وہ نوجوان ہمیشہ کی طرح اسے مسکرا کر ملا۔

www.novelsclubb.com

"شکریہ۔مجھے بتاؤ بازار میں سب خیریت ہے؟کام اچھا چل رہا ہے؟؟"اس نے ایک خوبصورت سرخ گلاب اٹھا کر اپنے بالوں میں لگایا اور پھر ایک جانب لگے چھوٹے سے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔

بھوری آنکھیں،سورج کی کرنوں سے آتشی لگ رہی تھیں۔اس کے کھڑے ناک اور گالوں پر پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں۔گلاب اس کی بھوری لٹوں سے تھوڑا سا ڈھلک کر کان کے اوپری حصے پر آرکا تھا۔

"شکر الحمد اللہ مہر۔بس آج کل بازار میں رش زیادہ ہے کیونکہ تجارتی قافلے زیادہ تعداد میں امرتسر آرہے ہیں۔"یہ چیز تو اس نے بھی محسوس کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اللہ کام میں برکت دے۔میں اب چلتی ہوں۔"وہ ایک سیدھ میں چلی جا رہی تھی جب اس نے اپنے برابر میں کسی کی موجودگی کو محسوس کیا۔

اس سے پہلے وہ اس اونچے لمبے نوجوان کو کھری کھری سناتی مہر کی نظر اس کے چہرے پر پڑی۔

سیاہ انگریزی طرز لباس پر اس نے فرنگی تاجروں کی طرح لمبا کوٹ اور ترچھی ٹوپی لے رکھی تھی جس سے اس کا آدھا چہرہ چھپا ہوا تھا۔

"راجکمار" اس کی سرگوشی پر ابریز کے لب مسکرائے۔

"اگر میں بروقت آپ کا چہرہ نہ دیکھ پاتی تو آپ کو اسی بھرے بازار میں سبکی اٹھانی پڑتی۔" وہ موزوں لہجے میں کہہ کر اس کے ساتھ چلنے لگی۔

"خیر آپ نے پہچان تو لیا ہمیں۔" وہ گردن موڑے اسی جانب دیکھ کر آگے بڑھ رہا تھا۔

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں آپ ایک فرنگی نوجوان کا روپ دھار کر یہاں کیا کر رہے ہیں؟" وہ کافی حیرت زدہ تھی صرف اپنی حیرت ظاہر کر نہیں رہی تھی۔

"آپ نے ہی تو کہا تھا ہمیں اپنی رعایا کے حالات کی خبر ہونی چاہیئے۔ وہی دیکھنے آیا ہوں۔" وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے ایک خوبصورت محبت کرنے والا فرنگی جوڑا لگ رہے تھے جو ہندوستان کی گلیوں میں گھوم کر اپنی محبت کو امر کر رہے ہوں۔

وہ سر اثبات میں ہلا گئی جیسے اس کی بات پر یقین کر لیا ہو۔

"ویسے ہم بھی ایک لمحے کو ششدر رہ گئے تھے ایک مغربی عورت پر اتنا حسن دیکھ کر۔" ابریز کے الفاظ پر اس کے قدم رک گئے۔ وہ ہلکی سی اس کی جانب مڑی۔ گردن کو اوپر اٹھایا تو سورج کی روشنی نے اس کے سنہری چہرے پر مزید خوبصورتی پھیلائی۔

"تو آپ کے مطابق مغرب کی عورتیں خوبصورت نہیں ہوتیں۔" وہ بولی تو آنکھوں میں سنجیدگی تھی۔ ابریز نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹائیں تو اس کے گرد ایک سحر کا ہالہ ٹوٹا۔

"ہم نے ایسا کب کہا؟ ہم صرف یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ **ایک مشرقی عورت کی آنکھوں میں جتنا حسن ہوتا ہے اتنا تو پورے مغرب میں بکھرا ہوا نہیں ملے گا۔**" مہر افروز کے لبوں پر دھیمی دھیمی مسکراہٹ مچلی۔

www.novelsclubb.com

وہ اب قدرے تنگ گلی سے گزر رہے تھے جس کی وجہ سے مہر کی کہنی ابریز کے بازو کو چھو رہی تھی۔ کچھ نوجوان لڑکوں کا گروہ ان کے پاس سے گزرا تو ابریز نے اسے اپنے حصار میں لیا۔

"آپ اپنی اس بات سے امرتسر کی خواتین کے دل بڑی آسانی سے جیت سکتے ہیں۔" اس نے سفید ٹوپی اتاری تو بھورے بال اور ان میں لگا گلاب دکھائی دیا۔

"اتنے دل جیت کر ہم کیا کریں گے، ہمیں تو صرف ایک دل سے مطلب ہے۔" ابریز کی سفید روشن پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو چکے تھے۔ مہر تھوڑا تذبذب کا شکار ہوئی۔ اس کا گلاب ڈھلک کر نیچے گرنے والا تھا۔ ابریز کا دل کیا وہ اسے ہاتھ بڑھا کر چھوئے۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں ایک کتابوں کی دکان پر کھڑے تھے۔ بوڑھا آدمی ان کے سامنے کئی کتابیں رکھ رہا تھا۔ مہر افروز الٹ پلٹ کر انھیں دیکھ رہی تھی شائید اسے کسی خاص کتاب کی تلاش تھی۔

www.novelsclubb.com

"راجکمار آپ بہت کتابی باتیں کرتے ہیں۔" وہ سکوت کے ایک لمبے وقفے کے بعد بولی تو ابریز ہنس پڑا۔ خوبصورت، ٹھہری ہوئی ہنسی۔ مہر نے اس کے چہرے کو دیکھا پھر خود ہی نظریں گھما گئی۔

"وہ ہنستے ہوئے بہت پیارا لگتا تھا". دل ہی دل میں اعتراف جرم۔

مہر افروز نے دو کتابیں اٹھا کر دکاندار میں جانب بڑھائیں اور پھر جیب سے سکے نکالنے لگی۔

"اگر آپ چاہیں تو ہم اس کی قیمت ادا کرنا چاہیں گے۔" اس کے بولنے کی دیر تھی وہ سرعت سے سکے دکاندار کو تھما گئی۔

"لیکن ہم بلکل نہیں چاہیں گے آپ اس کی قیمت ادا کریں۔" کتابوں کا تھیلا اٹھا کر وہ ہلکی سی مسکراہٹ اس کی جانب اچھال گئی۔

گلاب کا پھول ابریز کے پاؤں میں آ گرا۔ وہ آگے بڑھ گئی تھی اس لیئے دیکھ نہ پائی۔ اس نے جھک کر گلاب کو اٹھایا اور اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالا اور پھر پھرتی سے اس کے ساتھ اپنے قدم ملانے لگا۔

"کافی وقت ہو چکا ہے ہم چلتے ہیں۔" جب ابریز بولا تو وہ ارد گرد کا طائرانہ جائزہ لے رہی تھی اس کی بات پر سر خم کر گئی جیسے کہ رہی ہو۔

www.novelsclubb.com

"جیسے آپ کی مرضی راجکمار۔" ابریز نے ایک الوادعی نظر اس پر پر ڈالی اور پھر جیب میں پڑے گلاب کو انگلیوں سے چھو کر آگے بڑھ گیا۔

"کیا آپ کل آئیں گے؟" اس کے بڑے استحکام سے کیئے گئے سوال پر ابریز عالم تو گویا سن ہو گیا تھا۔

سنا تھا کہ پیچھے مڑ کر دیکھنے سے انسان پتھر کا ہو جاتا ہے لیکن جب وہ پلٹا تو اس کا دل مہر افروز کے لیئے مزید موم ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں خوشگوار حیرت تھی۔

"وہ کتابیں سینے سے لگائے دونوں ہاتھ ان پر باندھے، نظریں ابریز کے سراپے پر جمائے کھڑی تھی۔ ان کے درمیان چند قدموں کا فاصلہ تھا۔

ابریز نے اس کی بھوری آنکھوں کو دیکھا، وہ کتنی خوبصورت تھیں۔ ڈھیروں چمک لیئے سرد و گرم کا امتزاج۔

"آپ کی ایک امانت لوٹانی ہے اس لیئے پوچھا ہے۔" اس کی حیرت کو بھانپتے ہوئے وہ فورا وضاحت دے گئی۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے پوچھ لیا اور ہم پر آنا فرض ہو گیا ہے۔ ہم ضرور آئیں گے۔" وہ سر نیچے جھکا کر ہنسا اور پھر مڑ گیا۔ مہر نے اس کی پشت کو بھیڑ میں گم ہونے تک دیکھا اور پھر وہ بھی منظر سے غائب ہو گئی۔

اس کا سر کافی بھاری ہو رہا تھا مگر وہ ڈھیٹ بن کر باغیچے میں چکر لگاتی رہی۔ فیروزہ ہمہ وقت ہاتھ باندھے اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ آنکھوں کی سرخی تھوڑی کم تھی مگر چہرہ ہنوز سرخ تھا۔

"راجکماری، راجکمار بہروز آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔" ماہ پارہ نے کنکھیوں سے آس پاس کھڑے سپاہیوں کو دیکھا جو کافی دور دور کھڑے تھے۔

"بلاؤ۔" فیروزہ چلی گئی اور پھر کچھ دیر بعد وہ راجکمار کے ہمراہ وہاں نمودار ہوئی۔

"تم جا سکتی ہو فیروزہ." اس نے ہاتھ سے اسے وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تو وہ پہلے تھوڑی گھبرائی پھر بہروز کے کہنے پر انھیں اکیلا چھوڑ کر حرم میں چلی گئی۔

"آیئے بیٹھتے ہیں راجکماری، آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" بہروز اس کو ساتھ لے کر باغیچے میں لگی مسہریوں کی جانب چلا آیا۔

"وہ مسہری کے ایک جانب ہو بیٹھی کہ بہروز کو بھی جگہ مل جائے مگر وہ یوں ہی کھڑا رہا۔

"اگر آپ اس شادی سے راضی نہیں ہیں تو ہمیں بتائیں، ہم بابا حضور سے بات کر لیں گے۔" وہ اس قدر نرم لہجے میں بول رہا تھا کہ ماہ پارہ کی آنکھیں خود بخود بھیگنے لگیں۔

"ایسی بات نہیں ہے راجکمار۔ ہم اس شادی سے انکاری نہیں ہیں۔ بس ہم ابھی، کچھ سال تک شادی نہیں کرنا چاہتے۔" وہ خود کو سنبھال گئی تھی۔ اس لیئے بہروز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

www.novelsclubb.com

وہ کچھ پل اسے غور سے دیکھتا رہا جیسے یقین کرنا چاہ رہا ہو۔

"تو پھر یہ سوگ، بیماری کیسی ہے؟" بہروز ایک جانب ہوا تو کچھ دھوپ اس کے وجود پر پڑی۔

"جب مہارانی نے ہمیں اچانک سے بتایا تو ہمارا ذہن اتنی جلدی اس فیصلے کو ماننے کو تیار نہیں تھا۔ شائید اسی وجہ سے۔" ماہ پارہ کا چہرہ بلکل ساکت تھا ایک ٹھہرے ہوئے سمندر کی طرح، جیسے وہ کوئی طوفان لانے سے پہلے خاموش ہوتا ہے۔

"ہمیں سن کر اچھا لگا۔ آپ فکر مت کریں ہم شادی کچھ عرصے تک آگے کر دیں گے جب تک آپ ذہنی طور پر تیار نہیں ہو جاتیں۔ آپ اپنی صحت کا خیال رکھیں۔" وہ ایک بھرپور نظر اس پر ڈال کر باغیچے سے چلا گیا تو پیچھے کئی خاموش آنسو لڑیوں کی صورت اس کے رخساروں پر بہ نکلے۔

"ہمیں کچھ وقت دیں راجکمار، صرف کچھ وقت."

www.novelsclubb.com

مہر گھر پہنچی تو فتح پور سے سیماان کے گھر آئی ہوئی تھیں۔ وہ رشتے میں مہر افروز کی تائی لگتی تھیں۔ چونکہ مہر کے تایا نے دو شادیاں کر رکھی تھیں۔ سیماان کی دوسری بیوی تھیں۔ اپنے شوہر کی وفات کے بعد وہ واپس اپنے شہر جا کر مقیم ہو گئی تھیں۔

"ارے آؤ مہر بٹیا ہم تمھارا ہی انتظار کر رہے تھے۔ کیسی ہو؟" وہ اٹھ کر بڑے ہی والہانہ انداز میں اس سے ملیں تو مہر نے بس مسکرانے پر ہی اکتفاء کیا۔

"میں ٹھیک ہوں تائی آپ سنائیں؟" وہ مختصر جواب دے کر صحن میں رکے بنا ہی اندر گھس گئی۔

"اس بار سیما تائی فتح پور کے کون سے نواب کا رشتہ میرے لیئے لائی ہیں اماں؟"

فریدن بیگم کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر باورچی خانے سے نکلیں تو مہر افروز کی سرگوشی پر اسے تنقیدی نظروں سے دیکھا۔

"کپڑے بدل کر نیچے آؤ مہر۔" وہ ماں تھی ان کے حکم کی تکمیل اسے لازماً کرنی تھی۔

تائی سیما چائے کا پیالہ ہاتھ میں پکڑے فریدن بیگم کو کچھ بہت ضروری بتانے میں مصروف تھیں جب وہ اپنے گھریلو لباس میں ملبوس ہو کر نیچے چلی آئی۔

"ماشاءاللہ کتنی پیاری ہو گئی ہے۔ ان موئے فرنگیوں کے لباس میں تو حسن دب سا گیا تھا مہر کا۔" ان کی بات پر وہ کوفت بھری سانس لے کر رہ گئی۔

"مہر افروز دیکھو اس بار فاتح پور کے نواب حیدر نے اپنے بیٹے شمشیر کا رشتہ بھیجا ہے تمھارے لیئے۔آگے میں تمھاری ماں کو وہی بتا رہی تھی." ان کے بولنے کی دیر تھی مہر نے اپنی ماں کی جانب "پھر سے وہی باتیں" والی نظروں سے دیکھا جو خود بے بس نظر آتی تھیں۔

"نواب صاحب اپنا رشتہ بھجوا دیتے اپنے بیٹے کا بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔دیکھیں تائی اگر آپ ہم سے ملنے کے لئے آنا چاہتی ہیں تو ہزار مرتبہ آئیں مگر یہ ہر دوسرے روز کسی کے رشتے کا پیغام مت لایا کریں۔امرتسر کے لڑکے مر نہیں گئے جو ہم کسی نواب سے شادی رچائیں گے۔" مہر افروز کے جواب پر فریدن بیگم نے سر پیٹ لیا جبکہ سیماتائی تو ماتھے پر بل لیئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"میں تو تمھاری ہی بھلائی کے لیئے کہہ رہی تھی مگر توبہ استغفراللہ اس لڑکی کی زبان۔" وہ اپنا سامان سمیت کر نکل پڑیں اور فریدن انھیں روکتی رہ گئیں۔

"مہر افروز اتنی سنانے کی کیا ضرورت تھی." وہ کچھ ناخوش تھیں۔

"انھیں ہماری فکر نہیں ہے اماں انھیں بس اس مال کی فکر ہے جو وہ ایسے رشتے کروا کر نوابوں سے ہتھیاتی ہیں۔"

وہ کندھے اچکا کر آگے بڑھ گئی۔ مہر افروز اپنے سامنے والے کو منہ توڑ جواب نہ دے۔ ناممکن۔

شام کا خوفناک اندھیرے پھیلا تو امرتسر پر گھاٹ لگائے منفی طاقتیں سرگرم عمل ہوئیں۔ پانچ چھے نقاب پوش دبے قدموں آگے بڑھتے چلے گئے۔ ایک دکان کی اوٹ میں ہو کر ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر پہرا دیتے سپاہیوں کو دیکھا اور پھر اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔

کچھ دیر میں وہ ان سپاہیوں کو ڈھیر کر کے آگے بڑھ چکے تھے۔ پتھریلی روش پر سرخ مائع بہتا ہی جا رہا تھا۔ امرتسر پر کیا مصیبت آنے والی ہے اس سے بے خبر تھکی ہاری عوام اپنے بستروں میں دبکی بیٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ شہر کو سپاہیوں سے خالی کروانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔

نقاب پوش جب اکھٹے ہو کر بازار میں پہنچے تو وہ کوئی ہتھیاروں سے لیس ستر سے زائد آدمی تھے۔ان کے ایک ہاتھ میں بڑی بڑی مشعلیں تھیں جن پر خوفناک آگ بھڑک رہی تھی۔ جبکہ ان کے منہ سیاہ چادروں سے ڈھکے تھے۔

ان کا سرغنہ آگے بڑھا اور پھر ہاتھ میں پکڑی مشعل سے ایک جانب آگ لگانا شروع کی۔ شعلے اور آگ کی لپٹیں اٹھیں تو ہر جانب چیخ و پکار شروع ہو گئی۔

مہر افروز کو دیر سے سونے کی عادت تھی مگر آج عادت کے بر خلاف وہ جلدی سو گئی تھی۔اپنے وجود پر بے انتہا تپش محسوس کر کے وہ بے چینی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر دل دہلا دینے والی چیخوں اور تلواروں کی جھنکاروں سے اس کے رہتے حواس بھی یکدم بحال ہوئے۔ وہ تقریباً سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی نیچے فریدن بیگم کے پاس پہنچی، جو گھر کے داخلی دروازے کے دونوں پٹ بند کیئے ایک جانب سکڑی سمٹی کھڑی تھیں۔ان کی آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کو دیکھ کر مہر افروز کو دھکا سا لگا۔

وہ بنا کچھ کہے اپنی تلوار اور کمان اٹھا کر باہر کی جانب بھاگی۔

مگر باہر کا ماحول دل چیر دینے والا تھا۔ ہر جانب دھواں، خون، آہ وزاری کرتے زخمی۔ ہا اللہ یہ کیسی مصیبت ہے۔

کچھ نقاب پوش اس کی جانب بڑھے تو وہ حرکت میں آئی اور پھر بڑی مہارت سے انھیں جہنم واصل کیا۔

بازار کے کچھ نوجوان لڑکے اور دکان دار آدمی اپنے دفاع کے لیئے ان کا بھرپور مقابلہ کر رہے تھے۔ مہر جوں جوں آگے بڑھتی گئی حملے شدید ہوتے گئے۔ وہ بڑی بہادری اور پھرتی سے لڑ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کے قدرے آگے بڑھنے پر اپنی زخمی بے ہوش ماں کے ایک جانب ڈرا سہما زخمی عبدل کھڑا تھا۔ وہ شناسا چہرہ دیکھتے ہی اس کی طرف بھاگا لیکن ایک نقاب پوش کو اس پر تلوار کا وار کرتے دیکھ کر اس کے قدموں تلے زمین نکل گئی۔

وہ کمان کو زمین پر پٹخ کر تیزی سے آگے بڑھ کر اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ گئی۔ نقاب پوش کا وار خالی نہیں گیا تھا اس کی تلوار مہر کے بازو پر گہرا گھاؤ لگا گئی تھی۔ اس نے کراہ کر آنکھیں میچیں۔

ایک بازو کے حصار میں اس ننھے وجود کو سمیٹ کر ان لٹیروں سے لڑنا اس کے لیے کھٹن تھا مگر وہ مہر افروز تھی۔ ایک شہید کی بیٹی اور بہن۔

"مہر افروز لٹیروں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے۔" وہ کافی سارے لٹیروں کو پچھاڑ کر گھٹنوں کے بل زمین پر عبدل کو سینے سے لگائی بیٹھی تھی جب ماتھے سے بہتا خون لیئے چمپا کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

www.novelsclubb.com

"مہر ہم زیادہ دیر مزاحمت نہیں کر سکتے، اگر تھوڑی دیر بھی اور ہوئی تو وہ بازار کر جلا دیں گے۔ جاؤ اور محل خبر کرو۔ ہم تب تک یہاں یہ سب روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔" چمپا اس کے بازو پر اپنی ساڑھی کا پلو پھاڑ کر باندھتے ہوئے بولی تو وہ ہمت کر کے اٹھی۔

"چمپا یہاں لوگوں کو ضرورت ہے ہماری." اس نے بے دردی سے لٹیروں کو لوگوں کو کاٹتے دیکھ کر بولا تو عبدل کی سسکیوں نے اس کے دل کو گہرا غم دیا۔

"تم جانتی ہو مجھے گھڑ سواری نہیں آتی۔ کوئی نوجوان اس وقت ایسا نہیں ہے جسے میں محل بھیج سکوں مہر۔ تمھیں ہمت کرنی ہو گی ان بچوں کی خاطر۔" اس نے عبدل کی جانب اشارہ کیا تو مہر اپنی پوری قوت لگا کر اصطبل کی جانب بھاگی۔

اصطبل میں گھوڑے ہنہنا کر اپنی بے چینی ظاہر کر رہے تھے۔ مہر کو وہاں آتا دیکھ کر احتشام اپنی بیساکھیوں سمیت اس کے قریب ہوا۔

"مہر مجھے دکھ ہے کہ میں اپنی معذوری کی باعث آپ کی مدد نہیں کر سکتا۔" وہ شکست خوردہ لگ رہا تھا۔

"یہ مایوسی کا وقت نہیں ہے احتشام۔ تم بہت بہادر ہو، بہت کچھ کر سکتے ہو۔ اصطبل میں موجود تمام گھوڑوں کی لگامیں کھول دو اور ان کا رخ بازار کی جانب کر دو جلدی۔" شور کی وجہ سے اسے خاصا چیخ کر بولنا پڑا۔

www.novelsclubb.com

اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر وہ اس پر سوار ہوئی اور پھر محل کا سفر طے کرنا شروع کیا۔درد تھا کہ بازو میں بڑھتا ہے جا رہا تھا مگر اسے لڑنا تھا اپنے امرتسر کے لیئے۔

چمپا نے تمام چھوٹے بچوں کو ایک مکان میں بند کر کے باہر سے کنڈی لگا دی۔اور پھر ان دشمنوں کے ہاتھ پاؤں کاٹنے لگی۔آگ و خون کا کھیل بے دردی سے جاری تھا۔

"یا اللہ مجھے ہمت دے۔"سفر تھا کہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

محل کے اونچے دروازے پر نظر پڑتے ہی اس نے زیر لب شکر کا کلمہ پڑھا اور پھر بھاگ کر سپاہیوں کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

ایک لڑکی کو یوں خون میں لت پت دیکھ کر وہ فورا دروازے کھول گئے۔

محل کے اندر داخل ہوتے ہی اس کے حواس بحال ہوئے۔وہاں زندگی بڑی پر سکون تھی۔

"سپہ سالار جہانگیر بازار پر حملہ ہو گیا ہے" وہ پھولی سانسوں کے درمیان بمشکل بولی تو باغیچے کی جانب جاتے جہانگیر کے قدم زنجیر ہوئے اور پھر وہ سرپٹ بھاگ کر اس کے قریب آیا جو گہری سانسیں لینے میں مصروف تھی۔

"سپاہیوں ہمیں بازار کے لیئے نکلنا ہے۔" وہ حلق کے بل دھاڑا تو وہاں افراتفری مچ گئی۔ابریز جس کا رخ تربیت گاہ کی جانب تھا محل کے احاطے میں سپاہیوں کو ہڑبڑا کر بھاگتے دیکھ کر وہاں چلا آیا اور پھر اس نے بہت تکلیف دہ منظر دیکھا۔

یقیناً وہ دوبارہ زندگی میں کبھی ایسا منظر نہیں دیکھنا چاہے گا۔

مہر افروز جس کے چہرے پر بے تحاشہ دھول مٹی تھی۔ماتھے سے بہتی خون لکیریں اس کی کنپٹی سے ہوتی ہوئی اس کے سفید چولی پر گر رہی تھیں۔ایک ہاتھ میں تلوار جبکہ دوسرا بازو کس کے کپڑے سے باندھا گیا تھا مگر وہ اتنے دور سے اسکے بازو کو درد سے کانپتے دیکھ سکتا تھا جہانگیر اسے ایک بازو سے پکڑے سہارا دیئے ہوا تھا۔

ابریز کی کنپٹیاں سلگ اٹھی تھیں۔انکھوں میں ایسا خون اترا کہ سامنے والا دیکھتا تو اس کی روح فنا ہو جاتی۔

محل میں بھونچال آگیا تھا۔راجکمار بہروز نے بت بنے ابریز کا کندھا ہلایا۔

"ہمارے پاس وقت نہیں ہے ابریز۔"وہ اسے ہوش دلا کر آگے بڑھ گیا۔

ابریز عالم کے قدموں نے مہرافروز تک پہنچنے کا فاصلہ کیسے طے کیا تھا صرف وہی جانتا تھا.

ابریز کے قریب آتے ہی جہانگیر پیچھے ہٹ گیا اور پھر سپاہیوں کو ہدایات دینے لگا۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے مہرافروز کو بازؤں سے تھاما۔

"مہرافروز آپ کی یہ حالت کس نے کی ہے؟"وہ بلکل بے تاثر دانت پر دانت جمائے بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"راجکمار بازار پر لٹیروں نے حملہ کر دیا ہے۔ اگر ہم نے زرا سی بھی دیر کی تو وہ بازار جلا کر راکھ کر دیں گے اور ہمارے لیئے یہ بہت تکلیف دہ ہو گا۔ ہماری مدد کریں راجکمار۔" وہ اپنی آنکھیں اس کے چہرے پر ٹکا کر بولی۔

"آپ فکر مت کریں مہر، ہم بچا لیں گے اپنے بازار کو بھی، اپنے لوگوں کو بھی اور آپ کو بھی۔" خادماؤں نے آگے بڑھ کر مہر افروز کو سہارا دیا تو وہ اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ کر اس کے آگے آیا، مہر افروز نے اس کی بازو کہنی سے تھامی۔

"آپ زخمی ہیں، ابھی آپ کو علاج کی ضرورت ہے۔" وہ اس کی جانب دیکھ کر نفی میں سر ہلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"ہمیں آپ کے ساتھ جانا ہے راجکمار۔ ہمارے بچے ہیں وہاں، وہ مصیبت میں ہیں۔" اس کی بھوری آنسوؤں سے لبریز آنکھیں دیکھ کر وہ انکار نہ کر سکا۔

"وہ اسے انکار نہیں کر سکتا تھا کم از کم اس حالت میں تو ہر گز نہیں۔"

ابریز نے اسے تھام کر گھوڑے پر بیٹھنے میں مدد کی اور پھر وہ اپنا غیض و غضب لیئے اپنے دشمنوں کو دھول چٹانے کے لیئے نکل پڑا۔

"فیروزہ کون ہے یہ لڑکی؟" بالکنی میں کڑے تیور لیئے کھڑی ماہ پارہ نے کھڑکی کا پردہ جھٹک کر فیروزہ سے پوچھا۔

"ہمیں نہیں معلوم راجکماری مگر سپاہی بتا رہے تھے کہ لٹیروں نے بازار۔۔"

"ہمیں یہ سب سننے میں دلچسپی نہیں فیروزہ۔ کسی جان پہچان والے سپاہی سے کہ کر اس لڑکی کی چھان بین کرواؤ۔" اس بات کو وہ درشتی سے کاٹ کر بولی تو وہ سر حکم کی تکمیل کے لیئے جھکا گئی۔

www.novelsclubb.com

ماہ پارہ کو اب کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا تھا۔ اس کا صرف ایک ہی مقصد تھا راجکمار ابریز عالم کی بیوی بن کر اس محل پر راج کرنا۔

بازار میں معاملات ہاتھ سے نکل رہے تھے۔لٹیروں نے کافی نوجوانوں کو شہید کر دیا تھا کچھ ان کے سامنے گھٹنوں کے بل زخمی پڑے تھے۔ایک سیاہ آنکھوں والے نقاب پوش نے تلوار چمپا کی ٹھوڑی تلے ٹکا کر اس کی گردن کو اونچا کیا تو وہ نفرت سے منہ پھیر گئی۔اسے اپنی زندگی کی فکر نہیں تھی اسے فکر تھی تو اس کی امانت میں سونپے گئے بچوں کی۔

نقاب پوش نے تلوار بلند کی تو چمپا آنکھیں موند گئی۔مگر فضا کو چیرتے ہوئے تیر نے اس نقاب پوش کے دل کو دو حصوں میں بانٹ دیا تھا۔

"مہر افروز" چمپا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔وہ اس حالت میں بھی مسکرائی تھی۔

اس کا گھوڑا ابریز اور بہروز سے قدرے پیچھے تھا مگر اس کا نشانہ سب سے آگے تھا۔

"سپاہیوں بازار کے گرد حصار بنالو۔کوئی ایک بھی،ایک بھی آدمی بچ کر نہیں جانا چاہیئے" ابریز کی للکار اپر وہاں کئی نقاب پوشوں کے دل کانپے تھے۔

کچھ دیر پہلے کا خونی کھیل پھر سے شروع ہو چکا تھا مگر اس بار سپاہی اور لٹیرے آمنے سامنے تھے۔

بہروز اور ابریز جس جانب بڑھ رہے تھے وہاں وہ نقاب پوش کچی ڈالیوں کی طرح کٹ کر گر رہے تھے۔

وہ زخمی تھی مگر پھر بھی جس پھرتی سے لڑ رہی تھی ابریز عالم کے دل میں اس کے لیئے عزت مزید بڑھ گئی تھی۔

ایک لٹیرے کو مہر کی پشت پر وار کرتے دیکھ کر وہ چیخا مگر وہ متوجہ نہیں تھی۔

امرتسر کو چاروں جانب سے سپاہیوں نے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔ جنگل میں انتظار کرتے مزید لٹیرے اب مشکل میں پھنس چکے تھے کیونکہ سپاہیوں کی کثیر تعداد ہونے کی وجہ سے اب وہ نہ ہی بازار میں داخل ہو کر اپنے ساتھیوں کو بچا سکتے تھے اور نہ ہی وہاں سے حرکت کر کے واپس جا سکتے تھے۔

دوسری جانب ایک سیاہ رنگ بالوں والے نوجوان نے اپنی تلوار سے وہ وار روکا تو مہر نے گھوم کر سر ہلایا اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس نوجوان نے ابریز کی آنکھوں میں بھی اپنے لیئے تشکر دیکھا تھا۔

کئی گھنٹوں کی لڑائی کے بعد اب فضا یک دم پر سکون ہو گئی تھی۔

سپاہی زخمیوں کو شفاخانے منتقل کرنے میں مصروفِ تھے۔کچھ لوگ اپنے پیاروں کی تلاش میں تھے۔بہروز اور کچھ مقامی لوگ شہیدوں کی شناخت کا کام کر رہے تھے اور ابریز دونوں ہاتھ پشت پر باندھے اپنے سامنے موجود لٹیروں کو زدوکوب کرتے سپاہیوں کو دیکھ رہا تھا۔مہر افروز نے بچوں کو باہر نکالا تو وہ بھاگ کر اپنے ماں باپ کو تلاش کرنے لگے۔میدان جنگ بنا علاقہ اب ساکت تھا۔

ابریز نے آگے بڑھ کر ایک بندی بنائے جانے والے آدمی کے چہرے سے کھینچ کر نقاب اتارا تو اس کے لبوں پر استہزایہ مسکراہٹ پھیل گئی۔بہروز عالم نے نخوت سے گردن جھٹکی۔

"برطانوی فوجیوں نے کب سے لٹیروں کا روپ دھار کر لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیا؟" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں مخاطب ہوا تو رابرٹ سٹیوجس کے ہاتھ پشت پر رسی سے بندھے تھے ایک جانب تھوک کر مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"ہمیں تو صرف یہ بتایا گیا تھا کہ امرتسر میں کافی دولت مند لوگ موجود ہیں مگر تم نے اتنا خطرناک حسن بھی چھپا رکھا ہو گا یہ ہمیں معلوم نہیں تھا۔ وہ ابریز کے پیچھے کھڑی مہر کو دیکھ کر خباثت سے بولا تو ابریز کے جبڑے غصے سے بھینچ گئے، تلوار پر گرفت اتنی سخت ہوئی کہ اس کے ہاتھوں کی رگیں نظر آنے لگیں اور پھر وہ ایڑیوں کے بل گھوم کر اس گستاخ کی گردن لمحوں میں اتار گیا۔ ارد گرد کھڑے لوگوں نے کچھ قدم پیچھے لیئے جبکہ بہروز اسے روکنے کو آگے بڑھا ہی تھا مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔ اس کا دھڑ دھڑام سے زمین پر آ گرا۔ یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ مجمے میں سکوت چھا گیا تھا۔

"یہ آپ نے کیا کیا راجکمار؟؟" بہروز نے اس کے ہاتھ سے تلوار لی تو ابریز سر جھٹک گیا۔

"اگر وہ صرف ہماری سلطنت پر حملہ کرتا تو شائید اسے معاف کر دیتے مگر اس نے ہماری عزت پر حملہ کیا ہے۔ یہ انجام بنتا تھا۔" ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہ کر وہ آگے بڑھا اور پھر جہانگیر کو ایک نقاب پوش کے ہاتھ کھولنے کا حکم دیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ تحفہ اپنے کماندار کو دینا، کہنا ابریز عالم نے نظرانہ بھیجا ہے۔" اس کا کٹا سر اسے کے حوالے کے کے وہ مہر افروز کی جانب مڑا جو چپ چاپ کھڑی ان کا انجام دیکھ رہی تھی۔

سپاہی اب باقی قیدیوں کو ساتھ لے کر جا رہے تھے۔ بہروز بھی محل کی جانب چل پڑا تھا۔ کئی جانیں گئی تھیں مگر بازار جلنے سے بچ گیا تھا۔ جو چھوٹا موٹا نقصان تاجروں کا ہوا تھا وہ بعد میں پورا کر دیا جانا تھا۔

"آپ نے ایک برطانوی سپاہی کی گردن مار دی ہے۔ یہ جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے راجکمار." وہ دھیمے اور تھکے ہوئے لہجے میں بولی ابریز نے اس کی زخمی بازو کو اپنی انگلیوں سے چھوا۔ مہر نے چونک کر اپنے زخم کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ شدید زخمی ہیں مہر افروز۔ ہم نے طبیبہ کو بھیج دیا ہے، اچھے سے مرہم پٹی کروائیں اور اپنا خیال رکھیں۔ اس سب کے بارے میں آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہم ابھی زندہ ہیں۔" وہ نرم گرم لہجے میں کہہ کر اس کا گال تھپتھپا گیا۔

چمپا نے اسے بازو سے تھاما تو وہ ہوش میں آئی۔

"چلو آؤ میرے ساتھ، کافی خون بہ گیا ہے تمھارا۔" جب تک وہ گھر کے اندر نہیں چلی گئی وہیں کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا۔

"راجکمار ہمیں اب محل چلنا چاہیئے۔" جہانگیر کی بات وہ خاموش نظروں سے بازار کی جانب دیکھتا رہا۔

"زخمیوں کو شفاخانے منتقل کر دیا گیا ہے؟"

"جی راجکمار، اب تو طبیبوں نے علاج بھی شروع کر دیا ہو گا۔" سپہ سالار کی بات سنتے ہوئے وہ گھوڑوں کی جانب بڑھ گئے۔

www.novelsclubb.com

دونوں مہارانیاں حرم میں بے چینی سے کسی خبر کا انتظار کر رہی تھیں۔ جہاندادِ عالم نے مشیروں کو طلب کر لیا تھا۔ آخر یہ کیسی نااہلی تھی۔

"اللہ ہمارے راجکماروں کی حفاظت فرمائے" پکھراج بیگم چندن بائی کو تیز تیز قدموں سے حرم کی جانب آتا دیکھ کر بولیں تو جہان آرا بیگم بھی مسہری سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"کیا خبر ہے چندن بائی؟"

"سب خیر ہے مہارانی سا۔ ہمارے شہزادوں نے بروقت سب سنبھال لیا تھا۔ زخمی شفا خانے منتقل کر دیئے گئے ہیں۔" چندن بائی پرجوش انداز میں بولیں۔

"اللہ تیرا شکر ہے۔ روپا نیاز کے بکروں کا انتظام کیا جائے ہم صبح کا سورج پھوٹتے ہی غریبوں میں بٹوائیں گے۔" پکھراج بیگم نے روپا کو اشارہ کیا تو وہ جہان آرا بیگم کی نظروں میں آئے بنا ہی حرم سے چلی گئی۔

"آپ نے روپا کو دوبارہ اپنی خدمت کے لیئے رکھ لیا پکھراج؟" جہان آرا نے چاندی کے ڈبے سے پان نکال کر منہ رکھا۔ ایک ٹھنڈا اور میٹھا ذائقہ ان کے حلق میں گھل گیا۔

"اتنی چھوٹی غلطیوں پر ہم اپنے وفاداروں کو رسوا نہیں کرتے۔" بھاری ڈوپٹے کو ایک جانب سے پکڑ کر وہ جہان آرا کو طنزیہ نظروں سے دیکھ کر بولیں۔

"ہونہہ آپ اور آپ کے وفادار۔" وہی ازلی کڑواہٹ بھرا لہجہ۔

دوسری جانب جہانداد عالم کے دربار میں گھٹن بڑھ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"سلمان کیا تم بتا سکتے ہو کہ امرتسر کے ارد گرد سپاہیوں کی فوج کا پہرہ ہونے کے باوجود وہ ملعون اندر کیسے داخل ہو گئے؟" انھوں نے دفاع کے وزیر سے باز پرس کی تو وہ خاموش نظریں جھکا گیا۔

"وہ کافی دنوں سے بازار پر گھات لگائے بیٹھے تھے مہاراج۔ تجارتی قافلوں کے ساتھ وہ اپنے قافلے بھی بازار میں داخل کرتے رہے اور پھر رات کے اندھیرے کا فاعدہ اٹھاتے ہوئے انھوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔" ابریز نے وضاحت دی تو جہانداد عالم کے چہرے پر سوچ کی لکیریں واضح ہوئیں۔

"تو پھر جنگل میں ان کے باقی سپاہی موجود ہوں گے؟"

www.novelsclubb.com

"ان سب کو سپاہیوں نے گرفتار کر لیا ہے مہاراج۔ ہم نے سپاہی پہلے ہی وہاں روانہ کر دیئے تھے۔ صبح ہوتے ہی وہ قیدیوں کے ساتھ محل پہنچ جائیں گے۔" مہاراج نے بہروز کی بات پر ایک پر سکون سانس خارج کی۔

"ابریزاب یہ معاملہ آپ نے سنبھالنا ہے جانتے ہیں نا آپ نے ان کے کمانڈر کا سر قلم کیا ہے۔" مہاراجہ کی بات پر مشیروں کی سرگوشیاں ابھری تو بہروز کی ایک کڑی نظر پر وہاں خاموشی چھا گئی۔

"آپ اس کی فکر مت کریں مہاراج ہم نبٹ لیں گے۔" ابریز ویسے ہی شان استغنا سے گردن اٹھائے کھڑا رہا۔

دربار برخاست کیا جاتا ہے۔

اس کے ماتھے اور بازو پر سفید رنگ کی پٹی بندھی تھی۔ بستر پر چت لیٹے اس کی بھوری آنکھیں چھت پر مرکوز تھیں۔

"ہم چھ سال کے تھے چمپا جب ہم نے اپنے بابا اور بھائی کے کفن میں لپٹے وجود پر اپنی ماں کو دھاڑیں مار مار کر روتے دیکھا۔ جانتی ہو اس دن ہمیں اس سفید محل کے مہاراجہ پر بہت غصہ آیا تھا۔ ہمیں لگا تھا کہ انھوں نے اپنی عیش و آرام کے لیئے ہمارے بابا اور بھائی کی قربانی دے ڈالی

ہے۔ مگر جب ہم بڑے ہوئے تو ہمیں معلوم پڑا کہ انھوں نے اپنے وطن کی خاطر جان دی تھی۔ وہ شہید تھے۔ جنت کے مکین تھے۔

آج جب ہم نے امرتسر کو دوبارہ جلتا ہوا دیکھا تو ہمیں لگا کہ ہمارے بابا اور بھائی کے ساتھ ساتھ باقی سارے شہداء کی قربانیاں بھی ضائع ہو گئی ہیں۔ لیکن چمپا۔۔۔۔۔"

اس کے لبوں سے ایک ہچکی خارج ہوئی تو چمپا نے بھی پلو سے اپنے بہتے آنسو صاف کیئے۔

"لیکن چمپا راجکمار نے ہمیں بچا لیا، ہمارے بچوں کو، ہمارے لوگوں کو ہمارے امرتسر کو۔" رونے اس کا ناک سرخ پڑ چکا تھا جبکہ زخم کی وجہ سے اسے ہلکا ہلکا بخار بھی تھا۔

"خاموش ہو جاؤ مہر افروز۔ تمھاری صحت ٹھیک نہیں ہے۔" طبیبہ اس کی مرہم پٹی کر کے چلی گئی تو فریدن بیگم نے اسے زبردستی دودھ کا گلاس پلا کر لٹایا تھا۔

چمپا نے اس پر لحاف دیا تو وہ آنکھیں موند گئی۔ تھکن اس کے سارے وجود میں سرائیت کر گئی تھی۔

قطرہ قطرہ یہ قیامت خیز رات بھی پگھلنے لگی۔ چمپا نے پھونک سے جلتا دیا بجھایا تو اس کا ماندہ دھواں فضا میں بکھر کر تحلیل ہو گیا۔

کئی دن خاموشی سے گزر گئے تھے۔ لوگوں کے نقصان کی بھرپائی کر دی گئی تھی۔ بازار کا کام معمول پر واپس آ گیا تھا۔ لوگ اسے ایک ڈراؤنا خواب سمجھ کر آگے بڑھ گئے تھے۔ پہلے کی نسبت اب امرتسر کی گرد پہرہ مزید سخت ہو گیا تھا۔

موسم سرما کا آغاز ہو گیا تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہاتھوں سے بنی اونی ٹوپیاں اور کوٹ پہن کر بازار میں دوڑتے بھاگتے اور جب ان کی کھلکھلاہٹ فضا میں بکھرتی تو مہر افروز کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری جاتی۔

وہ سیاہ رنگ کی انارکلی فراک پہنے ہوئے تھی جس پر اس نے سیاہ رنگ کا ٹخنوں تک آتا چغہ لے رکھا تھا۔ چغے کی ٹوپی پشت پر گرا رکھی تھی جس پر بھورے گھنگریالے بال بکھرے

تھے۔اس نے دائیں ہاتھ میں موجود کمان کو کھینچ کر اس کا معائنہ کیا۔لال نگینے والی انگھوٹھی کی چمک اس کے سفید ہاتھوں کو بہت رونق بخش رہی تھی۔

فریدن نے اس کے زخمی ہونے پر اس کا ضرورت سے زیادہ خیال رکھا تھا اس لیئے اس کے گلابی گال بھرے بھرے تھے۔جب وہ اپنی لمبی پلکیں چھپکا کر بھوری آنکھیں مکمل کھولتی تو سورج کی کرنیں بھی چندھیا جاتی۔

لال باغ پر سرما میں بھی بہار آئی ہوئی تھی۔اس نے کمان کو زمین پر رکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر امرود کے درخت کی ٹہنی کو پکڑ کر اپنے قریب کیا۔ہلکے پیلے رنگ کے موٹے موٹے امرود جن پر کہیں کہیں کچا سبز رنگ تھا اب اس کے پہنچ میں تھے۔

www.novelsclubb.com

اپنی مطلوبہ شے حاصل کر کے اس نے شاخ چھوڑی تو وہ ایک چٹخ کی آواز کے ساتھ درخت کے ساتھ

جا لگی۔پرندوں کا ایک غول بے سکون ہو کر آسمان میں آڑان بھر گیا۔

سرمئی رنگ کے چمکتے پانی کے تالاب کے قریب ہو کر اس نے اپنے سفید ہاتھ پانی میں ڈبوئے تو وہ ٹھنڈک سے سرخ ہو گئے۔ سورج کی کرنیں پانی کو سنہری بنا رہی تھیں۔

"کیسی ہیں مہر افروز؟ اور آپ کا زخم کیسا ہے؟" ابریز عالم کی آواز پر وہ امرود کو اچھے سے دھو کر اٹھی اور پھر چھوٹے چھوٹے قدم لے کر اس کے قریب ہوئی۔

سفید رنگ کے لباس میں وہ صبح کے گلاب کی مانند تر و تازہ لگ رہا تھا۔

"ہم ٹھیک ہیں راجکمار." وہ ہلکا سا مسکرائی تو ابریز کے اندر تک سکون اتر گیا۔

"آپ کے مخبر تو بڑے تیز ہیں ہم ابھی یہاں پہنچے نہیں اور آپ یہاں پہلے سے ہی تشریف فرما تھے۔" مہر نے اپنے دانت امرود میں گاڑے، وہ خاصا سخت تھا مگر اس کی میٹھاس قابل دید تھی۔

"آپ سے ملنے کے لیئے ہمیں مخبروں کی خبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہم بس آپ کو دیکھنا چاہ رہے تھے۔" ابریز کی نظریں اس کے بالوں سے ہوتی ہوئیں چنبیلی کے پھولوں پر جا رکیں۔

"ہماری فکر مت کریں ہمیں یہ چھوٹے موٹے زخم تکلیف نہیں دے سکتے۔" امرود کا ایک حصہ وہ کھا چکی تھی اب دانت دوسری جانب گاڑے تھے۔

"لیکن ہمیں دیتے ہیں۔ خیر آپ نے ہمیں ڈرا دیا تھا مہر افروز۔" ابریز کی بات پر اس نے دونوں ہاتھ پہلو میں گرائے اور پھر اس کی نیلی آنکھوں میں اپنی گہری بھوری آنکھیں گاڑیں۔

ایک لمحے کا کھیل تھا اور وہ چار آنکھیں یکجا ہو کر دو ہو گئیں تھیں۔ مہر افروز نے دل کے رفتار پکڑنے پر نظروں کا زاویہ بدلا۔

"آپ کتابیں پڑھتے ہیں راجکمار؟ اس کے سوال پر ابریز گردن جھکا کر مسکرایا۔ مہر افروز کے بھنویں سکڑیں۔

www.novelsclubb.com

"جب وہ ایسے سر جھکا کر مسکراتا تھا تو مہر کو آس پاس کی ہر چیز دھندلی محسوس ہوتی تھی."

"جب سے محبوب کی نشیلی بھوری آنکھیں پڑھنا شروع کی ہیں کتابیں تو ایک بھولی بسری یاد بن کر رہ گئی ہیں مہر۔" وہ باتوں میں بہت اچھا تھا مہر افروز نے اعتراف کیا۔

"تو امرتسر کے راجکمار محبت کر بیٹھے ہیں۔" وہ آم کے درخت کی ٹہنی پر بیٹھی فاختہ کا نشانہ لے کر بولی تو ابریز کندھے اچکا گیا۔

"آپ کو نہیں لگتا اتنے دور سے آپ کا نشانہ خطا ہو سکتا ہے؟" ابریز نے اس کے کھینچی ہوئے کمان پر نگاہ جمائی تو مہر نے مسکرا کر تیر چھوڑا جو عین نشانے پر لگا تھا۔

"ہمارا لگایا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا راجکمار"۔ وہ گردن اکڑا کر بولی۔ فاختہ تیر سے زخمی ہو کر پھڑ پھڑا کر نیچے جا گری تھی۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ مہر افروز کے لگائے ہوئے نشانے سے بھلا کون بچ سکتا ہے۔" اس کا لہجہ بڑا معنی خیز تھا۔ ابریز کا اشارہ غالباً ان کی پہلی ملاقات کی طرف تھا۔

"آپ نے ہماری امانت لوٹانی تھی مہر افروز؟" ابریز کے سوال پر وہ چونکی اسے ابھی تک یاد تھا۔

"ہم ساتھ لانا بھول گئے۔ ہمیں لگا آپ نہیں آئیں گے۔" وہ درخت سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا تو مہر ٹہلتی ہوئی تالاب کے کنارے تک گئی۔

www.novelsclubb.com

"ہم اپنے وعدے کے پابند ہیں۔اگر ہم نے کہا ہم آئیں گے تو لازماً آئیں گے۔آپ کو ہم پر یقین کرنا چاہیئے تھا۔"اس کے لہجے میں کوئی ناراضگی یا شکوہ نہیں تھا مگر پھر بھی مہر افروز وہ ایک شکوہ لگا۔۔

"صرف آپ پر ہی تو یقین کرتے ہیں ہم۔"وہ بولی تو لہجہ جتاتا ہوا تھا۔بھوری آنکھوں میں خود اعتمادی تھی۔

"ابریز کتنی باران آنکھوں کے آگے ہاروگے۔"اس نے اپنے مچلتے دل کو ڈپٹا۔

"اندھیرا پھیل رہا ہے آپ کو اب واپس چلے جانا چاہیئے۔"اس نے مہر کو جھک کر کمان پکڑائی اور پھر درختوں کے جھنڈ میں غائب ہو گیا۔

"کچھ دنوں تک بازار کا چکر لگایئے گا راجکمار۔"وہ اونچی آواز میں جھاڑیوں پر نظریں جما کر بولی تو جنگل کے اندھیروں میں گم ہوتے ابریز عالم کے لب اور آنکھیں ایک ساتھ مسکرائیں۔

"جیسا آپ کا حکم مہارانی"۔لبوں سے نکلنے والی سرگوشی کو جنگل کے ہر ذی روح نے سنا تھا۔

سلطان پور میں موجود برطانوی فوجیوں کے کیمپ میں ایک تناؤ کی فضا قائم تھی۔ چھاؤنی میں ہلچل مچی تو ان کا افسر اپنے خیمے سے باہر نکلا۔ وہ ایک سیاہ فام تھا، گنگھریالے بالوں والا اونچا لمبا مرد، خاکی وردی پہنے وہ تنقیدی نظروں سے آنے والی ہستی کا جائزہ لینے لگا۔

"تمھیں ابھی تک اپنے منصب پر بحال دیکھ کر خوشی ہوئی سٹیفن." ہری سنگھ نے ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کی جانب دیکھا تو سیاہ فام فوجی کے ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوا۔

"اگر تم سلطان پور کے حکمران نہ ہوتے تو میں تمھیں کتوں کی طرح گھسیٹ کر اس چھاؤنی سے باہر پھینکواتا." اس کی زبان نے آگ اگلی تو ہری سنگھ کے سپاہیوں نے اپنی تلواریں نیام سے باہر نکال لیں۔

www.novelsclubb.com

"سنا ہے امرتسر کے راجکمار نے تمھارے سپہ سالار کا سر تمھیں نظرانے میں بھیجا ہے۔" ہری سنگھ نے ہاتھ کے اشارے سے سپاہیوں کو روکا تو برطانوی فوجیوں نے بھی بندوقوں کا رخ موڑ لیا۔

"اگر تم یہی بکواس کرنے آئے ہو تو میں تمھیں بتادوں ہم اس کا ہر ایک سے حساب لیں گے، تم سے بھی۔" سٹیفن کو اپنے غصّے پر قابو پاتا دیکھ کر ہری سنگھ مسکرایا۔

"میں تمھیں ایک مشورہ بلکہ،" وہ چند پل رکا، ہاتھ سے اپنی ٹھوڑی کھجائی۔

"میں تمھیں ایک پیشکش کرتا ہوں۔" سٹیفن نے کچھ دیر آنکھیں سکیڑے اسے دیکھا اور پھر اسے اپنے ساتھ لے کر خیمے میں بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ دونوں ابھی لڑ رہا تھا اور ابھی ایک ٹیبل پر بیٹھ جائے گا۔" دور کھڑے ایک نوجوان برطانوی فوجی نے مارک سے پوچھا تو وہ کندھے اچکا گیا۔

"شیر کے شکار کے لیئے گیدڑوں کو اکھٹا بیٹھنا پڑتا ہے۔"

ان کے جاتے ہی سب پھر سے اپنے اپنے کاموں کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔

فیروزہ نے گلاس میں شربت انڈیلا اور پھر چاندی کے پیالے سے شہد کا چمچ بھر کر اس میں ڈالا۔

"میٹھا کم ڈالا کرو فیروزہ، ہمیں زیادہ میٹھا پسند نہیں." ماہ پارہ کی بات پر فیروزہ نے چونک کر مسہری پر نیم دراز اپنی راجکماری کو دیکھا۔ اس کے سیاہ بال مسہری سے نیچے گر رہے تھے جبکہ سبز پوشاک کا کچھ حصہ بھی نیچے پڑے قالین کو چھو رہا تھا۔ وہ چوڑیوں سے بھری کلائی اپنی آنکھوں پر رکھے ہوئے تھی۔

یہ وہی راجکماری تھی جو شاہی باورچی سے فرمائش کر کے اپنی پسند کا میٹھا بنوایا کرتی تھیں اور اب اس قدر بدلاؤ فیروزہ کو ہضم نہیں ہوا تھا۔

"راجکماری آپ کا شربت۔" ماہ پارہ نے اٹھ کر گلاس تھاما تو پورے کمرے میں چوڑیوں کی کھنک گونجی۔ اس نے اشارے سے فیروزہ کو اپنے بال باندھے کا حکم دیا۔

"کچھ معلوم پڑا اس لڑکی کا؟" فیروزہ اب سنہرے رنگ کی لکڑی کی کھنگی ہاتھ میں پکڑے اس کے گھنے بالوں میں چلا رہی تھی۔

"میں نے ایک سپاہی کو بھیجا تھا راجکماری۔ اس کا نام مہر افروز ہے، اس کی ماں کی بازار میں مٹی کے برتنوں کی دکان ہے۔ وہ کمہاری فریدن حیات کی بیٹی ہے۔ ہر صبح وہ بازار اور امرتسر کے بچوں کو پڑھاتی ہے۔ بس یہی معلوم پڑا ہے۔" فیروزہ اب ان بالوں کو چٹیا میں گوندھ رہی تھی۔

ماہ پارہ نے شربت کا آخری گھونٹ حلق میں اتارا اور پھر ہنکارا بھر کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا سکتی ہو فیروزہ۔" خادمہ نے خالی برتن اٹھائے اور پھر ایک بھرپور نظر ماہ پارہ پر ڈال کر کمرے سے چلی گئی۔

"مہر افروز۔ اس لڑکی سے بھی ملنا پڑے گا جس کی ایک نظر نے اس رات راجکمار ابریز کو یوں بے چین کر دیا تھا۔" اس کے اتنے پر سکون اور ٹھنڈے وجود سے کمرے نے جھرجھری لی۔

ماہ پارہ سنگھار میز کے سامنے بیٹھ کر اب خود کو بھاری زیورات سے آزاد کروانے لگی۔

وہ دونوں بازو تخت کی پشت سے ٹکائے ہوئے تھا۔دونوں جانب وردی میں ملبوس سپاہی ہاتھوں میں بڑے بڑے پنکھ پکڑے اسے جھولانے میں مصروف تھے۔

"ہم تمھاری اس مدد کے بدلتے تمھیں کچھ دینا چاہتے ہیں نوجوان۔"ابریز نے اس سیاہ بالوں والے ہٹے کٹے لڑکے کو دیکھا جس نے مہرافروز پر وار کرتے نقاب پوش کو روکا تھا۔وہ سر جھکائے بڑے ادب سے کھڑا تھا۔

"یہ میرا فرض تھا راجکمار۔"اس کی آواز کافی بھاری تھی جو اس کی گندمی رنگت پر جچ رہی تھی۔جہانگیر اس کی آمد سے کچھ متذبذب لگتا تھا۔

"آج سے ہم تمھیں اپنا سپاہی خاص مقرر کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔"

وہ رکا جیسا اس کا نام جاننا چاہ رہا ہوں۔

"باشلق راجکمار۔ باشلق زیب۔" وہ فورا بولا۔ جہانگیر نے حیرت سے ابریز کی جانب دیکھا جس نے اس پر اچانک سے عنایت کر دی تھی۔

"ہاں باشلق اب سے تم شاہی محل کے سپاہیوں کے ساتھ رہو گے۔" ابریز نے اپنی شہادت کی انگلی سے جہانگیر کو اشارہ کیا تو وہ بے بس سا ہو کر مڑ گیا۔

جب جہانگیر کی لائی ہوئی تلوار ابریز نے اس کو دی تو وہ راجکمار کا ہاتھ چوم کر ماتھے سے لگا گیا۔

"جہانگیر اسے رخصت کرو اور اس کی جنگی تربیت کا زمہ میں تمھیں دیتا ہوں۔" وہ نوجوان جہانگیر کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا مگر وہ حکم کو رد نہیں کر سکتا تھا۔

تربیت گاہ آتے بہروز عالم نے بڑے غور سے جہانگیر کے ساتھ جاتے نوجوان کو دیکھا۔

"کیا بات ہے بھائی جان؟ آپ پریشان دکھائی دے رہے ہیں؟" اپنے بھائی کے چہرے پر جھلکتی پریشانی دیکھ کر ابریز نے استفسار کیا۔

www.novelsclubb.com

"خیر کی خبر نہیں ہے ابریز عالم۔راجہ ہری سنگھ نے جنگ کا اعلان کر دیا ہے۔" بہروز اب اپنی پیشانی مسلتے ہوئے تربیت گاہ میں ٹہلنے لگا۔

"اس نے اعلان جنگ کر دیا ہے تو پھر ہم بھی اپنے سپاہیوں کو روانہ کر دیتے ہیں۔اگر اسے اپنی موت کا اتنا ہی انتظار ہے تو اس کی یہ خواہش پوری کرنے میں کوئی ہرج نہیں بھائی جان." ابریز کے چہرے پر کوئی فکر نہیں تھی۔

"جانتے ہو اگر برطانیوں نے بھی موقع دیکھتے ہوئے ہم پر حملہ کر دیا تو امرتسر کے لیئے مشکل کھڑی ہو جائے گی۔" بہروز نے قدرے دور کا سوچا تھا لیکن ایسا ممکن نہ تھا۔

"جیسی تنبیہہ ہم نے ان کو کی ہے ممکن نہیں کہ کچھ عرصے وہ ادھر آنکھ اٹھا کر بھی دیکھیں۔آپ بابا حضور سے کہ کر دیوان بلوائیں، جنگ کی حکمت عملی طے کرنے کا وقت آگیا ہے۔" اس نے بہروز کی پشت پر ہاتھ رکھا تو وہ سر ہلا گیا۔

جنگیں کچھ قیمتی دے کر ہی جیتی جاتی ہیں اور یہ جنگ امرتسر کے دونوں راجکمار لے کر ہی یہاں کے لوگوں کی جھولی میں فتح ڈالے گی۔

مہرافروز فریدن بیگم کے ساتھ برتنوں کی ساخت کو تراشنے میں مصروف تھی جبکہ محل کے شاہی قاصد کو اپنے صحن کی جانب آتا دیکھ دونوں ماں بیٹی نے نظروں کا تبادلہ کیا۔ مٹی میں کام کرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ لتھڑے ہوئے تھے۔ فریدن کے کہنے پر وہ اٹھی اور پھر ہاتھ دھو کر اورنگ کی جانب بڑھ گئی۔ وہ ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا لفافہ پکڑے ہوئے تھا جبکہ کندھے پر موجود تھیلا کافی بھاری معلوم ہوتا تھا جیسے اسے ابھی کہیں اور بھی پیغام پہنچانے ہیں۔۔

"اندر آؤ اورنگ دین۔" اورنگ نے اس کی جانب وہ سیاہ لفافہ بڑھایا اور پھر اس بھوری آنکھوں والی لڑکی پر ایک اچٹتی نظر ڈالی جس کے ماتھے اور گالوں پر کہیں کہیں مٹی جم کر خشک ہو گئی تھی۔

"بہت شکریہ خاتون مگر ہمیں کہیں اور بھی جانا ہے۔" رسمی مسکراہٹ کے ساتھ وہ انکار کر گیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا محل سے مہارانی نے اماں کے لیئے بلاوہ بھیجا ہے؟" مہر افروز پہلے بھی مہارانی کے خطوط چمپا کے ہاتھوں لیتی رہی تھی اس لیئے اور نگ سے پوچھ بیٹھی۔

"راجکمار ابریز عالم نے خصوصی آپ کے لیئے پیغام بھجوایا ہے۔" شاہی قاصد کی بات پر اس کا چہرہ سرخ اناری ہوا۔

"میں چلتا ہوں۔" وہ ہاتھ کو سر تک لے جا کر سلام کر کے اس کی نظروں سے دور ہوتا چلا گیا۔ مہر لفافے کو اپنی مٹھی میں دبوچ کر صحن میں آئی تو فریدن بیگم کو اپنا منتظر پایا۔

"کیا ہوا کیا مہارانی بیگم نے بلاوا بھیجا ہے؟؟" مہر نے چند پل اپنی ماں کے سوالیہ چہرے کو دیکھا اور پھر نفی میں سر ہلا کر ان کے پاس بیٹھ گئی۔

"راجکمار ابریز عالم نے مجھے بلایا ہے لال باغ۔" فریدن بیگم کے لب حیرت سے پھیلے۔

"خیریت؟؟ مہر سنبھل کر مہارانی بیگم یہ سب قبول نہیں کریں گی. ہم ان کے مقابلے کے لوگ نہیں ہیں۔" وہ ماں تھی بھانپ گئی تھیں۔ انھیں اپنی بیٹی کے نصیب پر بیک وقت رشک بھی ہوا اور افسوس بھی۔

www.novelsclubb.com

مہر چپ چاپ گردن جھکائے صراحی کے سروں کو سنوارتی رہی۔اس کو خاموش پا کر وہ اٹھ کر باورچی خانے کا رخ کر گئیں۔

"مبارک ہو، لیکن جیسے تمھاری ماں میں وفا نہیں تھی ویسے ہی تم بھی کبھی اپنے ملک سے وفا نہیں کرو گے۔" بوڑھے آدمی کا کڑوا لہجہ اس کے اشتعال کو ہوا دے گیا۔

"ابا تم ہر بار میری ماں کو درمیان میں لے آتے ہو۔ تمھیں میری کوئی خوشی راس نہیں آتی۔" وہ چیخ کر بولا تو بوڑھا آدمی فرش پر پھیلی لکڑیوں کو سمیٹ کر رسی میں باندھنے لگا۔

"باپ ہوں تمھارا، مجھے خوشی ہے راجمکار نے تمھیں اپنا سپاہی خاص مقرر کیا ہے۔ لیکن جو حقیقت ہے مجھے وہ دکھائی دے رہی ہے۔" بوڑھا آدمی ہنوز سر جھکائے اپنے کام میں مگن تھا۔

باشلق نے غصے سے لوہے کے کمزور سے دروازے کو لات رسید کی اور پھر گھر سے باہر نکل گیا۔

"بھلا میں راجکمار سے غداری کیوں کروں گا؟ کیا ساری زندگی اپنی ماں کی غلطی کا ازالہ مجھے ہی کرنا پڑے گا؟" سر جھکائے وہ بڑبڑاتا ہوا لوگوں کے پاس سے گزرتا گیا تو لوگوں نے حیرت سے اس سر پھرے لڑکے کو دیکھا۔

باشلق زیب کی ماں کرسچن تھی، فیروز زیب کے ساتھ محبت کی شادی کرنے کے بعد اس نے اپنا مذہب بھی بدل لیا تھا۔ فیروز زیب اس وقت امرتسر کے مہاراجہ کی فوج کا کماندار تھا۔ جب فرنگیوں اور مسلمان کے درمیان جنگ ہوئی تو وہ سیدھی سادھی الیگزینڈرا بہت چالاک ثابت ہوئی۔ سپہ سالار کی کمان میں موجود جنگی حکمت عملی فرنگیوں کے حوالے کر کے وہ بے وفائی کے ساتھ ساتھ اپنا دو سالہ بیٹا بھی فیروز زیب کے حوالے کر گئی۔ وہ اپنے لوگوں کے ساتھ تو وفا نبھا گئی لیکن اپنی محبت کے منہ پر گہرا کالا کلنک لگا گئی۔

باشلق کی ماں کی غلطی نے امرتسر سے اس کا قابل حکمران اور سپہ سالار دونوں چھین لیئے تھے۔ باشلق کی گہری سبز آنکھیں اور سیاہ بال فیروز زیب کو الیگزنڈرا کی یاد دلاتے تھے اور بس یہیں اس بوڑھے آدمی کے زخم تازہ ہو جاتے۔

www.novelsclubb.com

مہاراجہ جہانداد عالم کی صحت ایک بار پھر سے بگڑ گئی تھی۔سلطان پور کے مہاراجہ نے اپنی فوجیں شہر کی فصیلوں اور امرتسر کے ارد گرد بھیجنا شروع کر دی تھیں۔بہروز عالم نے جانشین ہونے کی حیثیت سے کمان سنبھالنی تھی۔ابریز نے ایک لشکر تیار کر کے روانہ کر دیا تھا جبکہ دوسرا تیار بیٹھا تھا۔

بلآخر مہارانیوں پر وہ وقت بھی آ گیا تھا جب انھیں اپنے لختِ جگر امرتسر کی خاطر میدان جنگ میں پیش کرنے تھے۔

فرنگی فوجوں کی طرف سے خاموشی خوفناک تھی۔ایک طویل جنگ شروع ہونے والی تھی۔

مہر افروز کا گھوڑا لال باغ پہنچا تو ابریز پہلے سے ہی اس کا منتظر تھا۔شام کا نیم اندھیرا پھیلنے کو تھا جبکہ موسم سرد تھا تو فضا میں ہلکی دھند معلوم ہوتی تھی۔

www.novelsclubb.com

ابریز عالم نے آگے بڑھ کر اس کے سفید گھوڑے کی لگام تھامی اور پھر مہر افروز کا ایک ہاتھ پکڑ کر اسے نیچے اترنے میں مدد کی۔

"انتظار کروانے کی معذرت چاہتے ہیں راجکمار۔" اس نے چغے کی ٹوپی سر سے اتار کر پیچھے پھینکی تو اس کے خوبصورت بال واضح ہوئے۔

"اگر آپ روزانہ یوں ہی ہم سے ملنے آجائیں تو اتنا انتظار ہم آرام سے کر لیں گے۔" وہ ابھی تک اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔ مہر نے اپنا ابرو اچکا کر اس جانب اشارہ کیا تو وہ ہنس کر اس کا ہاتھ قدرے اونچا کر کے لبوں سے لگا گیا۔

ابریز نے پہلی بار اسے شرماتے ہوئے دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تو پھر بتائیں راجکمار آپ نے ہمیں کیوں بلایا؟" اب وہ دونوں ساتھ ساتھ ٹہل رہے تھے۔

"کیا آپ نے کل ہمیں نہیں کہا تھا کہ راجکمار بازار کا چکر لگایئے گا۔" مہر نے گردن ترچھی کر کے اسے دیکھا۔

"یعنی آپ نے سن لیا تھا۔ خیر یہ رہی آپ کی امانت۔" اس نے جیب سے سیاہ چمڑے کا تہہ شدہ حصہ نکالا اور پھر ابریز کی چوڑی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ مہر افروز کی انگلیاں اسے برف کی مانند لگیں۔

ابریز نے تجسس سے اسے کھولا تو اس کے چہرے پر ناگواری ابھری مگر ضبط کر کے ہمیشہ کی طرح مسکرا گیا۔

"آپ کو اچھا نہیں لگا۔" مہر افروز اس کے تاثرات پڑھ گئی تھی۔ ابریز ایک لمحے میں جان گیا تھا کہ یہ کس نے اور کب بنایا تھا.

"اگر آپ بناتیں تو ہمیں اچھا لگتا لیکن چھوڑیں۔" وہ بات بدل گیا۔

"راجکمار یہ جس نے بھی بنایا ہے وہ آپ سے لگاؤ رکھتا ہے۔" نمی کے چھوٹے چھوٹے ذرات اس کے سیاہ چغے پر واضح نظر آ رہے تھے۔

"ہمارے پاس اس وجود کے لیئے کوئی جذبات موجود نہیں ہیں۔"

اس کے دوٹوک انداز پر مہر خاموش ہو گئی۔ابریز عالم کے پاس واقعی ماہ پارہ کے لیئے کچھ نہیں تھا۔

"ہم آپ کو کچھ دینا چاہتے ہیں مہر افروز"۔وہ اب اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا،مہر کا دل زور سے دھڑکا۔

ابریز نے سرخ ململ کے کپڑے میں لپٹی شے نکالی تو مہر کی آنکھوں میں ستائش ابھری۔

وہ سفید رنگ کے موتیوں کی چار لڑیاں تھی جو ایک جانب کے سرے سے کلپ نما شے سے بندھی تھیں۔موتی اتنے چمکدار تھے کہ ان کی چمک آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی۔

"یہ بہت قیمتی ہیں راجکمار"۔ابریز نے وہ لڑیاں اس کے حوالے کیں تو بے اختیار بولی۔

"میرے لیئے کوئی شے بھی مہر افروز سے زیادہ قیمتی نہیں ہے۔"وہ اس کے چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیئے بولا۔

"اتنی دلکش باتیں آپ نے کہاں سے سیکھی ہیں راجکمار؟"موتی ابھی تک اس کے سفید ہتھیلی پر موجود تھے۔

"خود کو کبھی آئینے میں دیکھیں مہر افروز"۔وہ پھر سے کانوں تک سرخ ہو گئی۔

"اگر آپ اس کو پہنیں گی تو مجھے اچھا لگے۔"مہر افروز نے اسے واپس سے لپیٹ کر اپنے جیب میں ڈالا۔

"کچھ چیزیں خاص موقعوں کے لیئے ہوتی ہیں۔"

وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگی۔

"اور جانتے ہیں خاص موقعے کون سے ہوتے ہیں۔"وہ مڑ کر اس کے مقابل جا کھڑی ہوئی۔سر جھکا کر گلاب کے پودے کو دیکھا جس پر سرخ گلاب لدے پڑے تھے۔

"خاص موقعے وہ ہوتے ہیں جب کوئی خاص شخص آپ کی زندگی میں داخل ہوتا ہے یا جب آپ کسی محبت کرنے والے کی زندگی میں داخل ہوتے ہیں۔"وہ خاموش ہوئی تو ابریز نے جھک کر گلاب کے پھول کو شاخ سے جدا کیا۔

"اگر ہم جنگ سے کامیاب لوٹے تو یہ خاص موقع آپ کی اور ہماری زندگی میں ضرور آئے گا۔" مہر نے دبے لفظوں میں اس سے خواہش کا اظہار کیا تو اس نے اس کی تکمیل کا اشارہ دے دیا تھا۔

ابریز عالم اب اس کے گھنگریالے بالوں میں اس سرخ گلاب کو بڑی خوبصورتی سے لگا رہا تھا اور مہر۔۔۔۔مہر افروز شل کھڑی تھی۔

جنگ۔۔۔۔ایک اور امتحان۔۔۔مزید انتظار۔۔۔

ایک لفظ محبت تھا ایک لفظ جدائی

ایک وہ لے گیا ایک وہ دے گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وقت:8:54

امرتسر

www.novelsclubb.com

دن: سوموار

اگلا سورج طلوع ہوا تو پورا امرتسر وقت سے پہلے جاگ گیا تھا۔ فضا سوگوار معلوم ہوتی تھی۔ جنگ کا نقارہ بج چکا تھا۔

سفید راج محل کے احاطے میں فوجیں ہتھیاروں سے لیس تیار کھڑی تھیں۔ منبر پر پکھراج بیگم اور جہان آرا بیگم، جہانداد عالم کے ساتھ موجود تھیں۔ بہروز اور ابریز عالم لوہے کا جنگی لباس پہنے اپنے سپہ سالار کے ہمراہ کھڑے تھے۔

ماہ پارہ فیروزہ کے ساتھ ایک شان سے چلتی ہوئی وہاں آئی تو دونوں راجکماروں نے اس پر سرسری نگاہ دوڑائی۔

www.novelsclubb.com

"میرے امرتسر کے بہادر جوانوں اپنی سلطنت کی حفاظت کرنے کا وقت آگیا ہے۔" جہانداد عالم کے الفاظ پر سپاہیوں نے نعرہ تکبیر لگایا جو اعلان تھا کہ "ہم تیار ہیں."

بہروز عالم، پکھراج بیگم کے قریب ہوا اور پھر ان کا ہاتھ چوم کر ان کے گلے لگ گیا۔ پکھراج بیگم کافی دیر اسے سینے سے لگائے کھڑی رہیں۔

"اللہ آپ کو فتح نصیب کرے راجکمار۔آپ کی ماں آپ کا انتظار کرے گی۔" وہ بہروز کا ماتھا چوم کر بولیں تو پکھراج بیگم کے آنسو پر وہ قدرے بے چین ہوا۔

جہان آرا بیگم سے ملنے کے بعد زندگی میں پہلی بار جہانداد عالم نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

"آپ ہمارا دائیاں بازو ہیں بہروز عالم۔فاتح بن کر لوٹیئے گا۔"

سپہ سالار جہانگیر نے اسے تلوار پیش کی جسے وہ کمر کے گرد باندھنے لگا۔ماہ پارہ کے قریب وہ چند پل رکا اور پھر آگے بڑھ گیا۔

ابریز جہان آرا سے مل کر پکھراج بیگم کے قریب آیا تو وہ آگے بڑھ کر اس کا ماتھا بھی چوم گئیں.

"اللہ آپ کو کامیاب کرے۔میرے بیٹے ہم بہروز کو آپ کے پاس امانت کے طور پر سونپتے ہیں۔" وہ ماں تھی ان کا دل بول رہا تھا۔

"آپ بے فکر رہیں والدہ۔" جہانداد عالم نے اسے بوسہ دے کر اپنی تلوار پیش کی تھی۔اور ماہ پارہ پر اس نے فقط ایک نظر ڈالی تھی۔

باشلق بھی اس کے پیچھے تیار کھڑا تھا۔

کچھ دیر بعد امرتسر کے راجکمار پیچھے رہ جانے والوں کے دل اپنے ہمراہ لیئے وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔

جہان آرا بیگم نے خادماؤں سے کہ کر ان کا صدقہ غریبوں میں بانٹ دیا تھا۔

"مہاراج اب آپ اندر چلیں۔آپ کی دوا کا وقت ہونے والا ہے۔" پکھراج بیگم نے انھیں بازو سے تھاما تو وہ انکار نہ کر پائے۔

پہرے پر کھڑے سپاہیوں نے راج محل کے دیو قامت دروازے بند کر دیئے۔اب کی بار جب یہ کھلیں تو کیا قیامت لائیں گے؟؟انتظار کرنا تھا۔

دوسری جانب جب سپاہیوں کا قافلہ بازار سے گزرا تو لوگ انھیں دعاؤں کے سائے میں رخصت کرنے لگے۔کئی نوجوان خوشی سے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

مہر افروز دونوں ہاتھ لکڑی کی ریلنگ سے ٹکائے، سپاٹ چہرہ لیئے بالکنی میں کھڑی تھی۔

"مہر افروز راجکمار تشریف لا رہے ہیں."

چمپا نے جب اسے آواز دی تو وہ چونکی۔

سیاہ گھوڑے پر وہ پوری شان سے آگے بڑھ کر سپاہیوں کی قیادت کر رہا تھا۔

نظریں ملیں تو کئی امڈتے جذبوں کا ٹکراؤ ہوا۔ مہر افروز کی بھوری آنکھوں میں ارتعاش پیدا ہوا۔

ابریز عالم نے اپنا دائیاں ہاتھ دل کے مقام پر رکھا اور سر کو اس کے آگے خم کیا۔

مہر افروز نے بھی جواباً اپنی آنکھیں اور پلکیں بیک وقت جھکائیں۔

امرتسر کا راجکمار ہر چیز سے بے نیاز ہو کر گردن اٹھائے بالکنی میں کھڑی اپنی شہزادی کو فرصت سے دیکھنے میں مصروف تھا۔ کون جانتا تھا کہ دوبارہ یہ لمحے آئیں گے یا نہیں۔

وہ جا چکا تھا اور وہ وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔

دن: منگل

وقت: 4:40

ہری سنگھ اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ میدان جنگ میں موجود تھا۔دوسری جانب بہروز عالم بھی اپنے جانثاروں کے ساتھ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا۔فضا میں سپہ سالاروں کی للکار گونجی تو تو دونوں لشکر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔فضا میں دھواں،خون کی مہک ،گھوڑوں کی ہنہناہٹ پھیل گئی۔دونوں جانب کے سپاہی ایک دوسرے کو بے دردی سے کاٹنے میں مصروف تھے۔لیکن وہاں ایک ایسا گروہ بھی موجود تھا جو ان دونوں پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

جیسے غار میں چھپا شیر بھاگتے دوڑتے ہرن کو اپنی زندگی کے دن پورے کرتے دیکھتا ہے۔

جہانداد عالم بستر پر نیم دراز تھے جب جہان آرا بیگم طبیب کے ہمراہ ان کے کمرے میں داخل ہوئیں۔

"طبیب صاحب آپ معائنہ شروع کریں." وہ تھوڑا پیچھے ہٹ کر کھڑی ہوئیں تاکہ معالج کو کوئی دکت نہ ہو۔

معالج نے پہلے ان کے آنکھوں کے پپوٹے اٹھا کر دیکھا اور پھر ان کے کلائی کو اپنی گرفت میں لے کر چند پل اسے ٹٹولا۔

"کیا حالات ہیں؟" وہ متفکر متفکر سی پوچھنے لگیں تو معالج مایوس سا نفی میں سر ہلا کر پیچھے ہٹ گیا۔

www.novelsclubb.com

"مہارانی بیگم بیماری اپنا زور پکڑ چکی ہے۔ کچھ ادویات ہم آپ کو بتا دیتے ہیں جو آپ انھیں طبیعت بگڑنے پر استعمال کروا سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس اس بیماری کا کوئی حل نہیں ہے۔"

جہان آرا بیگم نے جہانداد عالم کا بیماری سے پیلا اور کمزور پڑا چہرہ پریشانی سے دیکھا۔

"شکریہ آپ کا طبیب صاحب۔چندن بائی آپ کو رخصت کر دیں گی۔"چندن بائی معالج کو ساتھ لے کر کمرے سے نکل گئیں تو جہان آرا بیگم ان کے سرہانے بیٹھ گئیں۔

"ہم بہت کمزور پڑ چکے ہیں جہانداد۔ہمارے بیٹے میدان جنگ میں دشمنوں سے نبرد آزما ہیں۔اور آپ کی بیماری نے ہمیں مزید غمگیں کر دیا ہے۔"جہان آرا نے اس کے ماتھے کو چوما تو وہ برف کی مانند یخ ہو رہا تھا۔

محل کے در و دیوار تو ابھی اس سے بڑے غم کے شاہد بننے والے تھے۔۔۔

دو دن ہونے کو آئے تھے وہ بچوں کو ان کا معمول کا کام کروا کر اپنے کمرے میں بند ہو جاتی۔گھر میں کتابوں کا مطالعہ کرتی یا کبھی کبھار فریدن کا کام ہاتھ بٹا دیتی۔

چمپا کو آج مہارانی پکھراج نے امرتسر کی عورتوں کو محل بلانے کو بھیجا تھا اس لیئے وہ صبح کی بازار آئی بیٹھی تھی۔

"آپا مہر افروز دکھائی نہیں دے رہی؟" چمپا نے گھڑے سے پانی کا گلاس انڈیلا اور پھر صحن میں پڑی چارپائی پر بیٹھ کر گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔

"وہ اپنے کمرے میں ہے چمپا۔ تم بتاؤ خیریت سے آنا ہوا؟" دال سے کنکر چنتی فریدن نے سرسری نظر اٹھا کر گلی میں کھیلتے بچوں کو دیکھا۔

"خیریت ہی ہے۔ بس فریدن آپا اپنا کام چلتی سے نبٹا لو پکھراج بیگم نے محل بلایا ہے۔" چمپا کی بات پر فریدن نے تھال ایک جانب رکھا۔

"تم فکر مت کرو دوپہر ہونے سے پہلے میں محل پہنچ جاؤں گی اگر بگھی وقت پر مل گئی تو۔" چمپا گلاس وہیں رکھ کر سیڑھیاں چڑھتی گئی۔

مہر تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی اس کی نظریں ہاتھ میں موجود کتاب پر جمی تھیں مگر دماغ کہیں اور تھا۔

"کیسی ہو مہر افروز؟ بازار نہیں آئی تو سوچا تمھیں دیکھتی چلوں۔" چمپا مسکرا کر اس کے قریب ہو بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

"تم اپنی سناؤ محل سے کوئی خبر؟"اس نے کتاب بند کر کے گود میں رکھی اور پھر چمپا کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا۔

"تین دن ہونے والے ہیں لیکن راجکماروں کی جانب سے کوئی خبر موصول نہیں ہوئی مہر افروز".وہ رازداری سے بولی تو مہر نے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر گہری سانس لی۔

"خیر اللہ بہتر کرے گا۔میں ابھی بازار جاؤں گی کچھ دیر تک۔"جیسے اپنے اگلے اقدام کا بتا رہی ہو، چمپا بھی مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

مہر افروز نے خاموش راج محل پر پراسراریت پھیلتے دیکھی۔

"فیروزہ قاصد کو بلاؤ ہمیں راجکمار کو پیغام بھیجنا ہے۔"ماہ پارہ نے فیروزہ کو اشارہ کیا تو وہیں خاموش کھڑی رہی۔

"ہم نے کیا کہا ہے آپ سے؟؟سنائی نہیں دیا آپ کو؟؟"اسے یوں بت بنا دیکھ کر وہ سیخ پا ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"راجکماری شاہی قاصد راجکمار کے بلاوے پر آج صبح ہی محل سے روانہ ہو گیا ہے۔جب وہ واپس آئے گا تو ہم آپ کو خبر کر دیں گے۔"فیروزہ کی بات پر ماہ پارہ کے تنے تاثرات ڈھیلے پڑنا شروع ہو گئے۔

"ٹھیک ہے جا سکتی ہو تم۔"اس نے ہاتھ سے تخلیہ کا اشارہ کیا تو فیروزہ مضطرب سی کچھ بولنے کا سوچتی رہی۔

"کہو جو کہنا چاہتی ہو فیروزہ۔"فیروزہ کو کچھ ڈھارس ملی۔

"راجکماری آج محل میں وہ لڑکی مہر افروز بھی آئے گی۔"فیروزہ خاموش ہوئی تو اس کی جانب پشت کیئے کھڑی ماہ پارہ کی بھنویں اوپر کو اٹھیں۔

"بہت خوب فیروزہ۔تو پھر ایک ملاقات کا شرف انھیں بھی بخشنا چاہیئے۔"لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ لیئے وہ حرم کی جانب چلی گئی۔

---

www.novelsclubb.com

اس نے شاداب نیلے اور سیاہ رنگ کے امتزاج والا لباس پہن رکھا تھا۔ بھورے بالوں پر سیاہ رنگ کا رومال باندھا گیا تھا جبکہ آج اس کے بالوں میں چنبیلی کی لڑیوں کے بجائے سفید موتیوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں۔ بازار میں کافی رونق لگی ہوئی تھی۔

کچھ بچے ہاتھوں میں لکڑیوں کی تلواریں پکڑے ایک دوسرے کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے۔ ولی نے اپنی تلوار سے عبدل پر حملہ کیا تو ننھے عبدل نے اپنا بھرپور دفاع کیا لیکن اس دفاع کے نتیجے میں ولی راموچاچا کے ٹھیلے سے کپڑے کے تھان خریدتے ایک فرنگی نوجوان سے جا ٹکرایا۔

تھان ٹھیلے کے سرے پر موجود تھا جس کو اس نوجوان نے ہاتھ میں نہیں پکڑ رکھا تھا اس لیئے وہ سفید کپڑا ٹھوکر لگتے ہی نیچے جا گرا اور نیچے موجود گیلی مٹے سے خراب ہو گیا۔

ولی اور عبدل گڑبڑا کر احمد کے پیچھے جا چھپے جو اس فرنگی نوجوان کے بگڑے تیور دیکھ کر ان کی مدد کو آیا تھا۔۔

www.novelsclubb.com

"تمھیں دکھائی نہیں دیتا بچے؟ کیا بازار کھیلنے کی جگہ ہے؟" وہ حلق کے بل چلا کر بولا تو ننھے بچے مزید سہم گئے۔

رامو چچا نے آگے بڑھ کر وہ تھان واپس اٹھایا اور پھر مٹی کے دھبے لگے کپڑے کو افسوس سے دیکھا۔

وہ فرنگی نوجوان آگے بڑھا اور ولی کو بازو سے پکڑ کر احمد کے پیچھے سے نکال لایا۔

"میں نے اس تھان کی بھاری قیمت ادا کی ہے۔ اس بچے کی غلطی کی وجہ سے کیا اب میں اس بوسیدہ اور گندے کپڑے کو خرید کر ساتھ لے کر جاؤں؟" ولی کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرنے لگے۔ احمد نے رامو چچا کو دیکھا جو سر جھکائے کھڑے تھے جیسے وہ اس معاملے کو نہیں سلجھا سکتے۔

یکایک کوئی نسوانی وجود بھیڑ کو چیرتے ہوئے آگے بڑھا اور پھر اس لڑکی نے ایک زوردار تھپڑ اس فرنگی نوجوان کے منہ پر دے مارا۔ تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ اس کا گال سنسنا اٹھا۔

مہر افروز نے ولی کو اس کی گرفت سے چھڑا کر اپنے پیچھے کیا۔

اس فرنگی نوجوان نے اپنے سامنے کھڑی آنکھوں میں چنگاریاں لیئے لڑکی کو دیکھا جو اسے کچا چبا جانے والی تھی۔

"کیا فرنگیوں کا امرتسر کی عوام سے دل نہیں بھرا جواب وہ چھوٹے بچوں کو نشانہ بنا رہے ہیں۔" وہ بولی تو آواز جلا کر راکھ کر دینے والی تھی۔

"یہاں پر خریدار کی حیثیت سے آئے ہو تو خریداری کرو، یہاں کا حاکم بننے کی کوشش مت کرو۔" اس نے سرخ نگینہ پہنے انگلی اٹھا کر اسے دھمکایا تو وہ ششدر سا گال پر ہاتھ دھرے اسے دیکھتا رہا۔

"یہ بازار تمھارا نہیں ہے جو تم ہمیں بتاؤ گے کہ بازار کھیلنے کی جگہ ہے یا نہیں؟" وہ مزید بولی تو ہر جانب سکوت چھا گیا۔

مہر افروز نے ٹھیلے سے کپڑے کا تھان اٹھا کر احمد کے حوالے کیا اور پھر جیب سے سکے نکال کر اسے کے سینے پر دے مارے۔

"آئندہ کبھی یہاں کے کسی دکاندار یا بچے پر اپنا رعب جماتے نظر آئے تو پھر امرتسر آنا بھول جانا۔" وہ فرنگی نوجوان ویسے ہی بت بنا کھڑا رہا۔ مہر افروز نے احمد کو بچوں کو وہاں سے لے جانے کا اشارہ کیا۔

تماشائی اور رش چھٹنے لگا تھا۔ وہ سرخ چہرے والی لڑکی رامو چاچا کو ٹھیلا وہاں سے ہٹانے کا کہہ رہی تھی۔

مائیکل سمتھ نے نیچے گرے سکوں کو دیکھا اور پھر جھرجھری لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

مہر افروز نے ایک ناقدانہ نظر نیچے پڑے سکوں پر ڈالی اور پھر رامو چاچا سے مخاطب ہوئی۔

"رامو چاچا میں کل ابراہیم بابا کو کہہ کر آپ کے ٹھیلے کے لیئے جگہ اور دکان مختص کروا دوں گی تاکہ روز روز کا تماشا ختم ہو۔" اس کے تھان، ایک جانب اکھٹے کرتے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔

"بٹیا ہم کمزور لوگ ہیں۔ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔" وہ کمزور سے لہجے میں بولے تو مہر افروز کی تیوری پھر سے چڑھی۔

"ہم کمزور لوگ نہیں ہیں رامو چچا۔ یہ ہمارا دیس ہے، کوئی غیر ملکی ہم پر اپنی اجارہ داری قائم نہیں کر سکتا۔" وہ خاصی بلند آواز میں بولی تھی۔ ارد گرد سے گزرتے لوگوں نے اس کی بات بغور سنی تھی۔

"غلامی ہمارے خون میں شامل نہیں ہے." تھان سمیٹ کر وہ وہاں سے چلی آئی۔ رامو چچا نے فخر اس کی پشت کو دیکھا اور پھر سے کام میں متوجہ ہو گئے۔

"اگر چمپا اسے امرتسر کی شیرنی کہتی تھی تو ٹھیک ہی کہتی تھی۔"

باغیچے میں موجود حوض کے ایک جانب حرم کی عورتوں کے لیئے بیٹھنے کا وسیع انتظام موجود تھا۔ سرخ دبیر قالین زمین پر نفاست سے بچھائے گئے تھے۔ قالین کے اوپر ایک لکڑی کی مسہری لگائی گئی تھی جس پر پکھراج بیگم پوشاک پھیلائے بیٹھی تھیں۔

قالین پر پکھراج بیگم کے بلاوے پر آنے والی خواتین بیٹھی تھیں۔ خادمائیں ان کے سامنے سلک اور ململ کے خوبصورت کپڑے رکھ رہی تھیں جن پر وہ بڑی مہارت سے کڑھائی کر رہی

تھیں۔کچھ ان کپڑوں پر گوٹے اور موتی ستارے لگا رہی تھیں جبکہ باقی ان کو سلائی کرنے میں مصروف تھیں۔

فریدن بیگم بھی ایک تھان کو اٹھائے اس کی لمبائی ماپ رہی تھیں جب ماہ پارہ وہاں چلی آئی اور انھیں مخاطب کیا۔

"فریدن آپا مہر افروز نظر نہیں آ رہیں؟" پکھراج بیگم نے مسکرا کر اس کا استقبال کیا جبکہ فریدن بیگم کے ہاتھ سے کپڑا چھوٹتے چھوٹتے بچا۔

"راجکماری شائید مہر بازار سے دیر سے لوٹی ہو گی اس لیئے محل نہیں آ سکی۔" ان کے بولنے سے پہلے ہی چمپا دونوں ہاتھ سامنے کی جانب باندھ کر سر جھکا کر بولی۔

"ہمیں نہیں لگتا تھا کہ وہ مہارانی کے بلاوے کو یوں رد کریں گی." فریدن بیگم نے گڑبڑا کر مہارانی کو دیکھا، کپڑا ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔چمپا بھی گھبرا گئی تھی مگر پکھراج بیگم کے لبوں سے مسکراہٹ جدا نہ ہوئی۔

"کوئی بات نہیں ویسے بھی جوان لڑکیاں کہاں ایسے سلائی کڑھائی والے کام کرتی ہیں۔" پکھراج بیگم نے وہاں سب کی مشکل آسان کر دی تھی۔ فریدن بیگم نے پر سکون سانس لی۔

"زینب، راجکماری اب ہمارے درمیان موجود ہیں۔ تم اب ان کا ناپ لے سکتی ہو۔" ماہ پارہ کے چہرے پر ایک اذیت ناک تاثر ابھرا تاہم سب کو اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ اسے مسکرا کر پس پشت ڈال گئی۔

فریدن بیگم نے ہاتھ کے اشارے سے چمپا سے مہر کا پوچھا تو وہ ہونٹ لٹکا کر کندھے اچکا گئی۔

www.novelsclubb.com

"ایک تو یہ لڑکی۔" وہ پھر بڑبڑا کر مہارانی سا کی باتیں سننے لگیں۔

ایک ہفتے بعد

دن: بدھ

شام کے پھیلتے اندھیرے گہرے ہوئے تو سپاہی چھاؤنی میں لوٹنے لگے۔ بہروز سپہ سالار جہانگیر کے ساتھ خیمے میں موجود تھا جب ابریز اندر داخل ہوا۔ وہ دونوں نقشے پر جھکے اگلی چلے جانے والی چال کی حکمت عملی طے کر رہے تھے۔

"بھائی جان کل دن ہمارے لیئے فتح کا دن ہو گا۔ ہم اپنے حدف کے بہت نزدیک ہیں۔" وہ پر جوش سا بولا تو بہروز بھی مسکرا دیا۔ جنگ کی دھول مٹی نے ان کے رنگ روپ پر گہرا اثر ڈالا تھا۔

"کیا میں اندر آ سکتا ہوں راجکمار؟"

"آ جاؤ اورنگ دین۔" ابریز کی اجازت ملتے ہی وہ اندر داخل ہوا۔

"اچھا کیا تم نے ابریز جو شاہی قاصد کو بلوا لیا تھا۔ ہم بھی محل پیغام بھجوانے کا سوچ رہے تھے۔" وہ اورنگ سے قلم اور دوات لے کر کرسی پر بیٹھا اور پھر خط تحریر کرنے لگا۔

"جہانگیر، باشلق کے زخم اب کیسے ہیں؟؟ اور ہمارے پاس کتنے سپاہی موجود ہیں؟ کیا ہمیں اور فوج منگوانی پڑے گے؟" ابریز نے جہانگیر سے استفسار کیا تو وہ تفصیل بتانے لگا۔ یہیں

www.novelsclubb.com

سے اگر ہری سنگھ کی چھاؤنی کا رخ کریں تو وہاں افراتفری مچی تھی۔بے شمار زخمی زمین پر پڑے کراہ رہے تھے۔آدھے سے زیادہ فوج ان کی تتر بتر ہو گئی تھی۔

"ہریش ناتھ کمانڈر سٹیفن سے رابطہ کرو، معاملات ہمارے ہاتھ سے نکل رہے ہیں۔"ہری سنگھ کا لہجہ شکست خوردہ تھا۔

"مہاراج فکر مت کریں کل کا ابھرنے والا سورج ہمارے حق میں ہو گا۔"سپہ سالار نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دے کر کہا تو ہری سنگھ مسکرایا۔

"یعنی دشمن، اپنے دشمن کو شکست دینے کے لیے ہمارا ساتھ دینے کو تیار ہے۔"

اورنگ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا تو اس کے ذہن کے پردے پر بھوری آنکھوں والی لڑکی کا سراپا ابھرا۔

"اورنگ دین امرتسر پہنچتے ہی سب سے پہلا مکتوب آپ مہر افروز کو دیں گے۔"ابریز عالم کا کچھ دیر پہلے کا فقرہ اس کے کانوں میں گونجا تو وہ سر جھٹک کر گھوڑے کو ایڑ لگا گیا۔

اورنگ ابھی ابھی اسے ابریز کا مکتوب دے کر گیا تھا اور وہ اسے ہاتھوں میں پکڑے بالکنی میں کھڑی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کا ٹھنڈا جھونکا ماحول کے ساتھ ساتھ مہرافروز کی روح کو بھی سرشار کر گیا۔ اس کی خبر آنے کے بعد مہر کو ہر چیز معطر معطر لگ رہی تھی۔

سفید ہاتھوں نے جب اس خط کو کھولا تو پہلی سطر پر نظر پڑتے ہی وہ کھل اٹھی۔

پیاری مہرافروز

"امید کرتا ہوں آپ خیریت سے ہوں گی۔ یقین جانیں یہ خون سے رنگا میدان جنگ بھی دل سے آپ کی یاد کو نہیں نکال پایا۔ اگر اللہ نے چاہا تو ہم اس کٹھن وقت سے گزر کر پھر سے ملیں گے۔ امرتسر ہماری محبت کو پروان چڑھتا ہوا ضرور دیکھے گا۔

کل کے دن ہم جنگ کے اختتام کی جانب بڑھیں گے۔

جانتا ہوں آپ کی دعاؤں کا کچھ حصہ میرے لیئے ضرور مختص ہو گا۔ اپنا خیال رکھیئے گا اور اگلی خبر کا انتظار کریئے گا۔ تقدیر کا کسی کو معلوم نہیں ہوتا اس لیئے آپ کو کسی بھی متوقع خبر کے لیئے تیار رہنا چاہیئے، ہو سکتا ہے اگلے مکتوب میں آپ کو ہماری شہادت کی خبر ملے۔ اگر ہم

شہادت کے رتبے پر فائز ہو گئے تو آپ ہمارا دیا ہوا تحفے پہن کر ہمیں آخری بار دیکھنے ضرور آیئے گا مہر افروز۔"

راجکمار ابریز عالم۔

مہر افروز کی آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے۔اس نے لبوں کو دانتوں تلے دبا کر اپنے جذبات پر بندھ باندھا۔

"اللہ آپ کو فتح سے سرفراز کرے راجکمار"اس نے جب بھیگی پلکیں لیئے مشعل جلائی تو اس کی آنکھیں بڑا خوبصورت منظر پیش کر رہی تھیں۔

اب اسے جواب لکھنا تھا۔

پیاری والدہ حضور

www.novelsclubb.com

"اللہ آپ کو صحت اور ایمان کی بہترین حالت میں رکھے۔آپ سے ملنے کو دل بے قرار ہے لیکن ہماری ذمہ داری ہماری خواہشات سے بڑھ کر ہے۔اداس مت ہویئے گا والدہ حضور ہم بلکل خیریت سے ہیں۔اللہ مہاراج جہانداد عالم کی سلطنت کو دوام بخشے۔

کل اگر اللہ نے چاہا تو ہم میدان جنگ میں اپنے آخری حربے آزمائیں گے۔

والدہ! اگر ہم غازی بن کر نہ لوٹے تو صبر کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑیئے گا، شہادت کا رتبہ بھی نصیب والوں کو ملتا ہے۔

آپ کا راجکمار

بہروز عالم۔

www.novelsclubb.com

مکتوب ختم ہوا تو پکھراج بیگم پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں۔صبر کرنا اتنا آسان ہوتا تو لوگوں کو غم تکلیف نہ دیتے۔دل ڈوب ڈوب کر ابھر رہا تھا آخر کار یہ رات پکھراج بیگم کے لیئے بہت طویل ہونے والی تھی۔

رات ہوتے ہی امرتسر کے موسم کے تیور بگڑنے لگے۔ تند و تیز طوفان جب لوہے اور لکڑیوں کے کھڑکیوں دروازوں سے ٹکراتا تو ماحول مزید وحشت ناک ہو جاتا۔

مہر افروز جب فریدن بیگم کے کمرے میں پہنچی تو وہ مشعل جلائے نماز پڑھنے میں مصروف تھیں۔ ہوا کا ایک سرسراتا ہوا جھونکا آیا تو مشعل بجھ گئی۔ اس نے آگے بڑھ کر کھڑکیوں کے پٹ بند کیئے اور پھر دیا سلائی سے مشعل روشن کی۔ فریدن بیگم کے نماز سے فارغ ہونے تک وہ وہیں رک گئی۔

"اماں مجھے ایک ضروری کام سے محل جانا ہے۔ چمپا کو ساتھ لے جاؤں گی۔" اپنی بات کہہ کر وہ نیم اندھیرے میں فریدن بیگم کے تاثرات کھوجنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"موسم کے تیور دیکھے ہیں مہر افروز؟ صبح چلی جانا، اس وقت خطرہ مول لینے کی ضرورت نہیں۔" وہ جائے نماز طے کر کے اٹھیں اور پھر باہر سے چمکتی بجلی اور گرجتے بادلوں کی جانب اشارہ کر کیا۔

"اماں صبح کا انتظار نہیں کر سکتی۔اور آپ فکر مت کریں جلد آجاؤں گی۔"فریدن بیگم نے آنکھوں میں التجا لیئے اپنی بیٹی کو دیکھا۔

"چمپا کو ساتھ لے کر جانا۔"ماں کی اجازت ملتے ہی وہ سفید چادر اپنے گرد لپیٹ کر صحن میں نکلی آئی۔

طوفان کے ساتھ ساتھ اب ہلکی ہلکی بوچھاڑ بھی شروع ہو چکی تھی مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔اس کے گھر کی ایک گلی چھوڑ کر چمپا کا گھر تھا مگر وہاں پہنچنے تک وہ مکمل بھیگ گئی تھی۔

اس نے ٹھٹھرتے ہاتھوں سے لکڑی کا دروازہ کھٹکھٹایا تو دروازہ کھولتی چمپا کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔رات کے اس پہر بپھرے ہوئے موسم میں مہر کو یوں اپنے دروازے پر بھیگا کھڑا دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت در آئی۔

"اندر آجاؤ جلدی۔"وہ آگے سے ہٹی تو مہر افروز نے اندر آتے ہی بھیگی شال سر سے اتاری اور پھر کمر کے گرد موجود جیب سے ایک لفافہ نکالا جو کسی حد تک خشک تھا۔

"شکر ہے یہ بھیگنے سے بچ گیا۔"چمپا اس کے لیئے خشک کپڑا لائی۔

"مہرا تنی رات کو یہاں آنے کا سبب معلوم کر سکتی ہوں؟"اب وہ کپڑے سے اپنے بال رگڑ رہی تھی۔

"چمپا ہمیں شاہی قاصد کو مکتوب پہنچانا ہے تاکہ وہ اسے راجکمار ابریز تک پہنچا سکے۔"وہ خاموش ہوئی تو چمپا سر پیٹ کر رہ گئی۔

"مہر اس موسم میں ہم محل کیسے جائیں گے؟"ایک تو اس کی سر پھری دوست۔

مہر نے چمپا کی جانب دیکھ کر ایک بھنواں اچکایا۔

"گھوڑے پے"۔اور پھر مسکرا دی۔

"یا اللہ مہر افروز۔"چمپا نے دونوں ہاتھ جلنے والے انداز میں اوپر کو اٹھائے اور پھر پیر پٹختی کوٹھڑی میں گھس گئی جب وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں دو سیاہ چغے تھے۔

کچھ دیر بعد وہ بازار کی ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری گلی پار کر رہی تھیں۔

چمپا ہاتھ میں مشعل اٹھائے آگے آگے تھی جبکہ مہر افروز اس کے پیچھے تھی اصطبل میں موجود گھوڑوں کو دیکھتے ہی چمپا تو ناک چڑھا گئی۔

مہر نے اپنے سفید گھوڑے کی لگام تھامی اور پھر ایک جھٹکے سے اس پر سوار ہوئی۔

"چمپا مشعل مجھے دو اور گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔" بڑھی ہوئی مشعل کو مہر نے پکڑا اور چمپا بھی آنکھیں بند کر کے اس پر سوار ہو گئی۔

"صرف تمھارے لیئے میں زندگی میں پہلی بار گھوڑے پر سوار ہوئی ہوں۔"

"برسات زیادہ نہیں تھی لیکن طوفان زوروں پر تھا۔ وقفے وقفے سے چمکتی بجلی اور اوپر سے مہر افروز کا گھوڑے کو اڑانا، الامان۔ چمپا کا نازک دل تو حلق میں آ گیا تھا۔

ابھی وہ محل سے قدرے دوری پر تھیں کہ انھیں دور سے کچھ جلتی مشعلیں اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سنائی دی۔

"ہمیں محتاط رہنا چاہیئے مہر". چمپا گھوڑے سے اتری تو مشعل بجھ چکی تھی۔

"فکر مت کرو۔یہ محل کے ہی سپاہی ہیں۔"کچھ ہی دیر کے انتظار کے بعد سپاہی ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔انھوں نے شاہی قاصد کو بھی ساتھ دیکھا۔

مہرافروز کو گھوڑے پر دیکھ کر اورنگ دین گھوڑے سے اتر کر اس کے قریب چلا آیا۔

"مہرافروز آپ اس وقت یہاں؟؟"کیا تھی وہ لڑکی جب سے ملی تھی اسے حیران کر رہی تھی۔

"ہم آپ ہی کے منتظر تھے اورنگ دین۔"اس نے ایک سیاہ کپڑے میں لپٹا مکتوب اس کے حوالے کیا تو وہ سمجھ کر سر ہلا گیا۔

"امید کرتی ہوں آپ اس کو بحفاظت راجکمار تک پہنچا دیں گے۔"اس نے گردن اٹھائی تو چغے کی ٹوپی سے اس کے ہلتے لب جھلکے۔

"آپ فکر مت کریں۔ہم اپنی زمہ دار سے باخوبی واقف ہیں۔"ایک سحر تھا اس لڑکی کی شخصیت میں جو اورنگ کو ہمیشہ جکڑ لیتا تھا۔وہ مڑا اور پھر ایک سپاہی سے جلتی مشعل لے کر چمپا کی جانب بڑھائی۔

"اب آپ واپس جاسکتی ہیں۔ موسم مزید خراب ہو رہا ہے دیر مت کریں۔" بجلی چمکی تو گھوڑے پر بیٹھی مہر افروز کا وجود واضح ہوا۔ سیاہ چغہ جو بارش سے بھیگا ہوا تھا۔ اس پر کچھ کیچڑ کے چھینٹے بھی موجود تھے۔ جبکہ سر مکمل ڈھکا ہوا تھا۔

"اللہ تمھاری حفاظت کرے۔" چمپا سوار ہوئی تو اس نے ایک آخری نظر اورنگ پر ڈال کر ایڑ لگا دی۔

بارش میں بھیگتا اورنگ دین اس کے فسوں میں کھو گیا۔

دن: جمعرات

وقت: 7:23

امرتسر کا اگلا سورج پھوٹا تو بارش کو لگے تقریباً بارہ گھنٹے گزر گئے تھے اور وہ ہنوز جاری تھی۔ سفید محل دھل کر نکھر گیا تھا۔ بازار کی گلیوں میں موجود پانی میں بچے لکڑی کی بنی چھوٹی چھوٹی کشتیاں کو ہاتھوں سے چلا رہے تھے۔ موسم مزید سرد ہو گیا تھا۔ کسی قہوہ خانے میں

www.novelsclubb.com

باورچی نے کپ میں قہوہ انڈیلا تو اس کی خوشبو باہر سے گزرتے لوگوں کے دل للچا گئی۔ نان بائی تیزی سے ناشتے کے لیئے پراٹھے بنانے میں مصروف تھا۔

پھول فروش نے اپنے ڈھکے ٹھیلے کا ترپال کھینچا تو اس پر رکا بارش کا پانی ایک چھپاکے کے ساتھ زمین پر موتیوں کی مانند بکھر گیا۔

تاجر اپنی اپنی دکانیں کھول رہے تھے۔ مہر افروز آج سارے بچوں کو لال باغ لے جانے کا ارادہ رکھتی تھی سو صبح بازار چلی آئی۔ بازار کی رونقیں اس کا دل نہار گئیں۔ ابراہیم چچا کی دکان پر سارے بچے بھیڑ بنائے کھڑے تھے اور وجہ ابراہیم چچا کا بیس سالہ بیٹا ایوب تھا جو انھیں کشتیاں بنا بنا کر دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ مسکرائی اور پھر اپنی پشت کے پیچھے کشتیاں چھپائے احمد سے ایک کشتی اچک لی۔

"مہر افروز باجی؟" وہ سب حیرت سے اس کی جانب مڑے اور پھر ان کے معصوم چہروں پر خوشیاں ابھر آئیں۔

"چلو سب تیار ہو جاؤ۔لال باغ چلتے ہیں۔"مہر کے بولنے کی دیر تھی وہاں سب بھاگم بھاگ اس کے ساتھ ہو لیئے۔

ان سب کے جاتے ہی ایوب نے شکر کی سانس لی۔

دونوں جانب ہزاروں کے لشکر ہونے کے باوجود میدان جنگ میں ہو کا عالم تھا۔بہروز نے اپنے سپاہی کو اشارہ کیا تو اس نے دوربین سے ہری سنگھ کے اپنی جانب آتے لشکر کو دیکھا۔

"راجکمار وہ ہماری جانب اپنی پوری قوت سے آرہے ہیں۔"سپاہی کے کہتے ہی سب چوکنے ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

"ابریز آپ باشلق کے ساتھ دائیں اور بائیں جانب سے ان پر حملہ کریں گے جبکہ ہم اور جہانگیر ان کا سامنے سے مقابلہ کریں گے۔"بہروز کے حکم دیتے ہی سپاہی مخالف سمتوں میں بکھر گئے۔

سورج کے سامنے بادلوں کا پردہ پڑا تو میدان میں اڑتی دھول مٹی سے ماحول مزید وحشت ناک ہو گیا۔

تیر انداز گھات لگا کر بیٹھ گئے تھے۔ لشکروں کا ٹکراؤ ہوتے ہی تیر اندازوں نے کئی سورما گرائے۔

دونوں جانب کی پیاسی تلواریں خون سے پیاس بجھا رہی تھیں۔

"آؤ راجکمار میرا مقابلہ کرو۔ تمھارا سر میں اپنے مہاراج کو تحفے میں پیش کروں گا۔" ہریش ناتھ نے ابریز کو للکارا کر اپنی تلوار سے حملہ کیا تو ابریز نے نے اپنا دفاع کرتے ہوئے اس کے دونوں بازوؤں پر اپنی تلوار سے گھاؤ لگائے۔

"گیدڑ کبھی شیر کا شکار نہیں کر سکتا۔" ابریز دھاڑا اور پھر اس چمکی دو دھاری تلوار نے سلطان پور کے سپہ سالار کا سر دھڑ سے الگ کر دیا۔ یوں اپنے لشکر کے کماندار کا کٹا سر دیکھ کر سپاہی پسپائی اختیار کرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

ہری سنگھ نے سپاہیوں سے لڑتے بہروز کی پشت پر بزدلی سے وار کیا مگر جہانگیر وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے اسے اپنے جسم پر کھا گیا۔

ہری سنگھ کے سپاہیوں تقریباً اپنا سب کچھ ہار چکے تھے۔ابریز کا حملہ ان پر اتنا شدید تھا کہ انھیں سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملا۔

چھوٹے چھوٹے بادلوں کی ٹولیاں اچانک سے گہری ہو گئی تھیں۔

"باشلق سپاہیوں کے ایک دستے کے ساتھ ہری سنگھ کی فوج کا پیچھے کی جانب سے محاصرہ کرو۔"اس نے نیزے کو سپاہی کی گردن کے آر پار کیا تو خون کے کئی چھینٹے فضا میں بکھر گئے۔

بارش کی بوندیں ٹپکیں تو بہروز نے سر اٹھا کر گہرے سیاہ آسمان کو دیکھا اور پھر پشت کے بل گھوم کر نوکیلا تیر ہاتھ سے جہانگیر پر جھکے مخالف سپاہی کی پشت میں کھونپا۔۔

(امرتسر میں بارش کا زور ابھی تک نہیں ٹوٹا تھا۔پکھراج بیگم سفید پوشاک پہنے حرم سے نکل کر صحن کے احاطے میں داخل ہوئیں تو جہان آرا بیگم نے انھیں باہر جانے سے روکا۔

"باہر موسم خراب ہے پکھراج بچوں جیسی حرکت مت کریں۔")

ہری سنگھ کے سپاہیوں نے مزید مزاحمت سے انکار کر دیا تھا۔ وہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے تھے مگر پھر دو غلا وجود رکھنے والے فرنگیوں نے غداری کر دی۔ فرنگی اپنی فوج سمیت ہری سنگھ کے ساتھ مل گئے۔

اچانک سے انگریزی بندوقوں اور زہر سے بجھے تیروں کی بوچھاڑ نے بہروز اور سپاہیوں کے حواس سلب کر دیئے تھے۔ گولیاں ان کے سینے چیرتے ہوئے گزر رہی تھی۔

("جہان آرا بیگم ہمارا دل گھبرا رہا ہے۔ ہمیں کچھ وقت اس ٹھنڈی بارش میں جانے دیں۔" وہ قدرے التجایا لہجے میں بولیں تو جہان آرا خاموشی سے سامنے سے ہٹ گئیں۔

پکھراج وہیں باغیچے کو جاتی سیڑھیوں پر بیٹھ گئیں۔)

"راجکمار برطانوی فوجیوں نے ہری سنگھ کے ساتھ اتحاد کر لیا ہے۔" باشلق کی پھنسی پھنسی آواز پر ابریز عالم کے کان سنسنانے لگے۔ وہ تلوار پر گرفت جمائے بہروز کی جانب بھاگا جو سپاہیوں کے ساتھ ڈھالوں کو تھامے ان کی گولیوں اور تیروں کو روکنے کی ناکام کوشش کر رہا

www.novelsclubb.com

تھا۔ڈھالیں تیروں کو روکنے کی سکت تو رکھتی تھیں مگر گولیاں ان میں سوراخ کر کے گزر رہی تھیں۔

(راجکمار ابریز عالم

ہم بلکل ٹھیک ہیں۔آپ کی فتح کا انتظار کر رہے ہیں اور اس وقت کا بھی جب آپ ہمارے روبرو ہوں گے۔)

"راجکمار ہماری ڈھالیں بندوقوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔" جہانگیر نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ڈھال کو پرے اچھالا اور پھر بنا کسی کی پرواہ کیئے وہ ان پر حملہ آور ہوا۔کئی تیر اور گولیاں اس کے سینے میں ایک ساتھ پیوست ہوئے۔جہانگیر اوندھے منہ زمین پر گرا تو بہروز نے تکلیف سے آنکھیں بند کر لیں۔بندوقوں کے آگے مزید مزاحمت بیکار تھی۔

"سپاہیوں ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔" بہروز بولا تو اس کی آنکھیں بے تاثر تھیں۔

(ٹھنڈی بارش نے پکھراج بیگم کو سر تا پاؤں بھگو دیا تھا مگر وہ آنکھیں بند کیئے وہیں بیٹھی گہرے سانس لیتی رہیں۔جیسے فضا میں آکسیجن کی کمی ہو گئی ہو۔)

"ہم نے امرتسر کی عوام کے لیئے جان دینے کا وعدہ کیا تھا۔" سپاہیوں کی گرفت ڈھالوں پر کمزور ہوتی گئی۔

ابریز کافی دور تھا وہ آنکھوں میں ڈھیروں غصہ لیئے کئی برطانوی سپاہیوں کو تلوار سے چیرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔اسے جلد از جلد اپنے بھائی تک پہنچنا تھا۔

(راجکمار میدان جنگ میں اترنے سے پہلے یہ یاد کر لیجئے گا کہ مہرافروز آپ کا انتظار کر رہی ہے اور کسی کو آپ کی ضرورت ہے۔)

"آج وہ وقت آن پہنچا ہے۔ ہمیں اپنے جانوں کے نذرانے پیش کرنے ہیں۔" بہروز کے کہتے ہی تمام سپاہیوں نے ڈھالیں گرادیں اور پھر اپنے دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔

گولیاں ان کا سینا چیرتی جاتیں اور اور وہ گرتے جاتے مگر رکتے نہیں۔

بہروز نے ایک ہی وار میں بندوق کا منہ کھولے برطانوی سپاہی کی بازو جسم سے الگ کی تو کئی سپاہیوں نے اپنے قدم پیچھے لیئے۔

اس پر کب سے نشانہ لیئے ہری سنگھ نے کمان سے تیر چھوڑا تو وہ سیدھا اس کے دائیں بازو میں جالگا۔اس یخ ٹھنڈی بارش میں بھی بہروز کو اپنا وجود بھٹی میں جلتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گرا تھا۔

(پکھراج بیگم نے بے اختیار سینا مسلا۔ناک کے نتھنوں کو سانس لینے میں دشواری آنے لگی۔)

وہ قریب تھا اپنے بھائی کے بہت قریب مگر پھر بھی فاصلہ عذاب کا تھا۔

(آپ کا دیا تحفہ ہم نے زیب تن کیا ہے۔جب آپ لوٹیں گے تو ہمیں اسے پہنا ہوا دیکھیں گے۔اللہ آپ کی اور آپ کے پیاروں کی حفاظت فرمائے۔

مہر افروز۔)

سٹیفن نے بندوق کا رخ جھکے ہوئے بہروز کی جانب کیا جو تلوار کو زمین پر ٹکائے زہریلے تیر سے نبرد آزما تھا۔وہ مسکرایا اور پھر دوبارہ سر اٹھا کر برستی بارش کو دیکھا شائید وہ اسے سکون دے رہی تھی۔

سٹیفن نے ٹریگر دبایا تو ایک جھٹکے سے کئی گولیاں اس کے سینے میں پیوست ہو گئیں۔اس کا تواناوجود جھٹکوں کی زد میں تھا۔ سرخ مائع زمین پر پھیلنے لگا، فضا ساکن ہو گئی اور ابریز کے قدم زنجیر ہوئے۔اس نے غصے سے بپھر کر کتنوں کے سر تن سے جدا کیئے وہ نہیں جانتا تھا، جانتا تھا تو صرف زمین پر پڑا اپنے بھائی کا مردہ وجود جس میں اب کوئی جنبشِ نہیں تھی۔

(جہان آرا بیگم بھاگ کر ان کی جانب آئیں اور پھر چندن اور روپا کو کہ کر انھیں اٹھنے میں مدد کی۔

"اٹھیں پکھراج، ایسے بیمار پڑ جائیں گی۔"

"ہمارا دل بیمار ہو رہا ہے مہارانی." چندن بائی انھیں بازو سے تھام کر جہان آرا بیگم کے ہمراہ اندر لے کر جانے لگیں تو کمزور لہجے میں بولیں۔)

باشلق نے فوج کو چاروں جانب سے گھیر لیا تھا اس لیئے ان کی جانب سے پھینکے گئے بارودی گولوں نے ہری سنگھ اور فرنگیوں کی فوج کے پاؤں اکھاڑ دیئے تھے۔

ابریز عالم کی آنکھوں میں ایک طوفان تھا جو اب ان سب کو تہس نہس کرنے والا تھا۔

بارودی گولوں سے گھبرا کر ہری سنگھ اپنے ماندے سپاہیوں کے ساتھ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا مگر فرنگی فوجی ابریز کے زیر اعتاب آ گئے تھے۔ بھاگتے ہوئے ہری سنگھ کی پشت میں ابریز کا مارا گیا تیر یہ اعلان تھا کہ بدلہ لیا جائے گا۔

سٹیفن نے گھبرا کر بھاگنا چاہا لیکن اب ایسا ممکن نہ تھا۔ وہ چاروں جانب سے گھر چکا تھا۔

باشلق نے سٹیفن سے بندوق چھین کر اسے الٹے ہاتھ کا تھپڑ مارا تو خون کا فوارہ اس کے منہ سے پھوٹا۔ ابریز نے بنا کمان کے تیر اس کے بازو میں گھسیڑے۔ وہ بھی گھٹنوں کے بل زمین پر آ گیا تھا جیسے کچھ دیر پہلے اس کی وجہ سے بہروز آیا تھا۔

امرتسر کے چھوٹے راجکمار کی آنکھوں میں اتنی سرد مہری تھی کہ ہاتھوں میں لہو ٹپکاتی تلواریں لیئے سپاہی بھی کپکپا گئے۔

ابریز نے اس کے دونوں بازو اتارنے کے بعد اپنی تلوار سٹیفن کے حلق کے آر پار کر دی تھی۔ میدان لاشوں سے بھرا پڑا تھا اور وہ شکست خوردہ سا بہروز کا سر گود میں ڈالے سر جھکا کر بیٹھ تھا۔

www.novelsclubb.com

("ہم بہروز کو آپ کی امانت میں دیتے ہیں۔")

("جنگ سے لوٹنے کے بعد ہم شادی کریں گے ابریز")

باشلق نے جھک کر جہانگیر کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔اس کا وجود ٹھنڈا برف ہو رہا تھا۔وہ اپنے راجکمار سے پہلے شہادت کے رتبے پر فائز ہوا تھا۔

ابریز کے آنکھوں سے گرنے والے آنسو،خاموش بہروز کے چہرے کو بھگو رہے تھے۔

"ہمیں شہیدوں کے جسد خاکی واپس لے کر جانے ہیں۔"اس کی بھاری رندی ہوئی آواز پر باشلق نے سپاہیوں کو لاشیں اٹھانے کا اشارہ کیا۔۔

بہروز عالم امرتسر سے اپنا وعدہ وفا کر گیا تھا۔اب ابریز عالم نے یہ خبر پکھراج کو کیسے دینی تھی یہ تکلیف اس کی جان پر بنی تھی۔

مہر بچوں کو گھر چھوڑنے کے بعد ابراہیم چچا کی دکان پر رک گئی تھی۔

راموچاچا کے لیئے دکان کا بندوست ہو گیا تھا اس لیئے ایوب کے ہاتھوں یہ خبر ان کے پاس بھجوا کر اب گھر جا رہی تھی۔ بارش کا زور ابھی ابھی ٹوٹا تھا لیکن بادلوں کی ٹولیاں اکھٹی ہوتا دیکھ کر پھر سے موسم خراب ہونے کا اندیشہ تھا۔

ہلکے گلابی رنگ کی ساڑھی میں ملبوس چمپا بھاگتے ہوئی جب اس کے پاس آئی تو مہر کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اپنا سانس بحال کرنے لگی تو مہر نے اسے بازو سے تھام کر اپنی جانب متوجہ کیا۔

"مہر افروز." وہ کہتے کہتے رکی تو مہر نے گردن کو ترچھا کر کے گھبرائی ہوئی نظروں سے چمپا کی جانب دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"مہر راجکمار کا انتقال ہو گیا ہے۔" چمپا کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں تو مہر نے لبوں پر ہاتھ جمایا۔ کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ ایک لمحے کو مہر افروز کے قدم ڈگمگا گئے تھے۔

"ایک زخمی سپاہی خبر لایا ہے۔" وہ اس قدر ششدر تھی کہ چمپا سے یہ بھی نہ پوچھ سکی کہ کون سا راجکمار؟

("ہو سکتا ہے اگلے مکتوب میں آپ کو ہماری شہادت کی خبر ملے۔")

مہر افروز کی بھوری آنکھوں سے بھل بھل آنسو گرنے لگے تو آسمان سے بارش کا پہلا قطرہ اس کے رخسار پر گر کر ان کے ساتھ امر ہو گیا۔دل عجیب طریقے سے دھڑکنے لگا۔

نقارہ بجا تو جہان آرا بیگم بھاگ کر باہر نکلیں۔ایک آس لگی تھی کہ جنگ ختم ہو گئی ہے اب ان کے بیٹے واپس آ رہے ہیں۔خادمائیں اور سپاہی محل کے احاطے میں جمع ہونے لگے۔پکھراج ننگے پاؤں ہی باہر چلی آئیں۔ صبح کے لباس میں ملبوس ان کے چہرے پر پیلاہٹ نمایاں تھیں۔

نقارہ ایک اعلان ہوتا تھا جب کوئی جنگ پر جاتا یا واپس آتا، جب کوئی افراتفری ہوتی یا خطرے کا پیغام ہوتا۔ایک شخص اس کے لیئے مختص ہوتا جو نقارہ بجا کر سب کو آگاہ کرتا تھا۔

"راجکمار لوٹ آئے ہیں مہارانی بیگم۔" وہ جہان آرا کا ہاتھ تھام کر مسکرائیں تو آنکھوں نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔

www.novelsclubb.com

ایک چڑ چڑاہٹ کے ساتھ محل کے داخلی دروازے کھلے۔ سفید محل کے سرے پر بندھی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ مہارانیوں نے دہل کر دل پر ہاتھ رکھا۔ شاہی خاندان کا جب کوئی فرد انتقال کرتا تو اس گھنٹی کو بجایا جاتا تھا تاکہ امرتسر کے لوگوں کو علم ہو جائے۔

"چندن بائی یہ گھنٹی کیوں بجائی جا رہی ہے۔" جہان آرا کرخت لہجے میں بولیں تو چندن بائی سامنے کی جانب اشارہ کر کے سر جھکا گئیں۔

گھڑ سوار سپاہی اندر داخل ہوئے اور پھر ان کے پیچھے زخمیوں کو لانے والی بگھی بھی اندر داخل ہوئی۔ اس پر موجود شہید وجود امرتسر کے جھنڈے میں لپٹا تھا۔

جہان آرا بیگم کے ہاتھوں کی لرزش پر ماہ پارہ کی نگاہ گئی تو وہ آگے کا سوچ کر ہی کپکپا گئی۔

پکھراج سانس روکے بس اس وجود پر نظریں ٹکائے کھڑی تھیں۔ جہانداد عالم بھی خادم کی مدد سے باہر آ گئے تھے۔ وہ اپنے فاتح بیٹوں کو گلے لگانے آئے تھے۔

ماہ پارہ پوشاک کو پکڑ کر سپاہیوں کی جانب بھاگی۔

"راجکمار ابریز" لبوں سے سرگوشی نکلی اور پھر آنسو بہتے چلے گئے۔ وہ اس وجود کے چہرے سے چادر ہٹانے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔

مائیں منتظر تھیں کہ آج کس کا بیٹا غازی بن کر لوٹا ہے اور کس کا شہید۔ اور پھر زخمی ویران آنکھیں لیئے ابریز کا گھوڑا اندر داخل ہوا تو پکھراج بیگم کی چیخ بے ساختہ تھی۔ جہاندادِ عالم کے قدم لڑکھڑائے، گھنٹی ہنوز بج رہی تھی اور ماہ پارہ نے بے یقینی سے سر اٹھایا۔

"بہروزِ عالم" پکھراج پکار کر زخمیوں والی بگھی کی جانب ڈوریں۔ وہاں سن کھڑی ماہ پارہ کے ہاتھ جھٹک کر وہ بہروز کے بے جان وجود سے لپٹ گئیں۔

"یااللہ ہمیں صبر دے۔" جہان آرا بیگم نے اپنے پسینے سے تر چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

"بہروز میرے بیٹے، آپ کی ماں آپ پر قربان۔ آپ نے کہا تھا آپ غازی بن کر لوٹیں گے۔" ان کی چیخ و پکار وہاں سب کے دل لرزا رہی تھی۔ محل کی ہر آنکھ اشک بار تھی۔

ابریز نے آگے بڑھ کر پکھراج بیگم کو بازو سے پکڑا تو وہ ہذیانی انداز میں اس کا گریبان پکڑ کر رونے لگیں۔

"آپ کی امان میں دیا تھا ہم نے آپ کے بھائی کو ابریز۔"

"وہ ہماری کل متاح تھے مہاراج۔ وہ کیسے جا سکتے ہیں ہمیں چھوڑ کر."

ماہ پارہ بس خاموش نظروں سے انھیں تکتی رہی۔ جہانداد عالم کے وجود سے تو گویا خون کا آخری قطرہ بھی کسی نے نچوڑ لیا ہوا۔

"مہارانی بیگم ایک بار بہروز کو کہیں ہماری بات سن لے۔" وہ کبھی بہروز عالم کے ہاتھ چومتی تو کبھی پاؤں۔ سبز نگینے والی انگوٹھی ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی۔

جہان آرا بیگم نے ہاتھ بڑھا کر راجکمار کے چہرے سے کپڑا اتارا تو فضا میں سسکیوں کی باز گشت تیز ہونے لگی۔ پکھراج بیگم لہرا کر پیچھے کی جانب گریں۔

"انھیں ہمارے شیر جیسے بیٹے پر رحم نہیں آیا مہاراج۔" روپا نے بھاگ کر پکھراج بیگم کا ڈھلکا سر گود میں رکھا۔ جہان آرا چیخ کر خادماؤں کو بلانے لگیں۔ ماہ پارہ نے ہاتھ آگے بڑھا کر سفید چادر سے بہروز کا چہرہ ڈھک دیا۔

سپاہی وہاں سے زخمیوں اور لاشوں کو لے کر جا چکے تھے۔ابریز بھی ان کے ہمراہ چلا گیا تو پکھراج بیگم کو حرم میں لے جایا گیا۔

مہرافروز نا جانے کتنی دیر وہاں کھڑی رہی جب اس کے پاؤں دکھنے لگے تو وہ ایک جانب پڑے پتھر پر دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ٹکا بیٹھی۔

اس نے بازار سے لوگوں کے اٹھنے والے شور کی آوازیں سنی سرپٹ بھاگتے گھوڑے، طبیبوں کو بلاتے سپاہی اور محل کی ہتھوڑے کی مانند بجتی گھنٹی۔

"مہرافروز باجی چمپا آپ کو محل جانے کے لیئے بلا رہی ہے۔"احمد کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔اس کے تاثرات برف کی مانند جمے ہوئے تھے۔برستی بارش میں وہ بھی بھیگ رہا تھا اور مہرافروز بھی۔

"راجکمار بہروز شہید ہو گئے ہیں۔سب محل جا رہے ہیں۔آپ کو بھی جانا چاہیئے۔"وہ دوبارہ بولا تو مہرافروز کو لگا یک دم ہوا میں گھٹن کم ہو گئی ہو۔

اس نے احمد کے ہاتھوں کو فورا اپنی گرفت میں لیا۔

"تم نے کہا راجکمار بہروز عالم؟" آنکھوں میں ڈر تھا کہ شائید اس نے کچھ غلط سنا ہے۔

"ہاں مہر، پکھراج بیگم کے بیٹے اور ہمارے بڑے راجکمار۔اب چلو ہمیں محل جانا ہے۔" چمپا نے اسے اور احمد دونوں کو اپنے ساتھ لیا اور اصطبل کی جانب چل پڑی۔

مہر نے غائب دماغی سے اپنے گلے پر ہاتھ رکھا جو رونے کی وجہ سے بری طرح دکھ رہا تھا۔ کبھی کبھی زندگی بڑی بے یقین سی ہو جاتی ہے۔

مہر افروز نے جب بھی اس محل کو دیکھا تھا بڑا پر سکون دیکھا تھا لیکن آج ایک قیامت سی برپا تھی ہر جانب۔ محل کا احاطہ لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ سپاہی اپنے راجکمار کو اس کی آخری آرام گاہ میں پہچانے کو تیار کھڑے تھے۔ پکھراج منظر سے غائب تھیں جبکہ جہان آرا اور ماہ پارہ ایک جانب چہرے ڈھکے کھڑی تھیں۔ جہانداد عالم کے کندھے آج جھکے ہوئے تھے۔ وہ بوڑھا آدمی آج مزید بیمار ہو گیا تھا۔ مہر عورتوں کے ہجوم کو چیرتی ہوئی سیڑھیوں کی جانب آئی تو اسے وہ نظر

آ ہی گیا۔ سفید لباس پہنے، بکھرے بالوں اور سرخ آنکھوں کے ساتھ اپنے باپ کے پیچھے کھڑا، چہرے پر خراشیں، بازو اور سینے پر پٹی بندھی تھی۔

تکبیرات کے ساتھ جنازے اٹھائے گئے تو روتی بلکتی پکھراج حرم سے بھاگتی ہوئی باہر آئیں۔

"جہانداد عالم انھیں کہیں ہمیں ابھی اپنے بیٹے سے باتیں کرنی ہیں بہت ساری۔ یہ ہمارا فخر اور غرور قبرستان لے جا رہے ہیں۔ انھیں روکیں مہاراج۔" ابریز سختی سے ہونٹوں پر دانت جمائے اور جبڑے بھینچے پکھراج بیگم تک آیا اور پھر اس انھیں دونوں بازو پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا۔

امرتسر نے آج پہلی مرتبہ مہارانی پکھراج کو بنا تھ اور پائل کے دیکھا تھا۔

"حوصلہ کریں والدہ۔ اس طرح آپ بہروز کی روح کو تکلیف دے رہی ہیں۔" وہ ان کے سر کو تھپتھپاتے ہوئے بڑے ضبط سے بول رہا تھا۔ جہان آرا بیگم نے ہاتھ کو لبوں پر جما کر اپنی سسکیوں کو روکا۔

مہر افروز نے سر جھکا کر آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا۔

پکھراج بیگم کو ساتھ لے کر پلٹتے ہوئے ابریز عالم کی نظر بھیڑ کے درمیان کھڑی مہر افروز پر پڑی۔

"آج ان آنکھوں میں ابریز عالم کے لیئے تکلیف تھی، دکھ تھا اور شکوہ بھی تھا۔"

وہ سر جھکا گیا۔

اور اس شام امرتسر کی کہانی میں "بہروز عالم" کا باب ہمیشہ کے لیئے بند ہو گیا تھا۔

دو ماہ بعد۔

جاڑا آدھا گزر چکا تھا۔اب موسم کچھ اس طرح کا تھا کچھ دیر دھوپ میں کھڑے رہنے کے بعد پسینے سے حالت خراب ہونے لگتی اور من کسی ٹھنڈی سایہ دار جگہ پر بیٹھنے کو کرتا۔ سفید بالوں والی ایک عمر رسیدہ خاتون گلابی رنگ کا سوٹ اپنی بہو کے ساتھ لگا کر جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔خاتون نے ہاتھ کے اشارے سے پاس کھڑے بیٹے کو مشورہ دینے کا کہا، نا جانے

اس نوجوان نے مسکرا کر کیا کہا لڑکی شرما گئی جبکہ بوڑھی خاتون مسکرانے لگیں۔مہرافروز نے ایک اچٹتی نظر ان پر ڈالی اور پھر ریڑھی بان سے مخاطب ہوئی۔

"ایک بھٹا لگا دو۔" وہ نوجوان سمجھ کر سر ہلا گیا۔

اس نے جلتی لکڑیاں جھٹکیں اور پھر آنچ کو دیکھ کر ہلکے پیلے رنگ کے دانوں کی مکئی کو چھیل کر ریت سے بھرے کڑاہ میں ڈالا۔

"لیڈی مہرافروز"۔ایک تیس سالہ فرنگی نوجوان

نے ماتھے پر ہاتھ لے جا کر اسے مخاطب کیا تو وہ نظریں ریڑھی بان سے ہٹا کر اس پر جما گئی۔

www.novelsclubb.com

بھورے بال اور ہلکی سبز آنکھیں، صاف رنگت پر فرنچ کٹ داڑھی اور نفاست سے تراشی ہوئی مونچھیں۔اس نے سیاہ لباس پر لمبا کوٹ اور ٹوپی پہن رکھی تھی۔دیکھنے میں وہ کسی کالج کا پروفیسر لگتا تھا۔

"مجھے مائیکل سمتھ کہتے ہیں۔امید کرتا ہوں آپ مجھے بھولی نہیں ہوں گی۔" وہ ایک گرم جوش مسکراہٹ کے ساتھ بولا تو مہر افروز کی آنکھیں مزید بے تاثر ہوئیں۔

ریڑھی بان کڑاہ میں موجود گرم ریت کو اس مکئی پر تیزی سے ڈال رہا تھا۔

"اصولا یاد تو آپ کو رکھنا چاہیئے تھا۔ نہیں؟؟ خشک لہجہ میں کہ کر وہ اس کی مسکراہٹ چھین گئی۔

مکئی کے دانے اب تیزی سے پک رہے تھے۔جب بھی کوئی دانہ زیادہ پکتا تو فضا میں اس کے پھٹنے کی آواز پھیلتی۔

"میں ایک شاعر ہوں لیڈی مہر۔" وہ ابھی بول رہا تھا جب مہر افروز اس کی بات کاٹ کر بولی۔

"ہم متاثر نہیں ہوئے، آگے بولیئے۔" اس کے سرد لہجہ کا مائیکل کو باخوبی اندازہ تھا کہ وہ کس وجہ سے تھا۔

"دیکھیں اگر آپ اس بچے والے واقعے سے نالاں ہیں تو معذرت ہمیں اس دن غصہ آگیا تھا"۔وہ مصالحتی لہجہ اپنائے ہوئے تھا۔

بھٹا پک چکا تھا، فضا میں اس کی اشتہا انگیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔مہر نے گردن موڑ کر ریڑھی بان کو دیکھا جو اب اسے ایک کاغذ میں لپیٹ رہا تھا۔

"ہمیں بلاوجہ رعب جمانے کے لئے غصہ جھاڑتے ہوائی دماغ والے مرد نہیں پسند"۔وہ آنکھوں میں ڈھیروں سرد مہری لیئے بولی تو مائیکل کا چہرہ شرمندگی سے سرخ ہوا۔اللہ اللہ کیسی زبان تھی اس لڑکی کی۔

اس نے بھٹے کی قیمت ادا کی اور پھر اس لے کر چل پڑی۔وہ کافی گرم تھا اس کی انگلیاں جلنے لگیں۔

"اتنا نخرہ تو یہاں کی راجکماری میں بھی نہیں ہو گا جتنا یہ خاتون دکھا رہی ہیں۔"وہ ہولے سے بڑبڑایا تو مہر نے اس کی بڑبڑاہٹ سن لی تھی۔

"یہاں سے بگھی لیں جو آپ کو محل چھوڑ دے گی اور وہاں جا کر راجکماری سے ملاقات کا شرف حاصل کریں۔یوں ہمارے پیچھے آنے کی ضرورت نہیں۔" وہ تنبیہہ کر کے آگے بڑھ گئی۔

مہر نے بھٹے پر دانت گاڑھے۔دانے قدرے سخت معلوم ہوتے تھے لیکن جیسے ہی اس نے چبائے وہ ملائی کی مانند گھل گئے۔ایک میٹھا اور نمکین سا ذائقہ اس کے منہ میں پھیل گیا۔

دونوں ہاتھ پہلو میں گرائے وہ چند لمحے اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا اور پھر خود کو کوس کر اسے کے پیچھے بھاگا۔اب وہ قدرے تنگ گلی سے گزر رہے تھے۔

"دیکھیں میں خوبصورتی سے بہت جلد متاثر ہو جاتا ہوں۔اس لیئے کچھ دن آپ کے ساتھ رہ کر امرتسر اور آپ کی آنکھوں کی خوبصورتی کو اپنے لفظوں کے ذریعے شاعری میں اتارنا چاہتا ہوں۔" مہر کے چلتے قدموں کو بریک لگی۔بھنویں سکڑ کر ایک دوسرے سے جا لگیں اور ماتھے پر شکنوں کا جال پھیل گیا،اس کو سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر وہ اپنا سنہری رنگ کا چاقو اس کی شہ رگ پر جما گئی۔

وہ اس اچانک افتاد پر گھبرا گیا تھا۔ آنکھیں پھٹ کر باہر نکلنے کو تیار تھیں۔

"اگر دوبارہ کبھی مجھ سے ایسے گھٹیا خیالات کا اظہار کیا تو یہ خنجر تمھاری شہ رگ کے آر پار کر دوں گی۔" اس نے خنجر کی نوک پر قدرے دباؤ ڈال کر برفیلے لہجے میں کہا تو اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

اس کے گریبان کو جھٹک کر وہ وہاں سے چلی آئی۔

مائیکل نے اس کے جانے کے بعد اپنی گردن کو ہاتھ سے سہلایا اور پھر ایک نظر احتیاط سے آگے پیچھے دیکھا۔

"کیا تھپڑ کافی نہیں تھا مائیکل جو جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا ارادہ ہے۔" کوٹ کے کالر کو جھاڑ کر وہ واپس اسی گلی میں مڑ گیا۔

سرمئی رنگ کی پوشاک جس پر سیاہ دھاگوں کی سے کڑھائی کی گئی تھی،اس کا ہم رنگ دوپٹہ شانوں پر ڈال کر ایک جانب سے سر پر لیئے پکھراج بیگم، جہانداد عالم کے کمرے سے باہر نکلیں تو خادماؤں کو اپنا منتظر پایا۔

چہرہ ہر قسم کی آرائش سے پاک تھا۔آنکھیں بنجر بنی تھیں جیسے صدیوں سے ان میں کوئی آنسو نہ آیا ہو۔ان کے ہاتھ میں سیاہ چمڑے کا حکم نامہ تھا۔

"روپا مہارانی بیگم کو حرم میں بلا کر لاؤ۔"ہاتھوں میں تھال لیئے روپا وہیں سے واپس مڑ گئی۔پکھراج بیگم راہداری سے گزرتے گزرتے رک گئیں۔

گردن میکانکی انداز میں گھومی تو سفید دیوار پر مصور کی مہارت سے بنائی گئی بہروز عالم کی تصویر پر نظریں ٹھہر گئیں۔آنکھوں میں زخمی سا تاثر ابھرا۔

نظروں نے بہروز سے ابریز عالم کی تصویر کا رخ کیا تو انھوں نے جھک کر ہاتھ میں پکڑے حکم نامے کو دیکھا اور پھر سپاٹ چہرہ لیئے آگے بڑھ گئیں۔

"پکھراج آپ نے ہمیں یاد کیا؟؟" پکھراج بیگم نے مسہری پر بیٹھ کر دونوں پاؤں اوپر کر لیئے اور پھر ایک بازو پھیلا کر گھٹنے پر رکھا۔

"بیٹھیں مہارانی بیگم، ہمیں بات کرنی ہے آپ سے۔" انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے پوشاک سمیٹ کر ایک جانب ٹک گئیں۔

"شام کو راجکمار ابریز سے کہ کر دیوان بلوائیں۔ ہمیں مہاراج کا حکم نامہ مشیروں تک پہنچانا ہے۔" وہ خاموش ہوئیں تو جہان آرا نے بی چینی سے پہلو بدلا۔

"مہاراج یہ حکم نامہ ہمیں بھی دے سکتے تھے۔ حرم کی منتظم اعلیٰ ہیں ہم۔" چاندی کے ڈبے سے پان نکالتے ہوئے انھوں نے اپنی جانب گھوری پکھراج کو دیکھا۔

"کیا ایک ماں اپنے بیٹے کے اگلے جانشین ہونے کا حکم نامہ جاری کرتے ہوئے اچھی لگے گی وہ بھی تب جب اس کا شوہر بستر مرگ پر ہو؟" ان کا لہجہ عام سا تھا مگر جہان آرا بیگم کو آگ لگا گیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا مطلب ہے آپ کا؟؟" وہ چیخ کر بولیں تو پکھراج گہری سانس لے کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"جیسا آپ مطلب نکالنا چاہیں نکال سکتی ہیں۔ شام کو وقت پر دیوان میں آجایئے گا۔" وہ بہت بدل گئی تھیں اور ان کا یہ بدلاؤ جہان آرا بیگم کو طیش دلا گیا تھا۔

"اچھا کیا دل ربا جو آپ ہم سے ملنے چلی آئیں۔" ماہ پارہ نے شربت گلاس میں انڈیلا تو فیروزہ نے آگے بڑھ کر شربت پیش کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

"ہم کرلیں گے فیروزہ۔ کچھ وقت کے لیئے ہمیں تنہا چھوڑ دو۔" شربت کا گلاس دل ربا کو دے کر اس نے فیروزہ کو جانے کا اشارہ کیا۔

"ہمیں بہروز عالم کی موت کا دلی طور دکھ ہے ماہ پارہ۔ اللہ آپ کو صبر دے۔" فتح پور کی راجکماری نے ہمدردی سے ماہ پارہ کا ہاتھ تھاما تو وہ چہرے پر مصنوعی تاثرات لے آئی۔

"ہماری قسمت میں یہی تھا۔" اس نے آزردگی سے کہہ کر سر نیچے گرایا تو حساس طبیعت کی مالک دل ربا نے اسے آگے بڑھ کر اپنے گلے لگایا۔

"اب ہم چلتے ہیں ماہ پارہ۔ جانتی ہیں نا واپس جاتے ہوئے اندھیرے ہو گیا تو راستے میں لٹیروں کے حملے کا خطرہ ہو گا۔ کچھ تحائف ہم آپ کے لیئے لائے ہیں۔ امید ہے آپ کو اچھے لگیں گے۔" ماہ پارہ نے مسکرا کر اس کے تحفوں کا خیر مقدم کیا اور پھر کمرے کی چوکھٹ تک اسے چھوڑنے آئی۔

وہ اپنی خادماؤں کے ہمراہ نظروں سے اوجھل ہوئی تو ماہ پارہ کی مصنوعی مسکراہٹ اور گرم جوشی جاتی رہی، کوفت سے تحفوں کو دیکھا اور سر جھٹک گئی۔

www.novelsclubb.com

"ادھر آؤ سپاہی۔" وہ فیروزہ کو بلا کر کمرے سے چیزیں اٹھوانے کا سوچ رہی تھی مگر کچھ سوچ کر دیوان کی جانب جاتے سپاہی کو انگلی کے اشارے سے اپنی جانب بلایا۔

باشلق جو جہان آرا بیگم کے کہنے پر دیوان کے سارے انتظام مکمل کروا رہا تھا ایک نسوانی آواز پر چونکا۔ گردن گھما کر ارد گرد دیکھا اور پھر کمرے سے جھانکتی لڑکی کو۔

"ہاں تمھیں ہی بلا رہی ہوں۔سنائی نہیں دیتا کیا؟؟وہ کمرے سے نکل کر اس تک چلی آئی۔دونوں بازو سینے پر باندھ کر اس شاندار نوجوان کی جانب دیکھا۔

"حکم کریں راجکماری۔"وہ غلام تھا نظریں جھکانا اس کا فرض تھا۔

"ادھر ہماری طرف دیکھو نوجوان۔"حکم تھا کہ وہ سرعت سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

سیاہ بالوں والی دوشیزہ اس نے اپنی زندگی میں اتنی خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی تھی یا وہ اسے بہت خوبصورت لگی تھی۔دوسرے اندازے کا واضح امکان تھا۔

"محل میں اتنی چہل پہل کیوں ہے؟؟"وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی اور وہ اس کی جانب دیکھ نہیں پا رہا تھا۔

"مہاراج کی جانب سے پکھراج بیگم نے دیوان بلایا ہے۔راجکمار کو تخت سونپا جائے گا۔"ماہ پارہ کے لبوں پر تبسم بکھر گیا۔

"ٹھیک ہے جا سکتے ہو تم۔" ہاتھ جھلا کر اسے واپس جانے کا کہا اور پھر تتلی کی مانند ہوائوں میں اڑتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔

سب کچھ ویسا ہی ہونے جا رہا تھا جیسا اس نے سوچا تھا۔

بہروز عالم کی موت کا اب اس کو۔ اتنا بھی دکھ نہیں تھا۔۔ وہ ماہ پارہ کے لیئے بہت کچھ آسان اور ابریز کے لیئے بہت کچھ مشکل کر گیا تھا۔

اورنگ دین نے گھر کا دروازہ کھلا دیکھ کر افسوس سے سر ہلایا جیسے کھلا چھوڑنے والے پر ماتم کر رہا ہو اور پھر اونچی آواز میں سلام دے کر اندر داخل ہوا۔

"فضیلت جو اس عمر میں بھی توانا دکھائی دیتی تھیں اسے دیکھتے ہی مسکرائیں اور پھر آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے تھیلا اور ٹوپی لے لی۔

"خوش آمدید بیٹے۔" ماں نے بڑی محبت سے اس کا ماتھا چوما تھا مگر وہ تھوڑا پریشان معلوم ہوتا تھا۔

"کیا ابا بھی گھر آ گئے ہیں؟" اس نے پانی کا گلاس لاتی فضیلت سے سوال کیا تو اثبات میں سر ہلا گئیں۔

"کچھ دیر پہلے دکان سے لوٹے ہیں۔ ابھی ابھی سوئے ہیں۔" اورنگ نے پانی کا گلاس حلق میں انڈیلا اور پھر اٹھ کر صحن کے ایک جانب بنے غسل خانے کی جانب چلا گیا۔

فضیلت بیگم نے جلدی جلدی چھوٹی سی ٹپائی پر کھانا لگایا اور پھر اس کے لوٹنے کا انتظار کرنے لگیں۔

چھوٹا سا لکڑی کا بنا گھر جس میں دو کمرے اور ایک باورچی خانہ تھا۔ صحن کے ایک کونے میں غسل خانہ تھا جس کی چھت نہیں تھی۔

کمرے کے اندر قالین نما کپڑا بچھا تھا اور ان پر تکیے لگے تھے۔ جتنی ان کی آمدن تھی یہ سب ان کے لیئے غنیمت تھا۔

"کام کیسا جا رہا ہے اورنگ؟" اس نے چپاتی کا نوالہ توڑ کر اپنی ماں کی جانب دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا جا رہا ہے۔ کل فتح پور جا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے دو تین دن تک واپسی ہو۔" سرسری سا بتا کر وہ نوالہ چبانے لگا۔

"بیٹے میں اور تمھارے ابا تمھاری شادی کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ محل میں ملازمت بھی مل گئی ہے اور حالات بھی اچھے ہیں۔ کیا کہتے ہو؟" فضیلت ماں نے اسے لسی کا گلاس پکڑایا تو وہ طنزیہ مسکرایا۔

"ابھی اس بارے میں اور سوچیں کیونکہ مجھے شادی نہیں کرنی۔" سفید رنگ کا ٹھنڈا ٹھنڈا مائع اس کے حلق کے ساتھ ساتھ اس کی طبیعت بھی ہشاش کر گیا۔

"میں نے لڑکی دیکھ لی ہے اورنگ۔ کمہاری فریدن کی بیٹی مہر افروز۔" اس کا نام لیتے ہوئے ان کے چہرے پر الگ ہی نور تھا اور اورنگ اس کا حال ایسا تھا جیسے کڑوا بادام چبا لیا ہو۔ اس نے اذیت ناک نظروں سے ماں کی جانب دیکھا۔

"اماں میں نے شادی نہیں کرنی اور مہر افروز کو تو بھول جائیں دوبارہ اس بارے میں، میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔" وہ کھانے سے ہاتھ کھینچ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اتنی اچھی، بہادر اور خوبصورت بچی ہے۔آخر کیا مسئلہ ہے....؟"فضیلت بیگم کی بات ادھوری ہی رہ گئی جب وہ درشتی سے بولا۔

"وہ جیسی بھی ہیں مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔اماں دوبارہ ایسا سوچیئے گا بھی مت."اس نے غصے سے جوتے پاؤں میں گھسیڑے اور پھر فضیلت بیگم کو لکڑی کا دروازہ ایک جھٹکے سے بند ہونے کی آواز سنائی دی۔

دکان کے باہر پڑی لکڑیوں پر ایک جانب بیٹھے اورنگ نے سرخ آنکھوں سے ڈوبتے سورج کو دیکھا جس کا دل بھی اس کے ساتھ ہی ڈوب رہا تھا۔

"بعض اوقات جب قسمت دو لوگوں کو ملانے کا سوچ لے تو حالات اڑے آجاتے ہیں".

مہر افروز اس کے لیئے نہیں بنی تھی۔وہ سوچ کر رہ گیا۔

"راجکمار بازار گئے ہیں مہارانی بیگم۔کچھ دیر تک لوٹیں گے۔"تربیت گاہ میں موجود سپاہی نے سوالیہ نظریں لیئے جہان آرا کو بتایا تو وہ بے چینی سے ہاتھ مسلنے لگیں۔

"دربار شروع ہونے میں بہت کم وقت رہ گیا ہے اور ہمارے شہزادے کو بازار گھومنے کی پڑی ہے۔"

پکھراج کا سوچ کر ہی ان کے دماغ کی نسیں پھڑ پھڑانے لگیں۔

"ٹھیک ہے تم باشلق کو حکم دو کہ ہم نے یاد کیا ہے۔" انھوں نے ہاتھ سے مانگ ٹکا درست کیا اور ایک نظر ہتھیاروں پر ڈالی۔

"مہارانی بیگم وہ بھی راجکمار کے ساتھ گئے ہیں۔" ان کا دماغ بھک سے اڑا۔ غصہ پھر سے دماغ پر سوار ہونے لگا۔

بنا کچھ کہے وہ تیز تیز قدم چلتی ہوئی وہاں سے نکل آئیں لیکن باغیچے میں ان کا پکھراج کے ساتھ ٹکراؤ ہو گیا۔

"مہارانی ابریز عالم محل میں موجود نہیں ہیں؟" جہان آرا نے ٹکٹی باندھ کر اس کے سراپے کا جائزہ لیا۔

"آپ پوچھ رہی ہیں یا بتا رہی ہیں؟؟" الٹا سوال کر کے وہ جواب گول کر گئیں۔

"دیوان میں چلیں ہمیں دیر ہو رہی ہے۔" بحث کو چھیڑے بنا ہی وہ انھیں اپنے ساتھ آنے کی دعوت دے کر روپا کے ہمراہ دیوان کی جانب چلی گئیں۔

"ابریز عالم ایسی کون سی شے ہے جو آپ کو تخت سے زیادہ عزیز ہو گئی ہے۔"

دور کہیں امرتسر کی ہواؤں نے "مہر افروز" کا نام لیا تھا۔

دھند میں لپٹا ہوا گھوڑا باغ میں داخل ہوا اور پھر ایک نسوانی وجود گھوڑے سے اتر کر اس کی لگام ایک جھاڑی کے ساتھ باندھنے لگا۔

اس کے قدموں نے تھوڑا فاصلہ سمیٹا تو مہر افروز کا وجود واضح ہوا۔ سیاہ رنگ کی پوشاک پہنے وہ سامنے سے چلی آ رہی تھی۔ ٹھنڈ سے اس کا ناک اور گال گلابی ہوئے پڑے تھے۔

دونوں ہاتھوں کو کوٹ کی جیب میں ڈالے ابریز عالم جھیل کنارے کھڑا اسے آنکھوں سے نہار رہا تھا۔

"خوش آمدید مہر افروز"۔اس کے یخ ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لے کر اس نے اپنا لمس ان پر چھوڑا تو وہ مسکرائی۔ یخ بستہ ہوا کا جھونکا ان کی ہڈیوں تک اتر گیا۔

"اگر آپ نے ہمیں اپنی آنکھوں کے راستے اپنے دل میں اتار لیا ہو تو ہم آپ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔"مہر کے اتنے بے باک انداز میں بولنے پر وہ قہقہ لگا گیا۔دو ماہ میں شائید وہ یوں پہلی بار کھل کر ہنسا تھا۔

"حکم کریں۔"مہر افروز کی عادتیں بگاڑنے کا ذمہ ابریز عالم نے باقاعدگی سے لے رکھا تھا۔

"آپ کیسے ہیں ابریز عالم؟ ہماری آنکھوں میں دیکھ کر جواب دیجیئے گا۔۔"سرخ پڑتے دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑ کر اس نے سفید رنگت میں سرخی پھوٹتے ابریز کے چہرے کو دیکھ کر کہا تو سر جھکا گیا۔

"ایک تو آپ نے ہم سے ہمارا حال پوچھ لیا ہے اوپر سے آپ نے ہمیں ان دو آتشہ آنکھوں میں دیکھ کر جواب دینے کا حکم دیا ہے مہر افروز۔ہم جنگ میں دو دھاری تلوار کا مقابلہ تو کر سکتے

ہیں مگر ان دو نینوں کا مقابلہ ہمارے بس سے باہر ہے۔" وہ مسکراہٹ چھپائے ویسے ہی کھڑی رہی۔

"جانتے ہیں جب آپ کسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہیں نا تو آپ سامنے والے سے جھوٹ نہیں بول سکتے۔" مہر نے گردن موڑ کر جھیل کے ساکت پانی کو دیکھا۔

"یقین کریں ہم آپ سے جھوٹ نہیں بول سکتے۔" سورج کب کا غروب ہو چکا تھا۔ ایک نیلی نیلی روشنی ماحول میں پھیلی تھی۔

وہ نیچے بیٹھنے لگی تو ابریز نے اس کو بازو سے تھام کر روکا۔ تھوڑے دور کھڑے گھوڑے کی پشت پر پڑی چادر ابریز نے اٹھا کر نیچے بچھائی تو مہر لباس سمیٹ کر اس پر بیٹھی۔

ابریز بھی اس سے فاصلہ بنا کر نیچے بیٹھا تو مہر کے لبوں نے حرکت کی۔

"راجکمار بہروز کی موت کا ہمیں بہت دکھ ہے ابریز۔ یہ ہمارے لیئے ایک ڈراؤنے خواب کی مانند تھا۔" ابریز کو ماحول سے زیادہ اس کی بات سرد لگی تھی۔

"ہم چاہتے ہیں مہر افروز آپ ہم سے محبت نہ کریں۔" مہر کے آنکھوں میں بے یقینی اتری۔ اگر کوئی جھیل کا ٹھنڈا پانی اس پر گرا دیتا تو اس قدر نہ چونکتی جتنا ابریز کی بات پر چونکی تھی.

"آپ تو بڑے ناانصاف نکلے راجکمار۔" دونوں گھٹنوں کو زمین پر ٹکا کر اس نے بھوری آنکھیں اس پر مرکوز کیں۔ وہ بس سانس روکے اسے دیکھتا رہا۔

"خود تو محبت کر لی اور ہمیں منع کر رہے ہیں۔ ہمارا دل پر اختیار نہیں ہے راجکمار۔" وہ خاموش ہوئی تو ابریز کی آواز نے سکوت توڑا۔

"جنگ ایک خوفناک حقیقت ہے مہر۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری وجہ سے آپ کو کوئی تکلیف سہنی پڑے۔ ہم آپ پر ایک خراش نہیں آنے دینا چاہتے،" اپنی وجہ سے تکلیف دینا تو دور کی بات ہے۔" اس کے لہجے میں چھپی محبت وہ باخوبی محسوس کر سکتی تھی۔

"آج بہروز تھے تو کل ان کی جگہ ہم ہو سکتے ہیں۔" وہ حقیقت پسند ہوا تو مہر کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ وہ ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ نے ہمیں یہاں اس لیئے بلایا تھا؟" بھوری آنکھیں بے تاثر ہو گئیں۔

"نہیں ہم نے آپ کو دیکھنے کے لیئے بلایا تھا۔آپ کی یاد آرہی تھی۔" اس کا لہجہ بچوں جیسی سچائی لیئے ہوئے تھا مہر کو نا جانے کیوں ہنسی آگئی۔

فضا میں کھلکھلاہٹ بلند ہوئی تو ابریز نے چونک کر اسے دیکھا۔ابھی کچھ دیر تک وہ رونے کو تیار تھی اور ابھی وہ یوں منہ کھولے ہنس رہی تھی۔عجیب دھوپ چھاؤں جیسی لڑکی تھی۔

"دیکھیں ابریز عالم۔۔اس نے قدرے قریب ہو کر اپنا نوکیلا خنجر اس کے سینے پر رکھا۔

"آپ ہمیں ابھی جانتے نہیں ہیں اگر دوبارہ آپ نے ہمیں کوئی ایسا فضول مشورہ دیا تو.." مہر نے ہاتھ کے اشارے سے گردن پر کر اس بنانے کا اشارہ کیا جیسے گردن کاٹنے دینے کا بتا رہی ہو۔ابریز نے مسکراہٹ چھپا کر دونوں ہاتھ مصنوعی ڈرنے والے انداز میں اٹھائے۔

"جیسا آپ کہیں مہارانی مہر افروز۔" اس کے یوں بولنے پر وہ پیچھے ہٹ گئی۔

"راجکمار ہمیں محل جلدی پہنچنا ہے، دیوان شروع ہو چکا ہو گا۔" باشلق کے آواز پر وہ دونوں یکبارگی گھومے۔ مہر کے چہرے پر ناگواری چھا گئی۔ ابریز کو بھی اس کا یوں نمودار ہونا زہر لگا تھا۔

"آئندہ ہمارے پوچھے بنا یوں مداخلت کبھی مت کرنا باشلق۔" ایک دھاڑ تھی جس پر وہ سر جھکا کر مڑ گیا۔

"اگلی بار جب ہم آپ سے ملنے آئیں گے تو ہم سے مقابلے کے لیئے تیار رہیئے گا۔" اس کا اشارہ شمشیر زنی کی طرف تھا۔ باشلق کی گستاخی کو مہر نظر انداز کر گئی لیکن اسے وہ شخص پہلی نظر میں برا ضرور لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کے حکم کا تابع غلام۔" اس کو گھوڑے پر سوار ہوتا دیکھ کر ابریز کا دل کیا وہ اسے چند پل مزید روک لے۔

وقت سرک گیا تھا اور وہ اکیلا کھڑا رہ گیا۔ باشلق کی کچھ دیر پہلے کی بات یاد آئی تو چہرے کے زاویے بگڑ گئے۔

اندھیرا گہرا ہوا تو خادموں نے محل میں پھیلی وحشت کو کم کرنے کے لیئے مشعلیں اور فانوس روشن کر دیئے تھے۔ حرم کے باورچی خانے سے اشتہا انگیز خوشبو اٹھ رہی تھی غالبا دیوان کے ختم ہونے کے بعد کھانا تناول کیا جانا تھا۔ایک سیاہ بالوں والی لڑکی بھاگتے ہوئے باورچی خانے میں داخل ہوئی تو سرخ گالوں والے باورچی نے اسے تنقیدی نظروں سے دیکھا۔

"لیلا مہاراج کے لیئے یخنی تیار کر دی ہے؟" وہ اسے گھورتے ہوئے بولا تو لڑکی کی آنکھوں کی چمک مانند ہوئی اور پھر سرعت سے بھاگ کر ٹوکری سے پیاز اٹھایا۔

"ہم ابھی بنا دیتے ہیں بہلول بابا۔" اپنی کوتاہی پر شرمندہ ہو کر وہ سر جھکا کر پیاز کو چھیلنے لگی۔

"اپنا کام وقت پر کیا کرو لیلا ورنہ جہان آرا بیگم کی سرزنش سے ہم تمھیں ہر بار کی طرح نہیں بچائیں گے۔" لیلا نے باورچی کی بات پر منہ بسورا اور پھر سر جھٹک کر تھوڑی دیر پہلے "راجکمار کو دیوان کی طرف جاتے دیکھنے کا منظر" دوبارہ سوچنے لگی۔

باورچی خانے میں موجود دوسری لڑکیوں کی کھسر پھسر پتیلے سے اٹھنے والی بھاپ کی طرح بڑھنے لگی۔

دیوان میں وقفے وقفے سے اٹھتی مشیروں کی آوازوں پر جہان آرا بیگم نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

پکھراج بیگم تخت پر براجمان تھیں۔سب اس انتظار میں تھے کہ آخر مہاراج کا کون سا فیصلہ مہارانی دیوان میں سنانے والی ہیں۔یوں پکھراج کو دیوان کی صدارت کرتے ہوئے دیکھنا جہان آرا کو ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا مگر وہ اپنے بیٹے کے مستقبل کے لیئے خاموش بیٹھی تھیں۔ماہ پارہ بھی ابریز کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی۔

"مہارانی بیگم دیوان کو شروع ہوئے آدھا گھنٹہ گزر چکا ہے اور آپ یہاں مہاراجہ کا حکم سنانے والی ہیں، جبکہ راجکمار یہاں موجود ہی نہیں ہیں۔"مشیر خزانہ نے کھڑے ہو کر پکھراج سے استفسار کیا تو جہان آرا ضبط کے گھونٹ پی گئیں۔پکھراج نے ایک نظر مشیر کو دیکھا اور پھر

اپنی انگلی میں موجود انگوٹھی کو اتار کر ہوا میں بلند کر کے پھونک سے اس پر موجود ان دیکھی گرد کو جھاڑا۔

"اپنے مہاراج کے بستر مرگ پر ہونے اور اپنے بھائی بہروز عالم کی وفات کے بعد انھوں نے اکیلے امرتسر، محل کے معاملات کو اور جنگ کے اثرات کو بڑے احسن طریقے سے سنبھالا ہے۔اور آپ یہ توقع کرتے ہیں کہ ان سب ذمہ داریوں کے باوجود وہ دیوان میں سب سے پہلے آپ کے استقبال کے لیئے موجود ہوں۔" وہ سرد لہجے میں کہہ کر تخت سے اٹھ کر قالین سے ڈھکی روش پر آ کھڑی ہوئیں۔

"کیا اپنی حدیں بھول گئے آپ لوگ؟" دیوان میں سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مہارانی بیگم ہم نے وقت کی بچت لیئے آپ سے راجکمار کا پوچھا تھا۔ہمارے اور بھی کام ہیں جو ابھی ہمیں سرانجام دینے ہیں۔" مشیر ویسا ہی گستاخانہ رویہ اپنائے ہوئے تھا۔

پکھراج بیگم کے جواب دینے سے پہلے ہی ابریز کی آمد ہو گئی۔ہلکی سی ہلچل کے بعد سب کچھ پھر سے معمول پر آ گیا تھا۔

"آپ تشریف رکھیں مشیر صاحب۔وقت کافی گزر چکا ہے ہمیں دیوان شروع کرنا چاہیئے مہارانی بیگم۔" وہ دوٹوک لہجے میں کہہ کر تخت پر براجمان ہوا تو پکھراج بیگم نے مشیروں کی تمسخر بھری نظروں سے اپنے سرخ پڑتے چہرے کو حکم نامے پر مرکوز کیا۔

حکم نامے پڑھتے ہوئے ان کی آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔اگر بہروز عالم یہاں ہوتے تو وہ ہرگز یہ گستاخی برداشت نہ کرتے۔

"بہروز عالم" کی شہادت کے بعد ہم جہانداد عالم اپنے چھوٹے بیٹے "ابریز عالم" کو تخت سونپتے ہیں۔" وہ خاموش ہوئیں تو مشیر خوشی سے مبارکباد پیش کرنے لگے۔جہان آرا بیگم نے فخر سے گردن مزید اکڑالی جبکہ ماہ پارہ گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے پرکشش انداز میں ابریز عالم کو دیکھ رہی تھیں۔

"جب تک ہمارے مہاراجہ صحت یاب نہیں ہو جاتے ابریز عالم ان کی جگہ پر براجمان رہیں گے۔" مہارانی پکھراج نے حکم نامہ آگے بڑھ کر باشلق کے حوالے کیا اور پھر ابریز کو سبز نگینے والی انگوٹھی پہنائی۔

www.novelsclubb.com

"آج سے آپ کو مشیر خزانہ کے عہدے سے برخاست کیا جاتا ہے شاہ بابر۔" نیلی آنکھوں کو مشیر کے سفید چہرے پر جمائے وہ ایک جلال بھرے لہجے میں بولا تو دربار یوں میں موت کا سا سناٹا چھا گیا۔ یہ اس کا بطور مہاراجہ پہلا فیصلہ تھا۔

"چونکہ آپ کے پاس اس سے زیادہ ضروری کرنے کو کام موجود ہیں تو آپ کو آزادی دی جاتی ہے۔ اب بنا پیچھے مڑے یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔" آنکھیں غصے سے بھری پڑی تھیں۔ پکھراج اپنی حیرت چھپائے مشیر کو ہکا بکا ابریز کی جانب دیکھتے ہوئے مسکرانے لگیں۔

"جیسی تعظیم آپ مہاراجہ کی کرتے ہیں ویسی ہی تعظیم مہارانی کی کرنا آپ سب پر لازم ہے۔" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا تو کسی میں سر اُٹھانے کی ہمت نہیں ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"آج سے ہم باشلق زیب کو سپہ سالار بناتے ہیں۔ یہ ہمارے دائیں بازو ہیں۔" اس کا دوسرا حکم بھی صادر ہو چکا تھا گردنیں اثبات میں خم ہو گئیں۔

ابریز نے آگے بڑھ کر پکھراج بیگم کو گلے سے لگایا تو ان کے پلکوں پر ٹھہرے آنسو اس کی پوشاک میں جذب ہو گئے۔

"بہت شکریہ والدہ حضور۔"اب مشیر اپنا اپنا نظرانہ پیش کر کے جانے لگے تھے جبکہ جہان آرا اور پکھراج اس کے پہلو میں کھڑی نظرانہ قبول کر رہی تھیں۔

جس تخت پر جہاں آرا ابریز کو بٹھانے کے لیئے اتنی بے تاب تھیں وہ چند دنوں میں ابریز عالم ٹھکرانے والا تھا۔

وہ ابھی تک بستر میں سوئی پڑی تھی جب فریدن بیگم اسے جگانے اوپر کو آئیں۔رات دیر تک کتاب پڑھنے کی وجہ سے وہ صبح کی اذان کے قریب سوئی تھی اور اب نا جانے ایسی کون سی آفت آن پڑی تھی کہ فریدن اسے اوازیں دیتے دیتے کمرے تک آن پہنچی تھیں۔۔

"مہر افروز نیچے کوئی آدمی تمھارا پوچھ رہا ہے، کہ رہا ہے اسے مہر افروز سے بات کرنی ہے۔"وہ کوفت بھرے انداز میں بولیں تو مہر اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"مہر اٹھ جاؤ ورنہ وہ فرنگی آدمی میرا سر کھا جائے گا۔"انھوں نے لحاف ایک جھٹکے سے اس پر سے کھینچا تو وہ نیچے گرتے گرتے بچی۔

"کون ہے اماں؟؟اتنی صبح صبح کس کو میری یاد آگئی ہے؟"اس نے اٹھ کر بالوں کو جوڑے میں باندھا اور پھر کپڑے نکال کر غسل خانے کی جانب بڑھ گئی۔

"دن ڈھلنے والا ہے اور اسے ابھی تک صبح لگ رہی ہے۔منہ دھو کر نیچے چلی آنا۔"فریدن کی بات پر مہر مسکرا کر رہ گئی۔

"ماؤں کی وہی ٹائم کو بڑھا چڑھا کر بتانے کی عادت"وہ سستی بھگانے کے لیئے ٹھنڈے پانی کے چھینٹے منہ پر مارنے لگی۔

مائیکل صحن میں پڑی چارپائی کی پائنتی جانب بیٹھا بڑے غور سے فریدن بیگم کو برتن بناتے دیکھ رہا تھا جبکہ وہ بار بار اس کو مشکوک نظروں سے گھورتیں۔

مہر افروز حلیہ درست کر کے نیچے آئی تو مائیکل کو وہاں دیکھ کر غش کھاتے کھاتے بچی۔لب سکڑے اور آنکھوں میں سرد مہری اتر آئی۔

"کیسی ہیں لیڈی مہر؟"وہ اٹھ کر اس کا ہاتھ تھامنے کو آگے بڑھا تو مہر کے تیوروں نے اس کے قدموں کو زنجیر ڈالی۔

"اماں بازار جارہی ہوں۔شام تک لوٹوں گی۔"مائیکل کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے جارحانہ انداز میں چارپائی سے چادر اٹھائی تو وہ خود میں سکڑ سا گیا۔

"کیوں آئے ہو یہاں مائیکل؟"اس نے چادر کو سر پر لے کر اس کا پلو کندھے پر منتقل کیا تو وہ اس کے ہمراہ چلنے لگا۔

"مہر افروز۔۔۔۔۔۔۔مہر نے گردن موڑ کر اسے شعلہ باز نظروں سے سر تا پاوں دیکھا تو وہ گڑبڑا کر لفظ لبوں پر روک گیا۔

"میرا مطلب تھا لیڈی مہر میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"اس نے کنکھیوں سے مہر کے تاثرات دیکھے جو بازار کے عقبی حصے میں موجود گھوڑوں کے لیئے پانی کے بنائے گئے تالاب کے پاس رک گئی تھی۔وہ اپنا گھوڑا لینے آئی تھی جسے اس نے چمپا کے حوالے کیا تھا کہ وہ اسے پانی پلا لائے۔

"جلدی کہو مائیکل میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے فضول چیزوں پر صرف کرنے کے لیئے۔"آواز ہموار تھی وہ تھوڑا ڈھیلا پڑا۔

"میں آپ سے محبت کرنے لگا ہوں لیڈی مہر۔" ڈرتے ڈرتے وہ بول تو گیا تھا مگر اب مہر کا چٹانوں جیسا سخت چہرہ دیکھ کر اسے اپنے یوں بولنے پر افسوس ہو رہا تھا۔

"آپ کیا سوچ رہی ہیں؟" اس کی طویل خاموشی کو بھانپ کر اس نے سوال کیا تو وہ ہاتھ پشت پر باندھ کر اس کی جانب گھومی۔

"میں یہی سوچ رہی ہوں کہ اگر میں تمھاری گردن گدی سے پکڑ کر اس تالاب میں ڈبو دوں تو تمھاری جان نکلنے میں کتنی دیر لگے گی؟" بات کے اختتام پر وہ مسکرائی تو مائیکل نے خوفزدہ آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ کر قدم پیچھے لیئے۔

"کیا خیال ہے مائیکل سمتھ صاحب؟؟ کیا آپ مرنے سے پہلے میرے حسن پر کوئی غزل یا شعر لکھنا چاہیں گے؟ اس کی مسکراہٹ مائیکل کو موت کا پروانہ لگنے لگی۔

مہر نے ایک قدم آگے لیا تو وہ اپنا تھیلا بغل میں دبا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

مہر نے چمپا کو گھوڑا اپنی جانب لاتا دیکھ کر نظروں کا زاویہ بدلا۔

"تم نے اس بیچارے کو ایسا کیا کہ دیا تھا جو وہ پاؤں سر پر رکھ کر بھاگ کھڑا ہوا؟" چمپا نے لگام اس کو پکڑائی۔

" کبھی بتاؤں گی ابھی اسے راز ہی رہنے دو۔" گھوڑا اب منہ مہر کی پوشاک سے رگڑ کر اس سے اظہار محبت کر رہا تھا۔

سرخ لالی کو لبوں کی زینت بنا کر وہ ایک آخری نگاہ اپنے سراپے پر ڈال کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ فیروزہ کو اشارہ کیا تو وہ ساتھ ہو لی۔ اس کا رخ اب مردان خانے کی جانب تھا۔ مردان خانے کے داخلی دروازے پر باشلق کھڑا کسی سپاہی سے محو گفتگو تھا جب اس کی نظر اپنی جانب آتی ماہ پارہ پر پڑی تو وہ خاموش ہو گیا۔

"ہمیں راجکمار سے ملنا ہے سپہ سالار۔" وہ پہرے داروں کو نظر انداز کر کے بولی تو باشلق انکار کر گیا۔

"آپ اندر نہیں جا سکتیں راجکماری۔"

"تواب آپ ہمیں اندر جانے سے روکیں گے؟؟"دو قدم چل کر وہ غرا کر اس کے نزدیک ہوئی تو وہ دیوار کے ساتھ جا لگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پوری شان سمیت مردان خانے میں داخل ہو چکی تھی۔اس نے باشلق کو زیر کر ہی لیا تھا۔

کچھ ضروری کاغذات لیئے بیٹھے ابریز نے گردن اٹھائی تو ماہ پارہ کو سامنے پا کر وہ گہری سانس بھر گیا۔ضدی اور ہٹ دھرم لڑکی۔

"کیسے آنا ہوا راجکماری؟"ابریز نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"آپ کو کچھ یاد کروانے آئے ہیں راجکمار."لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تو ابریز نے آنکھیں سکیڑ کر ماہ پارہ کی جانب دیکھا۔

"آپ نے ہمیں کہا تھا کہ ہم شاہی خون ہیں۔ہماری شادی ایک مہاراجہ سے ہی ہونی ہے۔"وہ چند پلوں کو رکی تو ابریز کی بھنویں سکڑیں۔

وہ جانتا تھا آگے وہ کیا کہنے جا رہی ہے۔

"ہم نے مہارانی بیگم کو آپ سے شادی کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی ہے۔امید کرتی ہوں آپ بھی اپنے فیصلے پر قائم رہیں گے۔"اس نے پاس پڑی پھلوں کی ٹوکری سے کچھ انگور توڑ کر منہ میں ڈالے۔وہ آج اس کا خاصا جاہلانہ روپ دیکھ رہا تھا۔

"راجکماری ہم سے شادی کے خواب دیکھنا چھوڑ دیں۔اور رہی بات آپ کی شادی کی تو وہ ایک مہاراجہ سے ہی ہو گی یہ ہمارا وعدہ ہے، لیکن وہ مہاراجہ ہم نہیں ہوں گے۔"

بہروز نے اپنی پشت تکیے سے لگائی تو ماہ پارہ نے آنکھیں بند کر کے اپنے طیش کو ضبط کیا۔

"آپ تو بڑے ناانصاف ہیں"ماہ پارہ کے سلگتی لکڑی کی مانند لہجے پر ابریز کو مہر افروز کے کہے گئے جملے کی یاد آئی۔

www.novelsclubb.com

"دیکھیں مہر۔۔۔ماہ پارہ۔"وہ اپنی بے خودی پر لعنت بھیج گیا۔

راجکماری کی آنکھوں کی پتلیاں سکڑ کر پھیلیں اور پھر لبوں پر استہزایہ مسکراہٹ چھائی۔

"ہم محبت محبت کرتے رہے اور کوئی آپ کو جیت کر لے بھی گیا. یاد رکھیں ہم آپ کو حاصل کر کے رہیں گے "اپنے نفرت سے بگڑتے جذبات کو قابو میں کر کے وہ طوفان کی مانند مردان خانے سے نکلی۔

باشلق نے حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھا اور پھر اندر سرہاتھوں میں گرائے ابریز کو۔

وہ غلطی سے مہر کا نام لے کر اس کو ماہ پارہ کی نظروں میں لے آیا تھا۔

ایک سرد جنگ کا آغاز ہو گیا تھا۔

"فضیلت خالہ آج بڑی پریشان اور شرمندہ لگ رہی تھیں۔" چمپا نے مالٹے کو ایک جانب سے چھیلتے ہوئے کہا تو مہر افروز نے کتاب کو چہرے کے سامنے سے ہٹا کر سوالیہ نظروں سے چمپا کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کس لیئے؟؟اور فضیلت خالہ ہمارے گھر آئی تھیں؟؟"اس نے چھلا ہوا مالٹا چمپا کے ہاتھ سے لیا تو وہ بھی قدرے حیرت کا شکار ہوئی۔

"تمھیں فریدن خالہ نے نہیں بتایا؟؟مٹی کے پیالے میں موجود نمک چمپا نے اس کی جانب بڑھایا۔

"فضیلت خالہ اپنے بیٹے کا رشتہ تمھارے لیئے لائی تھیں اور فریدن خالہ راضی بھی تھیں مگر آج صبح جب ہم دونوں گھوڑوں کو پانی پلانے لے کر گئے تھے تو فضیلت خالہ واپس آ کر رشتے سے انکار کر گئیں۔"چمپا خاموش ہوئی تو مہر نے مالٹے کی قاش منہ میں ڈالی۔ٹھنڈا میٹھا ذائقہ من کو بھا گیا۔

www.novelsclubb.com

"اچھی بات ہے خود ہی انکار کر دیا خالہ نے،ورنہ میں کر دیتی۔اماں نے نا جانے کیوں نہیں بتایا مجھے۔"اس نے نمک کو پوروں کی مدد سے اٹھا کر قاش پر لگایا اور پھر ٹانگیں پسار کر سیدھی ہو بیٹھی۔

"خالہ فریدن بھی کچھ پریشان ہوئی تھی۔ان کا کہنا تھا کہ لڑکا اچھا بھلا محل میں قاصد تھا بھلا ایسا رشتہ دو بار کہاں سے ملتا۔" چمپا نے چھلکے ایک تھال میں رکھے اور مالٹے چاندی کی گول تھالی میں رکھ کر مہر کی جانب کھسکائے تو مہر کو لگا کہ اس کی منہ میں ڈالی ہوئی قاش حلق میں پھنس گئی ہو۔وہ یک دم بری طرح کھانسنے لگی تو چمپا ہڑبڑا کر اس کی پشت تھپتھپانے لگی۔

"آرام سے مہر۔" اس کی بھوری آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔

"محل میں قاصد؟؟؟اورنگ دین؟؟؟اورنگ دین فضیلت خالہ کا بیٹا ہے چمپا؟؟" مہر مالٹے کو واپس رکھ کر رومال سے اپنی آنکھیں صاف کرنے لگی تو چمپا اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"تمھیں نہیں پتا تھا؟؟اورنگ ہی فضیلت خالہ کا بیٹا ہے مہر۔"

"ان کا بیٹا تو فتح پور پڑھنے گیا ہوا تھا نا؟؟" مہر کو سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ غصہ کرے یا حیرت کا اظہار کرے۔

چمپا اٹھ کر چاندی کے پتیلے نما برتن میں پانی لے آئی۔مہر کو اشارے سے ہاتھ دھونے کا کہا اور پھر اس کے ہاتھ دھونے کے بعد واپس لے کر پلٹ گئی۔۔

www.novelsclubb.com

"تین مہینے پہلے واپس آ گیا تھا اورنگ۔ نوردین چچا کی ملازمت سے استعفیٰ دینے پر مہاراج نے اسے شاہی قاصد بنا دیا۔" چمپا اب چیزیں سمیٹ رہی تھی۔

مہر افروز نے پیچھے ہو کر اپنی پشت کو دیوار سے لگائی اور پھر پاس پڑا لحاف ٹانگوں پر پھیلا لیا۔

"تم جب محل جاؤ گی تو اورنگ کو کہنا مہر افروز نے اسے بلایا ہے۔" وہ کچھ سوچ کر بولی تو چمپا نے مڑ کر اسے جانچتی نظروں سے دیکھا۔

"اب اس بیچارے کو اس طرح مت دھمکانا جیسے مائیکل کو دھمکایا تھا۔ اس نے ویسے بھی رشتے سے انکار کر دیا ہے۔" وہ فوراً اورنگ کی حمایت میں بولی تو مہر نے صرف مسکرانے پر اکتفاء کیا۔

www.novelsclubb.com

"یعنی وہ ویسا ایسا ہی کرے گی۔ یا شائید نہیں۔"

ساری رات وہ جلے پیروں والی بلی کی مانند پورے کمرے میں چکر لگاتی رہی۔دل چاہ رہا تھا ہر چیز نوچ اور اکھاڑ پھینکے۔اس نے خود کو کیسے قابو کیا تھا صرف وہی جانتی تھی۔فیروزہ پانی کا گلاس لے کر کمرے میں آئی تو وہ جارحانہ انداز میں اس کی جانب بڑھی۔

"راجکماری آپ نے پانی منگوایا تھا۔"اس کے بولنے کی دیر اس نے ایک جھٹکے سے گلاس پر ہاتھ مارا۔پانی کا گلاس اڑتا ہوا دیوار سے جا لگا اور نتیجتاً سارا پانی قالین پر پھیل گیا۔فیروزہ ڈر کر پیچھے پڑے میز کے ساتھ جا لگی۔

"تمھیں میں نے اس لڑکی کی مکمل معلومات لانے کو بولا تھا اور تم صرف اس کا شجرہ نصب پوچھ کر لوٹ آئی فیروزہ؟"فیروزہ کو لگا اگر وہ جواب میں کچھ بولی تو ماہ پارہ اسے مارنے سے بھی گریز نہیں کرے گی۔

"وہ لڑکی مہر افروز،وہ کب ملی راجکمار سے؟کہاں ملی؟کب سے جانتے ہیں وہ دونوں ایک دوسرے کو؟"کمرے میں ٹہلتے ہوئے وہ دونوں ہاتھوں کو ہوا میں لہرا لہرا کر چیختے ہوئے پوچھنے لگی تو فیروزہ کو اس پر پاگل ہونے کا گمان لگا۔

www.novelsclubb.com

"راجکماری معاف کر دیں۔ میں صبح ہوتے ہیں خود بازار جا کر ساری چھان بین کر لاؤں گی۔" سر جھکائے وہ منمنائی تو ماہ پارہ نے ایک قہر آلود نظر اس پر ڈالی۔

"تمھیں یہ کرنا پڑے گا فیروزہ۔ ہمارا دل جل رہا ہے آخر کون ہے وہ لڑکی جس نے ابریز عالم کے دل تک رسائی حاصل کر لی۔" بستر پر بیٹھ کر اس نے لٹیروں کے بازار پر حملہ کرنے والے دن کو یاد کیا۔ مٹا مٹا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے آیا۔

"راجکماری آپ کے لیئے مکتوب آیا ہے۔" فیروزہ نے سنہری لفافہ اس کی جانب بڑھایا تو وہ اسے پرے اچھال گئی۔

"تجوری میں رکھ دو۔" وہ ایک جھٹکے سے پشت کے بل بستر پر گر کر گہرے سانس لینے لگی۔ رات گزرنے کا انتظار طویل ہوتا جا رہا تھا۔

---

www.novelsclubb.com

آج موسم کافی خوشگوار تھا۔نہ زیادہ ٹھنڈ تھی اور نہ ہی گرمی۔آسمان پر تیرتے نیلے اور سفید روئی جیسے بادل دل کو بہت بھا رہے تھے۔ہوا کا ایک تازہ جھونکا آتا تو درختوں کے پتے اور پھولوں سے لدی ڈالیاں رقص کا کرتے دکھائی دیتے۔

ابریز، جہانداد عالم سے مل کر باغیچے میں آیا تو سپاہیوں کے ہمراہ کھڑا اورنگ چوکس ہو گیا۔ابریز کے قریب آتے ہی وہ جھک کر اس کے ہاتھ کو لبوں سے لگا گیا۔

"اورنگ یہ مکتوب مہرافروز تک پہنچا آؤ۔"اس نے چمڑے میں لپٹے ورق کو اورنگ کے حوالے کیا۔

"جو آپ کا حکم راجکمار۔"وہ مڑنے لگ تو ابریز نے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔

سیاہ چھوٹی سی پوٹلی کے اندر سکے جتنی گول جڑاؤ پن تھی جس کے وسط میں گہرے سبز رنگ کا پتھر جڑا تھا جبکہ اس کے اطراف میں سفید چھوٹے چھوٹے ہیروے لگے تھے۔اس جڑاؤ پن کے ساتھ ایک سوئی جتنی لمبی زنجیر تھی جس کے آخر پر ایک سفید رنگ کا گول موتی نتھی

www.novelsclubb.com

ہوا تھا۔ بلاشبہ وہ انتہا کا خوبصورت تحفہ تھا۔ اس نے ابریز کے دیئے ہوئے مکتوب کو تھیلے میں ڈالا جبکہ جڑاؤ پن اور نگ نے اپنے جیب میں ڈال لی اور یہاں وہ غلطی کر گیا۔

ابریز قاصد کو فارغ کرنے کے بعد باغیچے میں مسہری پر بیٹھی مہارانیوں کے پاس چلا آیا۔

"خوش آمدید راجکمار" جہان آرا بیگم مسکرا کر اس سے بولیں تو وہ بھی ان کا شکریہ ادا کر کے پکھراج کے ساتھ ایک جانب بیٹھ گیا۔

"شکریہ والدہ۔ والدہ پکھراج آپ کیسی ہیں؟" وہ ان کا ایک ہاتھ اپنی گرفت میں لے کر بولا تو جہاں آرا بیگم کو یہ نظارہ ایک آنکھ نہیں بھایا۔

"اللہ کا شکر ہے ہم ٹھیک ہے۔ آپ کی نظروں کے سامنے ہیں۔" پکھراج اداسی سے مسکرائیں، ابریز کو ان کی مسکراہٹ بہت آسودہ لگی۔

"پکھراج ہم اپنے بیٹے سے تنہائی میں کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔" حکم صادر کر کے وہ دونوں ہاتھ ایک دوسرے پر ٹکا کر بولیں تو پکھراج بیگم اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"رکیں پکھراج والدہ، بیٹھیں۔آپ بولیں والدہ حضور ہم سن رہے ہیں۔"اب کی بار وہ بیٹے کے بجائے ایک مہاراجہ کی طرح حکم دیتے ہوئے بولا تو دونوں مہارانیوں کو حکم کی تکمیل کرنی پڑی۔

"ہم جلد از جلد آپ کی شادی کرنا چاہتے ہیں ابریز۔"ماں کی بات پر اس کے نرم تاثرات جاتے رہے۔

"باباجان کی صحت کو دیکھتے ہوئے ہمیں ابھی امرتسر کو سنبھالنا ہے۔جنگ ابھی تک ہمارے سر پر کھڑی ہے۔بہتر ہے اس بارے میں ہم پھر کبھی بات کریں."دوٹوک لہجے میں بول کر وہ نشست سے کھڑا ہوا۔پکھراج خاموش نظروں سے دونوں ماں بیٹے کو دیکھتی رہیں۔

www.novelsclubb.com

"دیکھیں شادی اتنی بڑی ذمہ داری نہیں ہے،اور ویسے بھی لڑکی محل میں ہی موجود ہے۔"پکھراج بیگم نے ماہ پارہ کے ذکر پر سر جھکا لیا۔کبھی وہ ان کے بیٹے کے ساتھ منسوب تھیں۔

"پہلی بات تو والدہ ہم ماہ پارہ سے شادی نہیں کرنا چاہتے اور دوسرا جو لڑکی اس محل میں ہماری زوجہ بن کر آئے گی ہم جلد ہی اس سے آپ کی ملاقات کروائیں گے۔" وہ گویا بات ہی ختم کر گیا تھا اور کسی دوسری لڑکی کا سن کر جہان آرا کے چہرے پر غضب ناک تاثرات امڈ آئے تھے۔

"ابریز عالم کسی دوسری لڑکی سے مطلب؟؟ آپ مہاراجہ بننے والے ہیں آپ کی ہونے والی زوجہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتی ہوں گی۔" وہ بھی اٹھ کر ان کے مقابل چلی آئی تھیں۔ پکھراج نے گھبرا کر ابریز کے شانے پر ہاتھ رکھا کیونکہ اس کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ ہماری زندگی ہے والدہ، جو لڑکی ہماری زندگی میں آئی گی وہ صرف ہمارے دل سے تعلق رکھتی ہو گی، شاہی خاندان کا ہونا اہم نہیں۔" وہ ایک ایک لفظ چبا کر مگر ہموار لہجے میں بولا تو جہان آرا بے دم سی ہو کر مسہری پر جا بیٹھیں۔ ابریز جا چکا تھا اور فضا میں تناؤ بڑھ گیا تھا۔ پکھراج نے ایک افسوس کرتی نگاہ ان پر ڈالی اور حرم کی جانب چلی گئیں۔

"اس طرح تو آپ تخت کھو دیں گے ابریز۔ ہم آپ کو ایسا نہیں کرنے دیں گے۔"

لکڑی کی ٹوکری جس سے پھل اور سبزیاں باہر جھانک رہے تھے، بازو پر ٹکائے وہ سیاہ چغہ پہنے تیز تیز قدم اٹھائے مطلوبہ پتے پر پہنچنے کی جلدی میں تھی۔ خوانچہ فروش، ریڑھی بان، پھل فروش ایک دم سے اسے لگا جیسے سب اسے ہی گھور رہے ہیں مگر وہاں کوئی اس جانب متوجہ نہیں تھا۔ اس نے ابراہیم چچا کی دکان پر پہنچ کر چغے کی ٹوپی پشت پر گرائی تو سنہری آنچل واضح ہوا۔ فیروزہ نے دکان پر بیٹھے نوجوان کو دیکھا جو آری سے لکڑی تراشنے میں مصروف تھا۔ اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری اور آگے بڑھ کر اسے متوجہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"سلام، نوجوان ہم فیروزہ ہیں مہر افروز کی سہیلی، ہم محل سے آئے ہیں۔ مہر افروز کو ہم نے کچھ چیزیں دینی تھی لیکن وہ آج بازار نہیں آئیں۔" اس نے پہلو میں گرائے ہاتھ میں چغے کو سختی سے پکڑا مبادا وہ کوئی سوال ہی نہ کر لے۔

ایوب نے ایک نظر اس گندمی رنگت والی لڑکی کو دیکھا جو گھبرائی ہوئی لگتی تھی۔

"کچھ مصروف ہوں گی مہر باجی، آپ ایک کام کریں ایک گلی چھوڑ کر آگے ان کا مکان ہے۔آپ ان کے گھر چلی جائیں." "اس کو مہر کے گھر کا پتا بتا کر وہ واپس سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔فیروزہ نے جلدی سے چہرے لپیٹا اور پھر پوشاک کو ایک جانب سے پکڑ کر گلی کے ایک جانب چلنے لگی۔دل ڈر سے رفتار پکڑے ہوئے تھا۔اگر چمپا یا کسی سپاہی نے اسے یوں بازار میں دیکھا تو سوال جواب کا ایک لمبہ سلسلہ چل نکلے گا۔

"مہر افروز خاتون" اورنگ نے سر پر پہنی ٹوپی درست کی اور پھر صحن کے باہر لگے لوہے کے دروازے پر ہاتھ سے دستک دیتے ہوئے مہر کو آواز دی۔

مہر جو اماں کے دھوئے ہوئے کپڑوں کو تہہ لگا رہی تھی بالکنی سے جھانک کر نیچے دیکھا۔اورنگ کو دیکھتے ہی ذہن میں کوندا لپکا کہ چمپا نے شائید اسے پیغام پہنچا دیا ہے اس لیئے نیچے دوڑی چلی آئی۔

www.novelsclubb.com

گاڑھے گلابی اور سیاہ رنگ کے مرکب کی بنی ساڑھی پر اس کے گیلے بھورے گھنگریالے بال سامنے کی جانب پڑے تھے۔ساڑھی کی بازو کندھے سے پھولے ہوئے تھے جو کلائی پر آکر تنگ ہو جاتے۔دھلا دھلا اور نکھرہ نکھرہ چہرہ۔

امرتسر کے قاصد نے مہرافروز کو یوں ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر اپنے دل کو ڈپٹا۔

"خاتون راجکمار نے آپ کے لیئے پیغام بھیجا ہے۔"مہر نے مکتوب لے کر مٹھی میں دبایا تو ایک لمحے کو رک کر تذبذب کا شکار اورنگ کے چہرے کو دیکھا۔

"کیا کوئی اور بھی مسلئہ ہے؟"اورنگ نے آج اس کے لہجے میں کوئی نرمی نہیں دیکھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"راجکمار نے ایک تحفہ بھی بھجوایا تھا۔"اس نے ڈر سے نظر مہر کے پیروں پر جمائی تو مہر نے ہاتھ کا چھبا بنا کر سورج کی روشنی کو اپنی آنکھوں میں پڑنے سے روکا۔

"کدھر ہے؟؟"اورنگ نے سر اٹھا کر مہارانیوں کی سی شان والی لڑکی کو دیکھا اور مناسب الفاظ میں اسے بتانے لگا۔

"راجکمار نے جو تحفہ آپ کے لیئے بھجوایا تھا وہ مجھ سے کھو گیا ہے۔" آخر پر وہ ڈھلکے ہوئے کندھوں کے ساتھ خاموش ہو گیا۔

"کھو گیا؟؟ کیا مطلب ہے اورنگ دین تم اتنے نااہل کیسے ہو سکتے ہو؟" وہ غرا کر بھوکی شیرنی کی مانند بولی تو وہ خاموش کھڑا رہا۔

"میری نظروں سے اوجھل ہو جاؤ اورنگ۔" ابریز کے دیئے ہوئے تحفے کو کھونا اس کے لیئے سوہان روح تھا۔ یا اللہ اتنی بداحتیاطی۔ مہر نے جھٹ پٹ مکتوب کھولا۔ اس میں ابریز نے تحفے کا ذکر کیا تھا۔

وہ مڑ کر جانے لگا تو مہر افروز کے لفظوں نے اسے روکا۔

"راجکمار سے ہم آج ملنے جائیں گے تو مناسب بہانہ تلاش کر کے تحفے کے کھو جانے کا بتا دیں گے۔ تمھیں اپنی نوکری کو خطرے میں ڈالنے کی ضرورت نہیں۔" مہر افروز کہ کر اندر چلی گئی تو اس نے گردن ترچھی کر کے اسے جاتے ہوئے دیکھا اور پھر جیب سے وہ جڑاؤ پن نکال کر اس کے چمکتے نگینوں پر اپنا انگوٹھا پھیرا۔

www.novelsclubb.com

"اورنگ دین میں ابھی اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ وہ اپنے محبوب کو اپنے ہاتھوں سے کسی اور کے تحفے پہنچائے۔" اداس مسکراہٹ لیئے وہ محل واپس پلٹ گیا اور اس پلر کے پیچھے موجود نفس کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

یہاں آنا بیکار نہیں گیا تھا۔

حرم میں موجود خادماؤں کی شامت آئی ہوئی تھی۔ابریز کی جانب سے دلایا گیا غصہ وہ خادموں پر اتار رہی تھیں۔پکھراج بہروز عالم کے جانے کے بعد کافی خاموش رہنے لگی تھیں۔اب ہنگامے انھیں متاثر نہیں کیا کرتے تھے۔

www.novelsclubb.com

"چندن بائی شام کو ساری لڑکیوں کو حرم میں بلوائیں ہم ان سے پوچھ گچھ کریں گے۔"

"کون ہے وہ لڑکی جس نے جہان آرا کے بیٹے پر نظر ڈالی ہے۔اتنی جرآت کون کر سکتا ہے؟" ابال تھا کہ اندر آتش فشاں بن گیا تھا۔

"ہم بتاتے ہیں مہارانی بیگم، ہم بتاتے ہیں۔" لبوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ ماہ پارہ حرم میں داخل ہوئی تو جہان آرا بیگم کے کان کھڑے ہو گئے خادمیں بھی انتظار میں تھیں کہ آخر وہ حسینہ ہے کون؟ پکھراج کو اس لڑکی کے نصیب پر افسوس ہوا تھا.

"آپ کے بیٹے نے ایک کمہارن کی بیٹی سے محبت کی ہے مہارانی بیگم۔ اس کا نام مہر افروز ہے۔ کمہارن فریدن کی بیٹی۔" ماہ پارہ اتنی بلند آواز میں بولی تھی کہ ہر جانب سناٹا چھا گیا۔ جہان آرا بیگم کا چہرہ دھواں دھواں ہونے لگا، خادماؤں کی سرگوشیوں نے ماحول مزید گرم کر دیا تھا۔

"کیا بکواس کر رہی ہیں ماہ پارہ؟" وہ ایک ایسی لڑکی کو بھلا پسند کیوں کریں گے؟

"یہی تو مہارانی بیگم کہ وہ ایک ادنیٰ سی لڑکی سے محبت کیسے کر بیٹھے۔ کیا انھیں اپنے تخت کی فکر بھی نہیں جو وہ ایک کمہارن کی بیٹی کے لیئے داؤ پر لگا دیں گے۔" وہ اتنے حقیرانہ انداز میں بولی کے پکھراج بیگم کا چہرہ ضبط سے گلابی ہو گیا۔

"میری بات سنیں ماہ پارہ۔" پکھراج کی آواز پر سب کی گردنیں میکانکی انداز میں گھومیں۔

"وہ جو بھی ہے اور جیسی بھی ہمیں اتنا یقین ضرور ہو گا کہ آپ سے لاکھ گنا خوبصورت اور خوب سیرت ہو گی۔اس کے غرور کے آگے آپ کا یہ وجود جل کر خاکستر ہو جائے گا۔وہ یوں ہر کسی کو حقیر نہیں جانتی ہو گی۔وہ ابریز عالم کی پسند ہے یقیناً جب دیکھتی ہو گی تو سامنے والے کو ہلا کر رکھ دیتی ہو گی۔"پہلی بار محل میں سب نے پکھراج کو کسی کی حمایت کرتے دیکھا تھا۔ماہ پارہ کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے کسی نے بے تحاشہ تھپڑوں سے مارا ہو، جہان آرا وہی ازلی نخوت اور نفرت چہرے پر سجائے کھڑی تھیں جیسے فرق ہی نہ پڑتا ہوا۔

"وہ شاہی خون نہیں ہو سکتی۔"ماہ پارہ کی پھنسی پھنسی آواز پر پکھراج بیگم ہنس پڑیں۔ان کی ہنسی بڑی دلکش تھی۔

www.novelsclubb.com

"وہ ابریز کے دل پر پوری شان سے راج کرتی ہے اسے شاہی خون ہونے کی ضرورت نہیں۔"پکھراج ماہ پارہ کے قریب سے گزر کر حرم کا دروازہ عبور کر گئیں اور وہ شکستہ سی جہان آرا کو دیکھنے لگی جن کا دماغ کچھ اور ہی جال بن رہا تھا۔

مہر افروز تو انھیں بازار جانے کا بتا کر چلی گئی تھی۔ فریدن بیگم نے چاول بھگو کر رکھے اور پھر صحن میں جھاڑو دینے لگیں۔ باہر گھوڑوں کی ہنہناہٹ سنائی دی تو وہ چند پل رک کر انتظار کرنے لگی کہ شائید کوئی اندر داخل ہو مگر کافی دیر تک کوئی ہلچل نہیں ہوئی تو پھر سے جھاڑو کی جانب متوجہ ہو گئیں۔ سپاہی نے گھوڑے سے اتر کر بگھی کا دروازہ کھولا تو چندن بائی باہر نکلیں اور پھر مہارانی بیگم کے لیئے ہاتھ آگے بڑھایا۔

فریدن نے باہر سے آتے شور کو نظر انداز کیا کیونکہ گھر بازار کے ساتھ ہونے کی وجہ سے کبھی کبھار ایسا شور آتا رہتا تھا۔

لوہے کے پٹ کو دھکیل کر چندن بائی مہارانی کے ہمراہ فریدن کے گھر میں داخل ہوئیں تو فریدن مہارانی بیگم کو یوں اچانک سامنے دیکھ کر بوکھلا گئیں۔

"مہارانی بیگم "انھیں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ انھیں کہاں بٹھائیں اور کیسے خدمت کریں مگر جہان آرا تنے تاثرات کے ساتھ وہیں صحن میں کھڑی رہیں۔

www.novelsclubb.com

"ہم یہاں تمھاری مہمان نوازی دیکھنے نہیں آئے فریدن صرف تنبیہہ کرنے آئے ہیں اپنی بیٹی کو لگام ڈالو۔ آئندہ مجھے مہر افروز اپنے بیٹے کے گرد نظر نہ آئے فریدن۔" جہان آرا بیگم نے انھیں سنگین نتائج کی دھمکی دی تھی۔

"مہارانی بیگم آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی" وہ دونوں ہاتھ ان کے سامنے جوڑ کر بولیں تو مہارانی نے ہنکارا بھرا۔

"دعا کرو فریدن کہ یہ غلط فہمی ہی ہو۔ جس دن ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا وہ تمھارا اور تمھاری بیٹی کا امرتسر میں آخری دن ہو گا۔" سارے زمانے کی تلخی وہ اپنے لہجے میں سمو کر ان پر انڈیل گئیں۔

www.novelsclubb.com

اور پھر فریدن نے انھیں واپس لوٹتے دیکھا۔

سپاہیوں کے گھوڑے پر سوار ہونے کی آوازیں، گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں، راہ گیروں کو راستے سے ہٹانے کی آوازیں، ٹاپوں کی آوازیں اور پھر طویل خاموشی۔۔۔۔

فریدن ویران آنکھیں لیئے وہیں چارپائی پر بیٹھ گئیں۔

جنوری اپنے الوداعی دنوں میں تھا۔ صبح کی نسبت شام کو موسم سرد ہو جاتا تھا۔ کبھی کبھار سارا امرتسر دھند کی لپیٹ میں بھی آ جاتا۔ سپاہیوں نے موٹی موٹی لکڑیاں جلا کر آگ کا الاؤ تیار کیا، شاہی باورچی نے دنبخ کیئے غزال کے گوشت کو سیخ میں پرو کر آگ سے نکالے گئے کوئلوں پر بھوننا شروع کر دیا تھا۔ ایک جانب زمین پر قالین بچھا کر گاؤ تکیے لگائے گئے تھے جبکہ دوسری طرف ایک وجود جس کے چہرے پر سیاہ غلاف چڑھایا گیا تھا وقفے وقفے سے اپنی مزاحمت ظاہر کرتا تو سپاہی اس کے ہاتھوں کی رسی کو مزید کس دیتے۔ پوری فضا بھنے ہوئے گوشت سے معطر ہونے لگی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ابریز باشلق کے ساتھ منظر عام پر نمودار ہوا۔

www.novelsclubb.com

"کیا تم برطانوی شاعر کو لے آئے باشلق؟" نظریں جھرنے کے بہتے پانی پر مزکور کر کے اس نے پوچھا تو باشلق نے سامنے سے ہٹ کر درخت سے بندھے آدمی کی جانب اشارہ کیا۔۔

"ٹھیک ہے اسے یہاں سامنے لے آؤ۔" ابریز نے اشارے سے اسے قریب لانے کو کہا تو سپاہی اس کی رسیاں کھولنے لگے۔ گوشت سے اٹھنے والی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی تو وہ

پہلی بار باورچی کی جانب متوجہ ہوا۔وہ گوشت کے پارچے باری باری سیخوں پر لٹکاتا جاتا جب ان میں سے پک کر پانی ٹپکنے لگتا تو وہ ان کا رخ بدل دیتا۔

باشلق اس قیدی کو ابریز کے قریب چھوڑ کر باقی سپاہیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔

"آج تو راجکمار نے ہمارے لیئے خاص انتظام کیا ہے." وہ ایک طائرانہ نظر ارد گرد دوڑاتے ہوئے مدھم لہجے میں بولی۔

"مہر افروز۔" ابریز عالم گھوما تو گلابی ساڑھی پہنے، بھوری آنکھوں میں کاجل اور گھنگریالے بالوں میں اس کی دی گئی موتیوں کی لڑیاں سجائے وہ موم کی گڑیا بنی کھڑی تھی۔

"آج تو آپ کو ہماری آمد کا علم بھی نہیں ہوا۔"۔وہ آنکھوں میں شرارت لیئے گویا ہوئی تو ابریز نے اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیا۔

"آپ کے ہی بارے میں سوچ رہے تھے۔کوئی بھی مہر افروز کے آگے اتنی اہمیت نہیں رکھتا جو ہمارے دل و دماغ میں جگہ بنا پائے۔" وہ نظریں چرا گئی۔کان کی لوئیں تک سرخ پڑ گئیں۔

"ہم آپ کو کچھ دکھانا چاہتے ہیں مہر افروز۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر اس یرغمال آدمی کے پاس لے آیا۔

مہر نے سوالیہ نظروں سے ابریز کو دیکھا تو وہ آگے بڑھ کر اس شخص کے چہرے سے سیاہ غلاف اتار گیا۔

"مائیکل سمتھ۔" وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گئی تھی۔

"لیڈی مہر ہماری مدد کریں۔" وہ سیاہ آنکھیں اس پر جمائے بڑی آس سے بولا تو مہر کندھے اچکا گئی۔

"آپ کو کیا لگتا تھا مہر کے ہم آپ سے اتنے بے خبر ہیں کہ یہ تک نہیں جانتے کہ آپ کو کیا چیز پریشان کر رہی ہے اور کیا نہیں؟" اس نے بندھے ہاتھوں اور اجڑے حالت والے سمتھ کو دیکھ کر کہا تو مہر کی آنکھوں میں اپنے لیئے پنپتا محبت کا جذبہ اسے سرشار کر گیا۔

"اس کو آزاد کر دیں راجکمار، بے وقوف انسان ہے۔" وہ بے دلی سے اس پر تبصرہ کر کے ہٹ گئی۔

"اگر بے وقوف نہ ہوتا تو یوں سر عام آپ سے اظہار محبت نہ کر بیٹھتا." ابریز کی آنکھیں سرد سرد محسوس ہونے لگیں جیسے سمندر کا نیلا پانی سردی میں جم جاتا ہے۔

"آپ کو جلن ہو رہی ہے؟" مہر کے اچانک مڑنے پر ابریز کے قدم رک تو گئے مگر مہر افروز کا سر اس کے سینے سے ٹکرا گیا۔اس نے حیرت سے سر اٹھایا۔

"کیا محبت میں کبھی مرد کا دل بھی اتنی بری طرح دھڑک سکتا ہے؟" وہ سوچ کر رہ گئی۔

"لوگ تو دوستی میں جلن محسوس کرتے ہیں یہ تو پھر محبت ہے۔ جلن محبت کا آدھا حسن ہے۔" وہ دونوں اب بہلول بابا کے پاس آ رکے تھے۔ باورچی نے گوشت کے بھنے ہوئے پارچے کانچ کی پلیٹ میں رکھ کر مہر افروز کی جانب بڑھائے تو وہ مسکرا کر تھام گئی۔

نرم نرم گوشت کا ٹکڑا بڑا لزیز تھا اس نے دل میں اعتراف کیا۔

ہوا کا ایک ہڈیوں کو جما دینے والا سرد جھونکا آیا تو وہ ٹھٹھر گئی۔

ابریز نے جھک کر لکڑیوں میں پھنسے اس کے ساڑھی کے پلو کو آزار کیا اور پھر ہاتھ میں لے کر اسے جھاڑا تو مہر کے چہرے پر "مت بگاڑیں میری عادتیں" اسے واضح لکھا نظر آیا۔

"آپ اپنے ساتھ کچھ بھاری چیز نہیں لے کر آئیں مہر۔ دیکھیں موسم کتنا سرد ہو رہا ہے۔" وہ خفگی سے کہہ کر اپنے گھوڑے کی جانب چلا گیا۔

"آپ نے گوشت بہت لذیز بھونا ہے بابا۔" مہر کی بھوری آنکھوں کا نرم تاثر بہلول بابا کو بہت بھایا تھا۔

"مہارانی سا آپ کے والد کس گڑھ کے نواب ہیں؟" باورچی کے معصوم سوال پر اس کی ہنسی فضا میں نغمے کی مانند بکھر گئی۔

"ہم یہیں امرتسر کے رہنے والے ہیں بابا۔" ابریز اپنے ہاتھ میں بھورے رنگ کی اونی شال اٹھا کر لایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اسے اوڑھ لیں مہر افروز۔" وہ زیر لب ہنس کر اسے اوڑھ گئی۔

"راجکمار آپ کا بھیجا ہوا تحفہ ہم سے کھو گیا ہے۔" مہر کی گہری بھوری آنکھوں میں کھو جانے کا افسوس تھا۔

"پریشان مت ہوں تحفے کھو جاتے ہیں، ہم اور بھیج دیں گے۔" وہ دونوں سارے خوبصورت منظر کی جانب پشت کر کے کھڑے تھے۔

"تحفے کھو جاتے ہیں لیکن ہم نے ابریز عالم کا تحفہ کھویا ہے، ہمیں تکلیف ہوئی ہے۔" وہ کھوئے کھوئے انداز میں بول رہی تھی۔ ابریز نے اپنا ٹھنڈا یخ ہاتھ اس کے تپتے گال پر رکھا تو وہ چونکی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے۔ بادلوں کے جھرمٹ میں چھپا سورج بھی یہ خوبصورت منظر دیکھنے کو نکل آیا تھا۔ ان دونوں کے وجود دور سے دیکھنے پر سیاہ لگ رہے تھے جبکہ چہروں پر سورج کی پڑنے والی روشنی سے ان کے نقوش چمک رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"مہر افروز آپ اتنی سی بات پر تکلیف میں ہیں، ہمیں دیکھیں ہم آپ کی خاطر یہ تخت چھوڑ کر بھی تکلیف محسوس نہیں کریں گے۔" بھوری آنکھوں نے نیلی آنکھوں میں جھانک کر محبت سے بھرا جذبہ تلاش کرنا چاہا۔ لبوں پر تبسم بکھرا۔ دونوں کے دل ایک عجیب ترنگ پر دھڑکنے لگے۔

"کبھی ہم میں سے اور امرتسر میں سے کسی ایک کو چننا پڑا تو بلا جھجک امرتسر کو چنئیے گا راجکمار۔" حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا۔

"موت کو چننا زیادہ آسان ہو گا مہر افروز۔" مہر کے آنسو اسے تکلیف دے رہے تھے۔ وہ اس کے حصار سے نکل کر دھند میں غائب ہو گئی اور وہ ابھی تک ان بھوری آنکھوں کے سحر میں جکڑا کھڑا تھا۔

مہر افروز کے جانے کے بعد ابریز نے مائیکل کو چھوڑ دینے کا حکم دیا تھا اور آئندہ کے لیئے امرتسر آنے پر پابندی عائد کر دی۔

سفید اور سنہری رنگ والی بگھی وہاں آ کر رکی تو ابریز نے باشلق کی جانب دیکھا جیسے کہ رہا ہو کسی اور نے بھی آنا تھا؟؟ باشلق خود بھی حیران تھا مگر پھر بگھی سے اترنے والے وجود نے وہاں ان سب کو ورطہ حیرت میں مبتلا کر دیا۔

میرون رنگ کی بھاری پوشاک کے ساتھ وہ سنگھار سے لیس تھی۔ سج سج کر چلتی وہ اس کے قریب آئی تو ابریز کے تیور خطرناک حد تک بگڑ چکے تھے۔

باورچی اب ساری چیزیں سمیت رہا تھا۔

"لگتا ہے راجکمار آپ کسی اور کے انتظار میں تھے اس لیئے ہمیں دیکھ کر اتنی حیرت میں ہیں. نہیں؟؟ وہ فریبانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے اس سے بولی تو ابریز کندھے جھٹک گیا۔

"جس کے انتظار میں ہم یہاں آئے تھے وہ کب کی ہم سے مل کر جا چکی ہیں راجکماری۔ آپ کافی دیر سے پہنچی ہیں۔" اس کے جواب پر وہ کراہ کر رہ گئی۔ وہ جو انھیں اپنی آنکھوں کے سامنے ساتھ دیکھنا چاہتی تھی وہ موقع گنوا بیٹھی تھی۔

"یعنی آپ اس بات سے مکریں گے نہیں کہ آپ شکار کرنے آئے تھے۔" اس نے دونوں ہاتھ پشت پر باندھے تو اس کے سینے پر موجود چادر پر لگی جڑاؤ پن واضح ہوئی۔

"ہم آپ کو جواب دہ نہیں ہیں۔ آپ نے مخبر ہمارے پیچھے لگا کر گستاخی کی ہے ماہ پارہ۔ انجام جانتی ہیں؟" اس نے گردن اس کی جانب جھکا کر تپتے لہجے میں کہا تو وہ آنکھیں جمائے کھڑی رہی۔

ابریز سامنے سے ہٹا تو سورج کی کرن جڑاؤ پن کے نگینے پر پڑی۔ نگینہ سے روشنی منعکس ہو کر ابریز کے چہرے پر پڑی تو وہ ٹھٹھکا۔ الٹے قدموں واپس آیا اور پھر اس کے لباس پر لگی جڑاؤ پن پر نظر پڑتے ہی اس کے چہرے پر طیش ابھرا، ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ گئیں۔

"راجکماری یہ گہنا آپ کے پاس کہاں سے آیا ہے؟" وہ کاٹ دار لہجے میں بولا تو ماہ پارہ بے خوفی سے کھڑی رہی تیر نشانے پر لگا تھا۔

"راجکمار ہم نے آپ کا تحفہ کھو دیا ہے۔" مہر کا کچھ دیر پہلے کا جملہ کان میں گونجا تو اس کی کنپٹیاں سلگنے لگیں۔

پانچ گھنٹے پہلے:

پکھراج بیگم کا اسے کھری کھری سنانے پر وہ بھری بیٹھی تھی جب فیروزہ ہانپتے ہوئے اس کے کمرے میں آئی۔

"فیروزہ کوئی ایسی بات بتانا جو تمھارے اس محل میں ٹکے رہنے کی وجہ بنے۔" اس کی کاٹ دار نظروں سے، پہلے تو فیروزہ گھبرائی پھر مسکرا پڑی۔

www.novelsclubb.com

"راجکماری، راجکمار ابریز آج شام آبشار والے جنگل میں شکار کے بہانے مہر افروز سے ملنے جائیں گے۔" فیروزہ کے بولتے ہی ماہ پارہ کی آنکھوں میں ستائش اتری، لب پھیل گئے۔

"آفرین فیروزہ آفرین۔" وہ واقعی خوش ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں ایک سرا آ گیا تھا۔

"راجکماری ایک اور خبر بھی ہے۔" وہ رک کر بولی تو ماہ پارہ نے ہاتھ میں پہنا کنگن اتار کر فیروزہ کے حوالے کیا۔

"کہو ہم سن رہے ہیں۔" اس نے اٹھ کر کھڑکی کے سامنے سے پڑے پردے ہٹائے تو باغیچے میں سپاہیوں کے ہمراہ کھڑے ابریز کو بغور دیکھا۔

"راجکمار نے قاصد کے ہمراہ مہر افروز کے ہاں تحفہ بھی بھجوایا تھا۔" ماہ پارہ کے چہرے پر ناپسندیدگی ابھری جیسے اسے یہ بات اچھی نہ لگی ہو۔

"لیکن قاصد نے تحفہ مہر کے حوالے نہیں کیا۔ وہ ابھی تک شاہی قاصد اورنگ دین کے پاس ہے۔"

"فیروزہ قاصد کو ہماری پاس لے کر آؤ۔" وہ حکم دے کر میز پر پڑے مکتوب کی جانب متوجہ ہو گئی جو کچھ دیر پہلے سپاہی اس کے حوالے کر کے گیا تھا۔

سنہری رنگ کا لفافہ جس کے اوپر سرخ رنگ کی مہر لگی تھی۔اس نے پرے ڈال دیا کیونکہ فلحال اس کا دماغ کہیں اور اٹکا تھا۔

فیروزہ اورنگ کو اپنے ہمراہ لے کر آئی تو ماہ پارہ نے اسے آنکھ کے اشارے سے باہر جانے کا کہا۔

"حکم کریں مہارانی۔" وہ سر جھکا کر ادب سے بولا تو ماہ پارہ شان سے ایک جانب پڑی مسہری پر بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

"ہماری ایک قیمتی چیز تمھاری پاس ہے اورنگ دین۔اس کو واپس حاصل کرنے کے لیئے تمھیں بلایا ہے۔" اورنگ کے چہرے پر کشمکشِ کے اثرات نظر آنے لگے۔

"میں کچھ سمجھا نہیں راجکماری۔" ماہ پارہ نے شر بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تمھارے پاس جو راجکمار کی دی گئی جڑاؤ پن ہے، اسے ہمارے حوالے کر دو۔" آخر وہ اصلی مدعے پر آ ہی گئی تھی۔

اورنگ نے خوف سے تھوک نگلا۔ آنکھوں میں خوف ہلکورے لینے لگا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے راجکماری، ہمارے پاس ایسے کوئی چیز موجود نہیں ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولا تو ماہ پارہ دل ہی دل ہنسنے لگی لیکن چہرہ سنجیدہ رہا۔

"کوئی بات نہیں شاہی قاصد ہم ابھی سپاہیوں کے ہاتھ پیغام بھجوا کر ابریز عالم کو خبر کرتے ہیں پھر آپ جانے، راجکمار جانے اور زندان جانے۔" وہ معنی خیزی سے کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"راجکماری ایسا ہرگز مت کریئے گا۔" وہ ہاتھ جوڑ کر آگے بڑھا تو ماہ پارہ اپنی سرخ و سفید ہتھیلی اس کے سامنے پھیلا گئی۔

سرخ رنگت اور غصے سے کانپتے وجود کے ساتھ جب اورنگ دین باہر نکلا تو فیروزہ پر ایک قہر آلود نظر ڈالنا نہیں بھولا تھا۔ وہ خاموشی سے اندر بڑھ گئی۔

"فیروزہ شام کو ہم آبشار والے جنگل میں جا رہے ہیں۔ بگھی تیار کرواؤ۔"

حال:

"ہمارے پاس ہزاروں گہنے ہیں راجکمار، آپ اس کے بارے میں استفسار کیوں کر رہے ہیں؟" بظاہر لہجہ پر سکون تھا مگر دل اتھل پتھل ہو رہا تھا۔

"مگر یہ گہنا آپ کا اپنا نہیں ہے ماہ پارہ۔" انداز میں واضح غصہ اور کھچاؤ تھا۔

"تو پھر کس کا ہے؟؟" وہ تپانے والے انداز میں بولی تو ابریز نے ہاتھ میں پکڑی کمان پرے اچھالی۔

"ہمارا ضبط مت آزمائیں راجکماری۔" وہ دونوں ایک دوسرے کو کچا چبا جانے والی حالت میں تھے۔

"اور جو آپ کر رہے ہیں وہ کیا ہے راجکمار؟؟؟" باشلق نے معاملہ گرم ہوتا دیکھا تو سپاہیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

"باشلق راجکماری کو میری نظروں کے سامنے سے لے جاؤ ورنہ یہ نہ ہو ہم کچھ غلط کر بیٹھیں۔"اس نے باشلق کے ہاتھ سے گھوڑے کی لگام پکڑی اور پھر دھول کی مانند وہاں سے غائب ہو گیا۔

مہر گھر پہنچی تو فریدن بیگم کو باورچی خانے میں پایا۔اس نے ابریز کی دی گئی شال کو کوتار کر تہہ کیا اور پھر فریدن بیگم کے پاس باورچی خانے میں چلی آئی۔

"کہاں گئی تھی مہر افروز؟"زندگی میں پہلی بار اس کی ماں نے اس کے باہر جانے کی بابت پوچھا تھا،وہ گلاس لبوں تک لے جاتے جاتے رکی۔

"آپ کیوں پوچھ رہی ہیں اماں؟"واپس سے سوال پوچھ کر وہ فریدن کے غصے کو مزید ہوا دے گئی۔

"ماں ہوں تمھاری پوچھ سکتی ہوں۔"پتیلے کو ڈھکن کر وہ ساکت کھڑی مہر کی جانب مڑیں تو وہ لب کاٹ گئی۔

www.novelsclubb.com

"آبشار والے جنگل میں راجکمار نے بلایا تھا۔" گلاس کو مٹی کے بنے شیڈ پر رکھ کر وہ باورچی خانے سے باہر ہو لی۔

"یہ آخری دفعہ تھا مہر افروز۔ آج کے بعد تم ان کے کسی بلاوے پر نہیں جاؤ گی۔ اسے میرا حکم سمجھ لینا۔" دوٹوک انداز اور شکنیں لیئے ماتھا۔ مہر خاموشی سے انھیں بستر لگاتے ہوئے دیکھنے لگی۔

"کچھ ہوا ہے اماں؟" فریدن کے چادر بچھاتے ہاتھ تھمے، گردن موڑ کر لب بھینچے کھڑی مہر کو دیکھا۔

"مہارانی جہان آرا نے اپنے بیٹے سے دور رہنے کی تنبیہہ کی ہے ہمارے گھر آ کر۔ ملک بدر کرنے کی دھمکی دے کر گئی ہیں۔ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے مہر، آگے تم خود سمجھدار ہو۔" اب وہ تھوڑا نرم پڑ گئی تھیں۔ مہر نے کوئی جواب نہیں دیا۔

تھوڑی دیر بعد انھوں نے سیڑھیاں چڑھتے قدموں کی آواز سنی اور پھر بالائی کمرے کی لکڑی کا دروازہ ایک چڑچڑاہٹ کے ساتھ بند ہوا۔

چندن بائی جہان آرا بیگم کو باری باری زیورات پیش کر رہی تھیں جنھیں وہ اپنے وجود کی زینت بنانے میں مصروف تھی۔ خوبصورت مشک کی خوشبو کمرے میں ہر جانب پھیلی ہوئی تھی۔ روپا نے لکڑی کے دروازے پر دستک دے کر انگلی سے سامنے پڑے جالی کے پردے کو ہٹا کر چندن بائی سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو وہ سر ہلا گئیں۔

"مہارانی بیگم ہم آپ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں؟" پکھراج کی آواز پر وہ پلٹی نہیں۔ بس آئینے کے عکس سے پکھراج کے پیچھے کھڑی روپا کو گھورا۔

"ہم جانتے تھے کہ یہ خبر فتح پور پہنچنے سے پہلے آپ تک ضرور پہنچ جائے گی۔" جہان آرا نے سونے کی مالا جس کے بیچ میں ایک بڑا ساز مرد جڑا تھا گردن کے گرد لپیٹی تو پکھراج بیگم نے چہرے کو سپاٹ رکھنا چاہا جو کافی کٹھن کام تھا۔

"آپ نے دل ربا کو محل کیوں بلوایا ہے؟؟"انھوں نے آگے بڑھ کر سنگھار میز کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھی جہان آرا کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ناگواری سے ان کا ہاتھ جھٹک گئیں۔

"دل ربا آپ کے بھائی کی بیٹی ہے ہم جانتے ہیں لیکن آخر کو ایک دن اس کی شادی کسی نہ کسی سے ہونی ہی ہے۔تاہم ہم چاہتے ہیں کہ وہ ابریز عالم کو پسند آجائیں۔"وہ مسکرا کر بولیں تو پکھراج بیگم نے خود کو کچھ سخت کہنے سے باز رکھا۔

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ ماہ پارہ ابریز کو پسند کرتی ہے جبکہ راجکمار کے دل میں کوئی اور لڑکی ہے پھر بھی آپ یہ گھناؤنا کھیل کھیلنے جا رہی ہیں مہارانی بیگم۔ہم آپ کو راجکمار اور دل ربا کی زندگی برباد کرنے نہیں دیں گے۔"آنکھوں میں سرد مہری اتری، تنفس دھونکنی کی مانند چلنے لگا۔

"اگر آج آپ کا بیٹا کسی معمولی لڑکی سے عشق لڑا بیٹھتا تو کیا آپ اسے یوں ہی تخت سے دستبردار ہونے دیتیں پکھراج بیگم؟؟"ان کے سوال پر پکھراج بیگم کی آنکھیں نمکین پانیوں

www.novelsclubb.com

سے بھر گئیں، چہرے پر تکلیف دکھائی دینے لگی، لب کپکپاہٹ کا شکار ہوئے لیکن وہ خود کو کمال مہارت سے سنبھال گئیں۔

"جانتی ہیں جہان آرا آپ ایک اچھی بیوی ہیں، ایک اچھی مہارانی لیکن آپ ایک اچھی ماں نہیں ہیں اور ہم بے شک اچھی مہارانی ثابت نہیں ہو سکے لیکن ہم ایک اچھی ماں ضرور ہیں۔ ہم اپنے بیٹے کی خوشیوں کو قربان نہیں کرتے۔ اور ہاں ابریز عالم ہمارے بھی بیٹے ہیں، ہم آپ کو ان کے ساتھ کھلواڑ نہیں کرنے دیں گے۔" وہ تڑاخ سا جواب ان کے منہ پر مار کر وہاں سے چلی گئیں جبکہ جہان آرا ان کی باتوں میں چھپی دھمکی پر انگشت بدنداں رہ گئیں۔

---

www.novelsclubb.com

ابریز عالم کا اورنگ کو گرفتار کرنے کا حکم جاری کرتے ہی سپہ سالار سپاہیوں کے ہمراہ شاہی قاصد کو بازار سے گرفتار کر لائے تھے۔ زندان کی کال کوٹھڑی میں وہ زمین پر اکڑوں بیٹھا تھا۔ سیاہ فرش جس پر کالک جمی تھی، قریب ایک بوسیدہ گھڑا اور گلاس پڑا تھا جسے دیکھ کر ہی دل خراب ہو جاتا تھا۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چراغ ٹمٹما رہے تھے جنھیں زندان کا اندھیرا نگلنے کو

تیار تھا۔ سلاخوں کے پار سے جب قیدی قہقہ لگا کر اس کا مذاق اڑاتے تو وہ خاموشی سے کان لپیٹ کر سر گھٹنوں پر ٹکا دیتا۔

"ہوشیار راجکمار ابریز عالم تشریف لا رہے ہیں۔" جلاد نے ہانک لگائی تو وہ پھرتی سے اٹھ کر سلاخوں کے قریب آیا۔

"باشلق زندان کو کھولو." اس کی بھاری رعب دار آواز پورے بھیانک زندان میں پلٹ کر واپس آئی۔

"راجکمار مجھے معاف کر دیں۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔" وہ ہاتھ جوڑ کر اپنی صفائی پیش کرنے لگا تو ابریز کے تاثرات مزید تن گئے۔

www.novelsclubb.com

"اورنگ دین تمھارے حوالے کیا ہوا تحفہ، راجکماری ماہ پارہ کے پاس کیسے پہنچ گیا؟؟" ابریز کی آنکھوں میں دھوکہ دینے والوں کے لیئے نفرت واضح جھلک رہی تھی۔

"حضور محل کی کسی خادمہ نے آپ کو تحفہ ہمارے حوالے کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ راجکماری نے ہمیں دھمکا کر وہ جڑاؤ پن حاصل کر لی، میں نے مکتوب کی حفاظت تو کر لی

راجکمار مگر میں پھر بھی اپنی زمہ داری پوری کرنے میں ناکام رہا۔"وہ آدھے سچ میں جھوٹ کی آمیزش کر کے گویا ہوا تو ابریز کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ باشلق نے راجکماری کے ملوث ہونے پر پہلو بدلا تھا۔

"مہرافروز کو تم نے تحفہ کھو جانے کی بابت بتایا تھا؟؟"مہر کا نام لیتے ہی اس کی نیلی آنکھیں نرم تاثر دینے لگیں مگر اگلے ہی پل وہ پھر سے سرد ہو گئیں۔

"مہرافروز خاتون کو ہم نے تحفہ جنگل میں کھو جانے کا بتایا تھا تاکہ وہ راجکماری کے بارے میں نہ جان پائیں۔"اس نے ایک بار پھر جھوٹ بولا تھا کیونکہ اسے اپنا سر بچانا تھا۔

"اگلی دفعہ مہرافروز کو نام سے پکارنے کی جرآت مت کرنا اورنگ دین۔"انگلی اٹھا کر اسے کڑے تیوروں سے گھورا اور پھر جیسے آیا تھا ویسے ہی پلٹ گیا تھا۔

اورنگ نے مایوسی سے دونوں ہاتھ اور سر سلاخ پر ٹکا لیئے۔ باہر اندھیرا مزید گہرا ہو گیا تھا،اس کے بوڑھے ماں باپ آج ساری رات اس کی آمد کا انتظار کرتے رہیں تھے۔آہ اورنگ دین آہ۔

آج کا سورج اپنے ساتھ گہری خاموشی لے کر طلوع ہوا تھا اتنی گہری خاموشی کہ وجود پر کپکپی طاری کر دیتی۔ حرم میں فتح پور سے بلوائے گئے سنار اپنے بیش قیمتی زیورات کے ساتھ تشریف لائے بیٹھے تھے۔

سوجھے پپوٹوں کے ساتھ ماہ پارہ حرم میں داخل ہوئی تو خادمائیں چونک کر سیدھی ہوئیں۔

"مہارانی بیگم کہاں ہیں چندن بائی؟" شربت پیش کرتی چندن بائی نے بولنے کو لب کھولے ہی تھے کہ جہان آرا اپنی پوشاک زمین پر گھسیٹتے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوئیں۔ سارے نفوسِ تعظیم میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"خیریت ہے راجکماری؟" وہ گھوم کر اس کے دائیں جانب آئیں۔ خادمائیں زیوارت اٹھا کر مسہری کے قریب پڑے میز پر ان کے خوبصورت ڈیزائن رکھنے لگیں۔

www.novelsclubb.com

"مہارانی بیگم آپ نے دل ربا کو محل بلوایا ہے؟اس کو ہمارے اوپر ترجیح دی۔آخر کیوں؟"اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تو جہان آرا بیگم نے کنکھیوں سے اپنی جانب متوجہ خادماؤں کو دیکھا۔

"راجکماری ہم نے زیوارت منگوائے ہیں پسند کر لیجئے،اس موضوع پر بعد میں بات کریں گے۔"اس نے ڈبڈباتی نظروں سے چمکتے گہنے دیکھے اور پلٹ گئی۔حرم کے داخلی دروازے پر پہنچ کر اس کی نظر سرخ ململ کے کپڑے میں لپٹے دو سنہری کنگنوں پر پڑی۔جہان آرا نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو مسکرائیں۔

"اگر آپ کو پسند ہیں تو لے لیجیئے۔ابریز نے جنم دن پر ہمیں تحفے میں دیئے تھے۔اب ہم انھیں پہنتے نہیں ہیں۔"ماہ پارہ چند پل پر سوچ نظروں سے انھیں دیکھتی رہی اور پھر چہرے پر شاطر مسکراہٹ نے قبضہ کیا۔گردن موڑ کر جہان آرا کو دیکھا جو بڑی خوشدلی سے اسے یہ سرخ ہیروں والے قیمتی کنگن پیش کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"بہت شکریہ مہارانی بیگم۔"اس نے فیروزہ کو کنگن اٹھا کر ساتھ لانے کا اشارہ کیا اور پھر وہاں سے چلی آئی۔راہداری میں چلتے ہوئے ماہ پارہ کے چہرے پر پھیلی وحشت سے اس کے خوفناک قسم کے ارادے ظاہر ہو رہے تھے۔جیسے ہر شے کو جلا کر راکھ کر دینے والی ہے۔

"روپا تمھیں پکھراج بیگم کو بلانے بھیجا تھا تاکہ وہ بھی آکر اپنے لیئے کچھ پسند کر لیں۔"انھوں نے زیوارت کو چاندی کے صندوق میں بند کرتی روپا سے پوچھا تو وہ رک کر جہان آرا بیگم کے چہرے کو دیکھنے لگی۔

"مہارانی بیگم وہ مہاراجہ کی کو دوا دینے گئی ہیں۔ہم نے آپ کا حکم پہنچا دیا تھا۔وہ نئے زیوارت خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتیں"۔ان کا جواب پہنچا کر روپا اٹھ کھڑی اور پھر اجازت طلب کرنے والے انداز میں ہاتھ سامنے کی جانب باندھ گئی۔

جہان آرا سر جھٹک کر چندن بائی کی جانب متوجہ ہو گئیں۔ان کا کام سب کو اطلاع کرنا تھا جو وہ کر چکی تھیں۔

ہابر شور اٹھا تو ساری خواتین اٹھ کھڑی ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"لگتا ہے مہارانی بیگم راجکماری دل ربا تشریف لے آئی ہیں۔" چندن بائی مسکرا کر بولیں تو جہان آرا کے چہرے پر رونق نظر آئے لگی۔

"چلیں خواتین ہمیں ان کا استقبال کرنا ہے۔" خادماؤں کے ہمراہ وہ محل کے خارجی احاطے کی جانب چل پڑیں۔ بالکنی میں کھڑی ماہ پارہ کی شعلہ بار نظروں نے دور کھڑی دل ربا کا وجود خاکستر کیا تھا۔

اس کا سنہری چہرہ ستا ہوا تھا جیسے کافی دیر روتی رہی ہو لیکن وہ رونے کی وجہ سے نہیں بخار کی حدت کی وجہ سے تھا۔ آنکھوں میں خفگی بھرے تاثرات تھے۔ سیاہ لہنگے چولی پر سرخ رنگ کا پلو گرار کھا تھا، گھنگریالے بال جوڑے میں بندھے تھے جن میں سے کچھ لٹیں نکل کر رخساروں کو چوم رہی تھیں۔

"مہر افروز۔" اپنے نام کی پکار پر وہ پلٹی تو سیاہ بالوں والی لڑکی مسکرا کر اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"لیلا! کیسی ہو؟؟آج محل نہیں گئی تم؟؟"اس نے آگے بڑھ کر بڑی محبت سے لیلا کا ہاتھ تھاما اور پھر اسے ساتھ لیئے چل پڑی۔

"اماں کی طبیعت ناساز تھی اس لیئے محل نہیں گئی۔تم بتاؤ کدھر ہوتی ہو؟اتنے دن ہو گئے تم سے ملے ہوئے۔"وہ لڑکی ٹوکری اپنی دوسری بازو پر منتقل کرتے ہوئے بولی۔

"میری بھلا کیا مصروفیت ہو سکتی ہیں۔تم تو محل میں ہوتی ہو،کافی خبریں ہوں گی بتاؤ وہاں کیا چل رہا ہے؟"لیلا چند پل رکی،آنکھوں میں شرارت ابھری۔

"محل میں جہان آرا اپنے راجکمار کے لیئے دوسرے دیسوں سے راجکماریاں بلوا رہی ہیں ،تاکہ انھیں کوئی پسند آجائے اور وہ راجکمار کی شادی کروادیں۔۔"اسے بتا کر وہ پھل فروش کے ٹھیلے کی جانب متوجہ ہو گئی اور مہر بجھے دل کے ساتھ وہیں کھڑی رہی۔دل کے کسی کونے میں چبھن کا احساس ہوا تھا۔بھوری آنکھیں پلکیں جھپک جھپک کر آنے والے پانی کو پیچھے دھکیلنے کی تگ و دو میں تھیں۔

www.novelsclubb.com

"راجکمار نے شاہی قاصد کو زندان میں ڈال دیا ہے۔"اب کی بار لیلا کے بولنے پر وہ ساکت ہوئی۔اور نگ کا اس دن کا پریشان چہرہ نظروں کے سامنے آیا۔

"لیلا اتنی خوفناک خبریں کیوں لے کر آئی ہو۔"وہ خاصی خائف ہوئی تھی۔

"لو مجھے اماں کے لیئے طبیب کو گھر لے کر جانا تھا۔پھر ملاقات ہو گی مہر افروز۔"وہ سر پر ہاتھ مار کر بڑبڑاتے ہوئے جلدی جلدی وہاں سے چلی گئی تو مہر میکانکی انداز میں چلتے ہوئے ابراہیم چچا کی دکان پر چلی آئی۔دماغ زندگی کے بکھیڑوں کی مانند الجھ گیا تھا۔

"مہر باجی یہ مکتوب آپ کے لیئے ایک فرنگی نوجوان دے کر گیا ہے۔"ایوب نے ایک خاکی کاغذ میں لپٹے ادھ کھلے گلاب کے ساتھ مکتوب پیش کیا تو فورا سمجھ گئی کہ یہ کس کی جانب سے ہے۔

سفید ہاتھوں میں مکتوب تھامے وہ غائب دماغی سے چلتے ہوئے لال باغ آ گئی۔دل میں ایک موہوم سی امید تھی کہ شائید ابریز وہاں پہلے سے موجود اس کا انتظار کر رہا ہو مگر وہ غلط ٹھہری۔

سفید پانی سے کرنیں ٹکرا کر اس کے چہرے پر ہیروں جیسی چمک پیدا کر رہی تھیں۔ سفید انگلیوں نے مڑے ہوئے کاغذ کو کھولا۔

"لیڈی مہر افروز

امید کرتا ہوں آپ خیریت سے ہوں گی۔ جب تک آپ کو یہ مکتوب ملے گا تب تک میں اس سرزمین سے بہت دور جا چکا ہوں گا۔ آپ کی اور میری پہلی ملاقات ہرگز خوشگوار نہیں تھی اور وہ تھپڑ تو ہرگز نہیں، اس نے میرے چودہ طبق روشن کر ڈالے تھے۔ (مہر جانتی تھی یہاں وہ لکھتے ہوئے ہنسا ہو گا۔) آپ کے اس تھپڑ کا بدلہ لینے کے لیئے میں نے آپ کا پیچھا کرنا شروع کر دیا لیکن کب آپ سے محبت کر بیٹھا معلوم نہ ہو سکا۔ میں جانتا ہوں آپ کے دل میں میرے لیئے سوائے نفرت کے کچھ نہیں ہے مگر پھر بھی کم از کم یہ کسک میرے دل میں نہیں رہے گی کہ آپ کو اپنی محبت کے بارے میں آگاہ نہیں کر سکا۔ آپ راجکمار ابریز عالم کے ساتھ منسوب ہیں یہ بھی ہمیں اس دن معلوم ہو سکا جس دن سپاہی ہمیں گرفتار کر کے لے گئے تھے۔ میرے پاس امرتسر میں رہ کر آپ کو دیکھ کر لکھی گئی شاعری میری زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں۔

www.novelsclubb.com

فقط

مائیکل سمتھ۔

مہر افروز نے مکتوب کو پڑھنے کے بعد گہری سانس لی۔وہ صحیح تھا اس کے دل میں مائیکل کے لیئے کوئی جذبہ نہیں تھا، نفرت کا بھی نہیں۔خاکی کاغذ میں موجود مکتوب مہر نے ریزہ ریزہ کر کے تالاب کی بہتی لہروں کے حوالے کر دیا تھا۔

بھوری آنکھیں سپاٹ تھیں۔ادھ کھلے گلاب کو ناک کے قریب لے گئی۔

"خوشبو سے خالی پھول۔"اس نے بے دلی سے گلاب پانی میں اچھالا۔

اب جیسے جیسے وہ دور جا رہی تھی۔تالاب کے اوپر بہتا وہ سرخ گلاب بھی لہروں کے ساتھ دور جا رہا تھا۔

یہاں ایک اور دل برباد ہوا تھا۔

"اندرانی محل میں اتنی افراتفری کیوں مچی ہے؟" ہری سنگھ کی یونانی بیوی نے اپنی خادمہ سے استفسار کیا تو خادمہ کو اپنی مہارانی کی بے خبری پر افسوس ہوا۔

"مہاراجہ نے امرتسر پر دوبارہ چڑھائی کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے۔" اندرانی نے شیشے کی پلیٹ جس کے کنارے سنہری رنگ سے مزین تھے، میز پر رکھی اور پھر پلیٹ میں موجود باداموں پر شہد کی تہہ لگانے لگی۔

مہارانی نے ایک جھٹکے سے ہاتھ میں پکڑی مذہبی کتاب بند کی۔ زیوارت اور چوڑیوں کی کھنک پورے حرم میں گونجی۔ اندرانی جواب شہد پر کٹے ہوئے چھوہارے ڈال رہی تھی، رک کر اپنی مہارانی کے ناقابل فہم تاثرات دیکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"اندرانی سپہ سالار کو خبر کرو ہم مہاراجہ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اگر اب جنگ ہوئی تو وہ نیلی آنکھوں والا نوجوان، وہ ہم سے ہمارا سوہاگ اور تخت دونوں چھین لے گا۔" مہارانی کی پیشانی پر تفکر آمیز لکیریں واضح تھیں۔ خادمہ کے پھرتی سے چلتے ہاتھ رک گئے۔

"ہم ابھی خبر کرتے ہیں مہارانی بیگم۔"اندرانی اٹھ کر باہر ہولی تو اس نے دیو قامت کھڑکی پر نگاہ ڈالی جس پر کوئی زخمی پرندہ آکر لگا تھا۔

ایک اور جنگ۔۔۔ایک اور موت۔۔۔۔۔ایک اور کے نصیب میں جدائی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"راجکماری آپ کے لیئے مکتوب.."فیروزہ کی بات حلق میں ہی رہ گئی جب ماہ پارہ نے چھپٹنے والے انداز میں اس سے مکتوب چھینا.

"کس نے بھیجا ہے؟؟؟اس سپاہی کو بلاؤ فیروزہ۔"وہ ہموار لہجے میں بولی لیکن صرف وہی جانتی تھی کہ اس کے اندر کون سے جھکڑ چل رہے ہیں۔

"معلوم نہیں سپاہی کا کہنا ہے اسے یہ مکتوب کمرے کے باہر پڑا ہوا ملتا ہے جس پر راجکماری کا نام لکھا ہوتا ہے۔"فیروزہ نے سپاہی کی بتائی گئی بات کو دہرایا تو ماہ پارہ نے پھاڑنے والے انداز میں لفافہ چیرا۔

www.novelsclubb.com

فیروزہ منتظر سی کھڑی تھی مگر ماہ پارہ کے تھکے تھکے تاثرات کو دیکھ کر اسے واقعی لگا کہ یہ کوئی معمولی مکتوب ہی ہے۔

"دل ربا اس وقت کہاں موجود ہے؟" اس نے آنکھیں موند کر ہاتھ میں پکڑے خط کے ٹکڑے کرنے شروع کر دیئے۔

"راجکماری وہ راجکمار ابریز عالم کے دیوان میں موجود ہیں۔" جتنے ٹکڑے اس نے خط کے کیئے تھے اسے لگا فیروزہ کی بات پر اس سے کئی زیادہ ٹکڑے اس کے اپنے دل کے ہوئے ہیں۔

"وہاں تجوری میں سرخ رنگ کی شیشی میں پڑا محلول ہمیں پانی کے چند قطروں میں گھول کر پیش کروں فیروزہ۔" اس نے گیلی سانس اندر کھینچی تو فیروزہ اس کی لال آنکھیں دیکھ کر مڑ گئی۔

"راجکماری یہ خطرناک ہو سکتا ہے۔" اس نے شیشی پر چسپاں دوا کا نام پڑھ کر زیرہ زیرہ ہوئے وجود کے ساتھ بیٹھی ماہ پارہ کو دیکھ کر کہا تو وہ ہنس پڑی۔ کرچیوں سے بھری زخمی ہنسی۔

www.novelsclubb.com

"فیروزہ عشق سے خطرناک زہر ابھی ایجاد نہیں ہوا۔" وہ ایک ہی سانس میں سارا محلول حلق میں اتار گئی۔

"جاتے ہوئے پردے برابر اور مشعلیں بجھا جانا۔" فیروزہ حکم کی تکمیل کر کے چلی گئی۔

ماہ پارہ نے اپنی سماعت سن ہوتی محسوس کی۔ ہر چیز دھندلا کر دھواں بن گئی۔ گرم گرم مادہ اس کی آنکھوں سے بہ کر تکیے میں جذب ہوا اور پھر گہرا سکوت چھا گیا۔

سرخ رنگ کے فراق میں ملبوس دل ربا جس کا گھیر ازمین کے کافی حصے پر پھیلا ہوا تھا۔ سیاہ آنکھیں اور ناک میں پہنی نتھ وہ ہو بہو پکھراج بیگم جیسی دکھتی تھی۔ سفید رنگ کے شاہی لباس میں ملبوس راجکمار ابریز عالم بگھی کے پاس کھڑی دل ربا تک آیا تو وہ پوشاک کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر تعظیم میں سر جھکا گئی۔ ابریز نے بلا ارادہ ہی اس کا موازنہ مہر افروز سے کیا۔ ایک شان سے گردن اٹھائے ہوئے جب وہ گھور کر اس کی آنکھوں میں دیکھتی تو ابریز عالم کو دنیا کا ہوش نہ رہتا۔

"چلیں راجکماری، ہمیں آپ کو بارازد کھا کر دیوان بھی لوٹنا ہے، کچھ باقی معاملات دیکھنے کو پڑے ہیں۔"اس نے بگھی بان کو اشارہ کیا دل ربا مسکرا کر بگھی میں جا بیٹھی۔

محل کے صحن میں کھڑی جہان آرا نے جتاتی نظروں سے پکھراج بیگم کو دیکھا.

"دیکھا پکھراج، ابریز عالم ماہ پارہ سے نہ سہی لیکن دل ربا سے شادی ضرور کریں گے۔"

"شائید آپ اپنے بیٹے کو جانتی نہیں ہیں۔ مہر افروز سے ملنے کے لیئے دل ربا ایک مہرے کے طور پر استعمال ہوئی ہے۔"پکھراج بیگم کے جواب پر جہان آرا بیگم کی ساری خوش فہمی عنقا ہو گئی۔

بازار میں رش بڑھ گیا تھا۔ہر جانب چہ مگوئیاں شروع تھیں کہ راجکمار کسی خوبصورت راجکماری کو اپنے ساتھ امرتسر کا بازار دکھانے لائے ہیں۔

وہ بخار کی وجہ سے بستر میں دبکی بیٹھی تھی۔ سر پر مفلر نما شے باندھ رکھی تھی جیسے سر کا درد دور بھگانا چاہتی ہوں۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے تیر رہے تھے۔اس نے گیلی سانس اندر کھینچی اور اٹھ کر بالکنی میں آئی تاکہ کھڑکی بند کر کے باہر سے آنے والے شور کو روک

سکے۔ لیکن اس کے ہاتھ کھڑکی کے پٹ پر جم گئے۔ آنکھیں ایک ہی جگہ ٹھہر گئیں۔ سرد ہوا کا جھونکا اسے جما گیا مگر بازار کے وسط میں ایک نسوانی وجود کے ساتھ کھڑے ابریز عالم کو دیکھ کر اس کے جسم میں آگ لگتی محسوس ہوئی۔ اسے بازار لازماً جانا تھا سو وہ ہوا کے جھونکے کی مانند کمرے سے نکلی۔

"راجکمار آپ کا بازار تو بہت خوبصورت ہے اور یہاں کے لوگ بھی ملنسار ہیں۔" دل ربا مسکرا کر بولی اور پھر اپنا ہاتھ چومتی ایک عورت کو دیکھا۔

"بلکل راجکماری یہاں کے لوگ بہت ملنسار اور اچھے ہیں لیکن تب تک جب تک آپ ان کی ملکیت میں موجود چیزوں پر نظریں جمانا شروع نہ کر دیں۔" مہرز بردستی لب پھیلا کر بولی تو دل ربا نے الجھ کر اس شان والی خوبصورت لڑکی کو دیکھا۔

ابریز کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

www.novelsclubb.com

"آیئے ہم آپ کو بارا زد کھاتے ہیں۔"مہر نے آگے سے ہٹ کر ہاتھ سے راستے کی جانب اشارہ کیا اور پھر ایک اندر تک اتر جانے والی نگاہ ابریز پر ڈالی۔اف اس کی محبوبہ کی تحکم بھری نگاہیں۔

"بہت شکریہ مگر ہمیں راجکمار پہلے ہی بازار کا کافی حصہ دکھا چکے ہیں."دل ربا محبت پاش نظریں ابریز پر گاڑھے ہوئے تھی اور مہر افروز،وہ گہری سانس لے کر مسکرائی جیسے خود کو باز رکھ رہی ہوں۔ابریز عالم کو مہر افروز کا یہ غضب ناک روپ دیکھنا اچھا لگ رہا تھا۔

چلتے چلتے وہ تینوں پھول فروش کے ٹھیلے پر جا رکے۔ابریز اور دل ربا ایک ساتھ کھڑے تھے جبکہ مہر افروز دل ربا کے دائیں جانب کھڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"راجکمار یہ پھولوں کی لڑیاں دیکھیں۔کیا ہم پر اچھی لگیں گی؟؟"اس نے چنبیلی کی لڑیاں اٹھا کر ابریز کی جانب بڑھائیں تو مہر افروز نظریں چرا گئی۔راجکمار نے ان نازک پھولوں کو پوروں سے چھوا،ان کی خوشبو اندر تک اتر گئی۔

"یہ آپ پر اچھے نہیں لگیں گے، لاتعداد پھول موجود ہیں یہاں کوئی اور دیکھ لیں۔" وہ بڑی سہولت سے اسے انکار کر گیا۔ مہر کی آنکھوں میں سرد مہری ویسے ہی قائم تھی۔

"کیا آپ نے یہ کسی اور کو بھی پہنے ہوئے دیکھے ہیں؟" دل ربا نے گردن موڑ کر ابریز سے پوچھا تو مہر کی گرفت ٹھیلے کے سرے پر مزید مضبوط ہوئی۔

ابریز ہلکا سا سر اٹھا کر بھوری آنکھوں میں ہلکورے لیتے غصے کو دیکھا۔

"میں نے یہ پھول جس کو پہنے ہوئے دیکھے آپ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی راجکماری۔" دل ربا کے لب ادھ کھلے رہ گئے۔ نتھ کا موتی لبوں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس مڑ جاتا۔ مہر افروز ویسے ہی کھڑی رہی لیکن دل گویا ڈھرکنا بھول گیا تھا۔

"یہ صرف ایک ہی لڑکی کے لیئے بنے ہیں۔ آپ کچھ اور دیکھ لیں۔" اب وہ مڑ کر لوگوں کی شکایات سن رہا تھا۔ دل ربا نے ایک چور نظر مہر افروز پر ڈالی۔

www.novelsclubb.com

سورج کی کرنیں اس کی آنکھوں کو شہد کی بہتی نہر کی مانند دکھا رہی تھی۔ گھنگریالے بالوں کی لٹیں پھڑ پھڑا کر اس کے چہرے پر آتیں تو وہ کوفت سے انھیں کان کے پیچھے اڑستی۔ بڑی بڑی آنکھیں اور دھلا دھلا حسن، وہ بنا کسی سنگھار کے بھی اسے مات دے رہی تھی۔

باشلق بھیڑ کو چیرتا ہوا ابریز کے پاس مضطرب انداز میں آیا تو وہ لوگوں سے قدرے دور ہٹ کر اس کی بات سننے لگا اور پھر فوراً سپاہیوں کو واپس محل چلنے کا حکم دیا۔

دل ربا خادمہ کے ہمراہ بگھی میں بیٹھنے لگی تو ابریز کے اشارہ کرنے پر رک گئی۔ مہر افروز نے راجکمار کے چہرے پر تناؤ دیکھا تھا۔ وہ متفکر سی سی ہو کر پلٹ گئی۔

"آپ کو ہم بازار دکھانے نہیں لائے تھے راجکماری۔" آواز سرد تھی۔

"تو پھر کس لیئے لائے تھے؟" دل ربا نے مشکوک انداز میں آنکھیں سکیڑ کر اس سے واپس سوال کیا۔

"ہم آپ کو اپنی محبوبہ دکھانے لائے تھے۔ اپنے دل کی اکلوتی ملکہ دکھانے لائے تھے جو آپ نے دیکھ لی سو ہم نہ آپ سے اور نہ ہی راجکماری ماہ پارہ سے شادی کا کوئی ارادہ رکھتے

ہیں۔اب مہارانی جہان آرا کو آپ نے کیا جواب دینا ہے یہ آپ اچھے سے جانتی ہیں۔" وہ کہہ کر پلٹ گیا اور دل ربا کے چہرے پر آسودہ مسکراہٹ نے قبضہ کر لیا۔

شام کے نزدیک اس کی آنکھ کھلی تو اس نے غسل کیا اور پھر خود کو راجکماری کے روپ میں ڈھال کر زندان کی جانب قدم بڑھائے۔فیروزہ سے اسے معلوم پڑا تھا کہ شاہی قاصد کو راجکمار نے زندان میں ڈال دیا ہے۔

گردن اکڑا کر ایک سیدھ میں چلتے ہوئے وہ جب زندان میں پہنچی تو ہوا میں پھیلی ناگوار بدبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔اس نے فوراً اپنی انگلیاں ناک پر جمائیں۔

وہاں پہرے پر کھڑے سپاہی کو اشارے سے اپنے پاس بلایا تو وہ مشعل روشن کر کے ساتھ لے آیا۔

"اورنگ کے زندان کو کھولو سپاہی۔" ماہ پارہ کی آواز پر اندر جائے نماز پر بیٹھا اورنگ اٹھ کھڑا ہوا۔چہرے کے تاثرات پتھرا گئے۔

ہاتھ پشت پر باندھ کر وہ اندر داخل ہوئی، ایک طائرانہ نظر ارد گرد دوڑائی اور پھر سر جھکائے اورنگ کو سر تا پاؤں دیکھا۔ نظر کلائیوں پر بندھی زنجیروں پر گئی۔

"کیسے ہو اورنگ دین؟" دوسرے زندانوں میں قید قیدیوں کی چیخ و پکار پر اس نے ناگواری سے گردن موڑ کر پہرے دار کو دیکھا۔

"انھیں خاموش کرواؤ پہرے دار۔" اور پھر سے خستہ حال اورنگ کی جانب دیکھا۔

"آپ کیا دیکھنے آئی ہیں راجکماری؟" اس نے آنکھیں اٹھائی تو ماہ پارہ کے لب سکڑے۔

ابریز عالم کے بعد اس شخص کا حسن دل کو بے ایمان کر دینے والا تھا۔ وہ بھنویں اچکا گئی۔

"یہی کہ ابھی تک زندہ ہو یا اپنے راجکمار اور اس کی کمہارن محبوبہ کی خدمت کرتے کرتے مر گئے ہو۔" وہ اپنے لفظوں کا زہر سے بجھا تیر اس کے سینے میں اتار گئی۔

"راجکماری مہر افروز خاتون کے بارے میں بات کرتے ہوئے محتاط رہا کریں، اپنے قد سے اور کتنا نیچے گریں گی۔" پر سکون ٹھنڈی آنکھیں اور سرسراتا لہجہ۔

ماہ پارہ نے انگلی اٹھا کر اسے کاٹ دار نظروں سے دیکھا مگر اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی حیرت زدہ باشلق اندر داخل ہوا۔

"راجکماری آپ یہاں؟؟" وہ سر جھکا گیا دل نے ایک بیٹ مس کی۔

"آؤ سپہ سالار، مجھے یقین ہے راجکمار نے اس ناخلف کا سر قلم کرنے کا حکم دیا ہوا گا۔۔" ماہ پارہ نے باشلق کے ہاتھ سے حکم نامہ لے کر پڑھا تو چہرہ مزید سرخ ہو گیا۔ کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔

"یہ حکم نامہ کس نے لکھا ہے؟؟" وہ چیخ کر باشلق کی جانب گھومی۔ اور نگ ویسے ہی سپاٹ کھڑا رہا۔

"راجکمار کے حکم سے ہم نے لکھا ہے۔" باشلق نے نظریں اٹھائیں تو اس کے تیکھے نقوش نفرت سے سیاہ پڑ چکے تھے۔

وہ پیر پٹخ کر تیزی سے وہاں سے نکل آئی۔

www.novelsclubb.com

"راجکمار نے تمھیں آزاد کر دیا ہے، ساتھ ابھی اور اسی وقت اپنے سامنے پیش ہونے کا حکم بھی دیا ہے۔" باشلق اس کے ہاتھوں کی ہتھکڑیاں کھول کر اورنگ کو ساتھ لے کر دیوان کی جانب چل پڑا۔ اور ابریز کا بھیجا گیا حکم نامہ۔۔۔ وہ تو ماہ پارہ غصے میں اپنے ساتھ لے گئی تھی۔

"مہارانی نین تارا آپ کے یہاں آنے کا کیا سبب ہے؟" ہری سنگھ اپنے تخت پر براجمان اپنے نئے سپہ سالار کی بھیجی گئی لشکر کی تفصیل کا معائنہ کر رہا تھا جب مہارانی پریشان چہرہ لیئے اندر داخل ہوئی۔

"مہاراج گستاخی معاف کریں لیکن آپ اس جنگ پر نہیں جائیں گے۔" ان کے بولنے کی دیر تھی ہری سنگھ کے ماتھے کی شکنیں گہری ہو گئیں۔

"اب حرم کی عورتیں بھی سلطنت کے معاملات میں مداخلت کریں گی؟؟" نین تارا نے سر نفی میں ہلایا۔

"مہاراج یہ جنگ ہمارے لیئے تباہی کا باعث بن سکتی ہے۔" وہ اپنی بات پر بضد تھیں۔

"آپ بھول گئیں ہیں کہ کیسے ہم نے امرتسر کے راجکمار کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔" وہ مونچھوں کو تاؤ دے کر اکڑ کر بولا تو نین تارا نے آگے بڑھ کر تخت پر براجمان اپنے دھوکے باز شوہر کو دیکھا۔

"ہم نہیں بھولے مہاراج لیکن آپ کی یاداشت کمزور ہو گئی ہے۔ آپ نے جنگ کے اصولوں کو توڑا تھا، آپ نے دھوکے سے راجکمار کی پشت میں چھرا گھونپا تھا۔" وہ چیخ کر بولیں تو ہری سنگھ سیخ پا ہوا۔

"آپ حد بھول رہی ہیں نین تارا۔" مہارانی نے ایک ماندہ نظر اس سر پھرے شخص پر ڈالی اور واپس چلی آئی۔

www.novelsclubb.com

وہ آنے والے بھیانک وقت کو نہیں روک سکتی تھی۔

نیم گہرا اندھیرا پھیلا تو وہ صحن میں پھیلے پھیلاوے کو سمیٹنے لگی۔ گہرے سیاہ بادل بارش کی پیشنگوئی کر رہے تھے، اس نے چارپائی پر چادر اوڑھے لیٹی فریدن کو دیکھا، شائید وہ سو چکی

تھیں۔ مشعلیں روشن کر کے اس نے چادر سے ڈھکا تھال اٹھایا اور پھر خارجی دروازے پر کنڈی چڑھا کر باہر نکل آئی۔ ننھا عبدل گلی میں کھیلنے میں مصروف تھا جب مہر افروز کو اپنی جانب آتا دیکھ کر اس کی طرف بھاگا۔ مہر نے ہاتھ میں پکڑا تھال احمد کے حوالے کیا جو عبدل کے شور مچانے پر باہر نکلا تھا اور آگے بڑھ کر عبدل کو گلے لگایا۔

"مہر آپ اتنے دنوں بعد ہمارے گھر آئی ہیں۔" وہ دونوں ہاتھ اس کے گال پر ٹکا کر بولا تو وہ ہنس پڑی۔

"آج تمھارے لیئے مٹھائی لے کر آ تو گئی ہوں عبدل۔" اس نے لبوں کو گول کیا تو عبدل کی آنکھیں پھیلیں اور پھر اس کی گود سے اتر کر احمد کے پیچھے بھاگا جو ابھی ابھی چوکھٹ عبور کر کے اندر گیا تھا۔

"مہر افروز خاتون"۔ اس کے اندر کی جانب بڑھتے قدم رک گئے۔ بے یقینی سے مڑی تو سامنے اورنگ کو کھڑا پایا۔

www.novelsclubb.com

بھورے رنگ کے لباس پر سیاہ کوٹ جو کندھوں اور آستینوں سے بے رنگ ہو چکا تھا خاصا پرانا معلوم ہوتا تھا۔ سفید رنگت کملائی ہوئی تھی اور کلائیوں کے گرد ہتھکڑیوں کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے زخم تھے۔

"کیسے ہو اورنگ دین؟" وہ چہرے پر تشویش لیئے آگے بڑھی تو اورنگ دین کو اپنی ساری تکلیف بھول گئی۔

ایک یہ لڑکی تھی جس کے حال پوچھنے پر اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اسے اندر تک کا حال بتا دے، اپنے سارے دکھ، تکلیف اس کے گوش گزار کرے۔ اور ایک راجکماری ماہ پارہ تھی جس کے پوچھنے پر اس کا دل چاہا کہ وہ اس کا گلا دبا دے۔

www.novelsclubb.com

"میں ٹھیک ہوں خاتون۔" اورنگ کے ایک جملے پر وہ مطمئن نہیں ہوئی تھی۔

"لیلا نے ہمیں بتایا تھا کہ تم زندان میں قید ہو۔ ہم واقعی نہیں جانتے تھے کہ اس ایک تحفہ کی وجہ سے راجکمار تمھیں زندان میں ڈال دیں گے۔ ہم معذرت کرتے ہیں۔" اندھیرے میں بھی اورنگ کو اس کا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

وہ اس سے معذرت کر رہی تھی۔ایک۔ معمولی قاصد ورنگ دین سے۔

"شرمندہ مت کریں۔ غلطی میری ہی تھیں مجھے محتاط رہنا چاہیئے تھا۔"اس کی آواز سوگوار تھی جیسے تھک گیا ہو۔

"اب کہاں جاؤ گے ؟"مہر کے سوال پر وہ مسکرایا۔

"راجکمار کا پیغام آپ تک پہنچا کر گھر جاؤں گا۔اماں ابا تین دن سے انتظارِ کر رہے ہوں گے۔"مہر کو نا جانے کیوں برا لگا۔

"کیا پیغام ہے راجکمار کا؟؟"اورنگ نے اس کے لہجے میں خفگی واضح دیکھی۔

"جنگ پر جانے سے پہلے آپ سے لال باغ میں ملنا چاہتے ہیں۔"مہر کا دل سکڑ کر پھیلا۔وہ سر اوپر نیچے ہلا گئی۔ہوا کے جھونکے سے اس کے ہاتھ میں موجود مشعل پھڑ پھڑائی۔

"شکریہ اورنگ دین۔اب تم گھر جاؤ وقت کافی بیت چکا ہے۔"اورنگ نے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا اور پھر سر ہلا کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

ابریز نے احتیاط سے مہاراجہ جہانداد عالم کے اوپر لحاف درست کیا اور پھر آہستگی سے ان کی پیشانی چوم کر پیچھے ہٹ آیا۔ کمرے سے نکلتے ہوئے اس نے سختی سے پہرے داروں کو پہرہ سخت کرنے کا حکم دیا۔

باشلق مؤدب سا چلتے ہوئے اس تک آیا تو وہ اس کی بات سننے کو رک گیا۔

"کیا خبر ہے لشکر کی؟" اس نے ایک ہاتھ نیام میں ٹنگی تلوار پر ٹکا کر باشلق کی جانب دیکھا۔

"ایک لشکر امرتسر کے گرد پہرے کے لیئے لگا دیا ہے جبکہ ایک دن پہلے ہمارے بھیجے گئے خفیہ لشکر میدان میں اپنی گھاٹ لگا چکے ہیں۔" وہ چند پل رکا اور پھر ابریز کے سر ہلانے پر دوبارہ بولنے لگا۔

"سلطان پور کے بازار اور محل میں موجود ہمارے مخبر بھی تیار بیٹھے ہیں، بس آپ کے ایک اشارے کے منتظر ہیں۔"

"ہم صبحِ سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہو جائیں گے باشلق۔ تربیت گاہ جا کر تیاری مکمل کر لو۔" وہ اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر اس کی پشت پر ہاتھ پھیرنے لگا تو باشلق کچھ سوچ کر آگے بڑھا۔

"راجکمار میں آپ کے ساتھ چلوں؟" ابریز کو کہیں جانے کو تیار دیکھ کر باشلق نے ساتھ جانے کی اجازت مانگی تو وہ انکار کر گیا۔

"ہم دیر سے لوٹیں گے تمھارا محل میں رکنا بہتر ہے۔"

"جیسا آپ کا حکم راجکمار۔" سر خم کر کے وہ تربیت گاہ چلا گیا۔

"آیئے ماہ پارہ۔" وہ سنگھار میز کے سامنے بیٹھی اپنے بال سنوارنے میں مصروف تھی جب ماہ پارہ فیروزہ کو ساتھ لیئے اس کے کمرے میں آئی۔

"آخر تم بھی منہ کی کھا کر واپس لوٹ ہی آئی اپنی اوقات پر۔" اس نے آتے ساتھ ہی طنز کے نشتر چھوڑے تو دل ربا گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

www.novelsclubb.com

"ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے ماہ پارہ۔" وہ طبیعت کی نرم تھی اس لیئے اس کے کڑوے لہجے کو پس پشت ڈال گئی۔

"لیکن ہمیں تم سے جواب چاہیئے۔ تم بھی اپنی پھپھو جان کی طرح ہماری سوتن بن کر ہمارے سینے پر مونگ ڈلنے آئی تھی۔" کئی دنوں کا پکتا لاوا آج وہ دل ربا کے سامنے اگلنے لگی تھی۔

"راجکمار ابریز عالم نہ ہمارے اور نہ ہی آپ کے، یہ بات آپ جتنی جلدی ہو سکے اپنے دماغ میں بٹھا لیں۔" سفید چغہ نما لباس جس کے بازو جالی کے تھے پہنے وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے ماہ پارہ کے سامنے جا بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

"تم نے اس کمہارن کے آگے ہار مان لی ہو گی دل ربا۔ لیکن ہم ابریز سے مر کر بھی دستبردار نہیں ہوں گے۔" آنکھوں میں چنگاریاں لیئے وہ حلق پھاڑ کر بولی تھی۔ دل ربا نے ناگواری سے اپنے کان پر ہاتھ رکھا۔

"آپ بہت ضدی ہیں ماہ پارہ اور جانتی ہیں ضدی انسان ہمیشہ تکلیف میں رہتا ہے۔وہ خود میں ہی کڑھ کڑھ کر اپنا نقصان کرتا رہتا ہے۔آپ بھی جلد بہت بڑا نقصان اٹھانے والی ہیں۔"دل ربا کا پر سکون سراپا اس کے تن بدن میں آگ لگا رہا تھا۔

"تم نے محبت نہیں کی نا دل ربا، تم کیا جانوں میری تکلیف کو۔"ماہ پارہ کی پلکیں بھیگنے لگیں۔دل ربا نے اس جانب دیکھ کر افسوس سے سر جھٹکا۔

"ابریز صرف اس غزال آنکھوں والی مہر افروز کے ہیں ماہ پارہ۔اور آپ اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتیں۔"دل ربا اٹھ کر بستر پر چلی آئی جیسے کہ رہی ہو"اب تم جا سکتی ہو۔"اس کی خادماؤں نے مشعلیں بجھائیں تو وہ آنکھیں موند گئی۔اور پھر نا جانے کب ماہ پارہ بھی وہاں سے لوٹ آئی۔

---

www.novelsclubb.com

فریدن بیگم نے شام کے گہرے ہوتے اندھیرے دیکھ کر جب خود ہی راجکمار سے ملنے جانے کی بابت دریافت کیا تو پہلے وہ کچھ حیرت کا شکار ہوئی اور پھر ماں کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر ہنس دی۔

"اماں آپ نے ہی جانے سے منع کیا تھا. اور اب یہ تبدیلی؟؟"اس نے کمر کے گرد نیام کو کس کر اس میں تلوار ٹانگی تو فریدن بیگم آنکھیں گھما گئیں۔

"تمھارے راجکمار نے صرف تمھارے لیئے ہی پیغام نہیں بھیجا تھا شاہی قاصد کے ہاتھ۔"انھوں نے ایک سنہری لفافہ اس کو پکڑایا تو اس کا منہ کھلا رہ گیا۔

"آپ کو یہ یقین دہانی کروائی گئی ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے کوئی ہم پر بری نظر نہیں ڈال سکتا۔"مکتوب کو پڑھ کر اس نے ایک لائن اچک کر کہا تو فریدن مسکرا دیں۔

"آپ بھی کمال کرتی ہیں۔اب چلتی ہوں۔"گھر کے اندر جیسے اس کے تاثرات نرم اور خوشگوار تھے ویسے ہی لال باغ کے داخلی دروازے پر پہنچ کر بھوری آنکھوں میں ناراضگی در آئی۔ بھنویں سکڑ کر اکھٹی ہوئی اور لب ایک دوسرے میں سختی سے پیوست کر لیئے۔

لوہے کا باڑ نما دروازہ اس کے ہاتھ کے جھٹکے سے ایک عجیب غریب آواز نکالتا ہوا کھلتا چلا گیا۔ دھند میں لپٹا ایک وجود دور کھڑا نظر آیا، اس کے قدموں میں سستی آئی۔ گلاب اور چنبیلی کے پھولوں کی خوشبو ہر سو پھیلی تھی۔ اس نے ایک لمبی سانس اندر کھینچی اور پھر ایک گہرا بوسیدہ سانس ہوا کے سپرد کیا۔ چلنے کے باعث اسے گرمی محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ اس کی جانب پشت کیئے کھڑا تھا مگر مہر کی آہٹ کو وہ پہچان گیا تھا۔

"مہر افروز." ابریز نے آگے بڑھ کر مہر کا ہاتھ اپنی گرفت میں لینا چاہا لیکن وہ اس کو سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر اس پر تلوار تان گئی۔

"تو آج امرتسر کی شیرنی لڑنا چاہتی ہیں۔" وہ مسکرایا اور مہر نے نظریں جھکا لیں۔

"اس خوبصورت مسکراہٹ کے فریب میں نہیں آنا مہر افروز۔" وہ دل ہی دل میں بولی۔

"اور آج آپ ہمارے ہاتھوں شکست کھائیں گے۔" مہر کی آنکھوں میں جلتے بھامبڑ ابریز کو جلانے کے درپے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ابریز نے تلوار نکالی اور پھر وہ ایک دوسرے کے مقابل وار کرنے لگے۔ مہر بڑے ہی بے رحمانہ انداز میں اس پر حملہ کر رہی تھی، جیسے سامنے دشمن کھڑا ہو۔

ابریز نے تلوار کو گھما کر اس کی گردن تک لے جانا چاہا تو وہ گردن کو کمر کی جانب جھکا کر بچاؤ کر گئی۔ ابریز کی بھنویں ستائش سے اوپر کو اٹھیں۔

"آخر اتنا غصہ کس لیئے مہر افروز؟" وہ ہنسی دبائے اس سے مخاطب ہوا تو مہر نے تلوار کو اس کی تلوار پر ٹکا کر چہرے اس کے قریب لایا۔

"یہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔" اور پھر ابریز کی تلوار کو مخالفت سمت سے پرے اچھالا۔

www.novelsclubb.com

"آپ ناانصافی کر رہی ہیں مہر افروز۔ ہم صرف ایک تلوار سے مقابلہ کریں اور آپ اپنی تلوار کے ساتھ ساتھ آنکھوں کو بھی بطور ہتھیار استعمال کریں۔" مہر نے تلوار اس کی پاؤں کی جانب گھمائی تو وہ قدموں کو ہوا میں اچھال کر بچاؤ کر گیا۔ پیشانی سے پسینے کی لکیریں بہتے ہوئے اس کی گردن پر جا رہی تھیں، آنکھیں فنا کر دینے والے تیور لیئے ہوئے تھیں۔

"یہ بات آپ کو راجکماری کو بازار ساتھ لانے سے پہلے سوچنی چاہیئے تھی راجکمار۔" وہ سرد لہجے میں بھنویں تان کر بولی تو ابریز ہنس پڑا۔ مہر نے موقع کا فاعدہ اٹھایا اور ابریز کی تلوار پر حملہ کیا۔ تلوار شدت سے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرائی تھیں۔

تلوار ابریز کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گری۔ مہر افروز نے مسکرا کر تلوار اس کی گردن پر جمائی۔

"امید واثق ہے کہ اگر ہم آپ کے وار سے بچ گئے تو کل جنگ پر جا سکیں گے۔" وہ اس کے چہرے پر نظریں ٹکائے بولا تو مہر نے تلوار اس کی گردن سے ہٹالی۔

صرف اس لیئے چھوڑ رہے ہیں کہ کل آپ جنگ پر جا رہے ہیں ورنہ ساری رات آپ کو یہیں بندی بنا کر رکھتے." وہ حکمیہ لہجے میں بولی تو ابریز نے اس کو بازو سے پکڑ کر اپنی جانب موڑا۔ پوشاک کی جیب سے سیاہ رنگ کا مخملی رومال نکال کر اس کی پیشانی پر آئے پسینے کو نرمی سے پونچھنے لگا۔ مہر کی پلکیں لرزنے لگیں۔

"مت جلا کریں مہارانی، یہ دل صرف آپ کے لیئے دھڑکتا ہے۔" مسرور لہجا، خوبصورت بول، وہ مسکرا پڑی۔

"اللہ نے چاہا تو جنگ سے لوٹ کر یہ غزالی آنکھیں اور خوبصورت مسکراہٹ پھر سے دیکھیں گے۔" اب وہ رومال واپس اپنی جیب میں رکھ رہا تھا۔ مہر افروز نے آنکھوں کو آنسوؤں سے پاک رکھنا چاہا۔ بادلوں کے جھرمٹ میں چھپا چاند ان کی ادھوری محبت پر افسردگی سے مسکرایا۔

ان کی کہانی ادھوری تھی یہ تو طے تھا۔ لیکن کسی اور دور میں اسے مکمل ہونا تھا۔ نئے ناموں اور نئے چہروں کے ساتھ۔

www.novelsclubb.com

وقت نے انگڑائی لی اور تیزی سے پہلو بدل گیا۔ ابریز عالم اپنے لشکر کے ساتھ صبح کی سفیدی پھوٹنے سے پہلے ہی سلطان پور کو فتح کرنے روانہ ہو گیا تھا۔

"والدہ اجازت دیں، آپ کی دعاؤں کے سائے تلے رخصت ہونا چاہتا ہوں۔" وہ پکھراج بیگم کے سینے سے لگ کر اپنی خواہش کا اظہار کر گیا تو پکھراج اپنے آنسو پی کر اسے دعائیں دینے لگیں۔

"ہمارے پاس اب ایک ہی بیٹا ہے ابریز۔ اپنا خیال رکھیئے گا۔" پکھراج اسے کافی دیر نظروں سے اپنے دل میں اتارتی رہیں۔

جہان آرا بیگم نے اس کی بلائیں لیں، صدقے کے بکرے تقسیم کرنے کو بھجوائے۔ اب وہ سر درد کی دوا کھائے کمرے میں کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے نیم دراز تھیں۔

چوڑیوں کی کھنک نے ان کو کسی اور کی کمرے میں موجودگی کا احساس دلایا مگر وہ آنکھیں موندے لیٹی رہیں۔ گرم، نرم انگلیوں کا لمس اپنی پیشانی پر محسوس کر کے وہ آنکھیں کھول گئیں۔ آئینے کے عکس سے انھیں ماہ پارہ پیچھے کھڑی نظر آئی۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کہا تھا مہارانی بیگم کوئی بھی لڑکی ہمارے علاوہ ابریز عالم کی اس محبوبہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔" ماہ پارہ کی آواز دھیمی تھی۔اس کی بالوں میں چلتی انگلیاں انھیں بہت سکون پہنچا رہی تھیں۔

"اس کمہارن میں اتنی جرآت کہاں سے آئی ماہ پارہ۔اس کی وجہ سے دل ربا ہمیں انکار کر کے واپس جا چکی ہیں۔" ان کی ٹھنڈی ہڈیوں تک اتر جانے والی آواز پر ماہ پارہ استہزایہ مسکرائی۔

"اگر آپ راجکمار کو تخت پر بیٹھے دیکھنا چاہتی ہیں مہارانی بیگم تو آپ کو جلد کچھ کرنا ہو گا،ورنہ آپ اپنے بیٹے کے ساتھ ساتھ امرتسر کو بھی کھو دیں گی۔" وہ بڑے پیار سے ان کے اشتعال کو ہوا دے رہی تھی۔کمرے میں نفرت اور حسد کی بو بڑھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

جہان آرا بیگم نے ماہ پارہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے سامنے لایا۔

"اب ہماری بات غور سے سنیں ماہ پارہ۔راجکمار ابریز عالم جنگ پر جا چکے ہیں۔"۔۔۔۔وہ جوں جوں بولتی جا رہی تھیں ماہ پارہ کے تاثرات ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔جیسے اس کی دل کی مراد پوری ہونے جا رہی ہے۔

باہر کھٹکا ہوا تو ماہ پارہ اور جہان آرا بیگم نے چونک کر ہلتے جالی دار پردے کو دیکھا۔ چہرہ خوف سے نیلا پڑنے لگا مگر جوں ہی چندن بائی اندر داخل ہوئیں ان کے رکے ہوئے سانس بحال ہوئے۔

"چندن بائی باہر کھٹکے کی کیسی آواز تھی؟؟" جہان آرا نے ان کے چہرے کو کھوجتے ہوئے پوچھا تو ماہ پارہ بھی مضطرب سی ان کے جواب کا انتظار کرنے لگی۔

"مہارانی بیگم باہر روپا کھڑی تھی، بے چاری سے غلطی سے گلدان گر گیا تھا بڑی گھبرائی ہوئی واپس بھاگے جا رہی تھی۔" انھوں نے شربت اور سر درد کی دوا سامنے رکھی تو جہان آرا اور ماہ پارہ نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"چندن محل کی لڑکیوں کو اکھٹا کرو۔ ہمیں ان میں کچھ بٹوانا ہے۔" ماہ پارہ نے بے یقینی سے سفاک مہارانی کو دیکھا۔

مہارانی جہان آرا بل آخر ایک خون اپنے ہاتھوں پر لینے جا رہی تھی۔

گھوڑے ہنہنا کر رکے تو بگھی میں سوار وجود کو بھی اپنی منزل کے آنے کا پتا چل گیا۔ایک ہتھیاروں سے لیس سپاہی آگے بڑھا اور بگھی کا دروازہ اندر بیٹھی شخصیت کے لیئے کھولا۔

دل ربا اپنی پوشاک سمیٹ کر باہر نکلی اور مسکرا کر الوادعی نظر امرتسر کے رونق سے بھرپور بازار پر ڈالی۔راہگیروں نے فورا سے اس کے لیئے راستہ بنایا۔

خادماؤں کی معیت میں وہ آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر اپنی مطلوبہ ہستی کو دیکھتے ہی مسکرا پڑی۔

"مہر افروز جانم"اس نے دکان میں برتنوں کو ایک ترتیب سے لگاتی مہر افروز کو مخاطب کیا تو مہر دل ربا کی آواز پر چونکی۔

"راجکماری دل ربا؟؟"اس کے تاثرات بگڑنے لگے مگر دل ربا نے جب آگے بڑھ کر اسے گلے لگا کر مہر کا گال چوما تو چھینپ سی گئی۔

"اگر آپ کو برا نہ لگے تو کیا ہم کچھ دیر بات کر سکتے ہیں۔"مہر نے پلٹ کر احمد کو کام جاری رکھنے کا کہا اور پھر دل ربا کے ساتھ ہو لی۔

www.novelsclubb.com

"کہیئے راجکماری ہم سن رہے ہیں۔" بھوری آنکھوں میں تعجب تھا۔

"ہم جانتے ہیں آپ کے دل میں ہمارے لیئے کچھ اچھے خیالات نہیں ہوں گے لیکن ہم آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ ہم واقعی راجکمار اور آپ کی محبت کے بارے میں نہیں جانتے تھے۔ ورنہ ہم کبھی امرتسر آنا گوارا نہیں کرتے۔" دل ربا خاموش ہوئی تو مہر نے اس کا سفید ہاتھ گرفت میں لے کر ہولے سے تھپتھپایا۔

"ہمیں آپ کا یوں یہاں آکر اپنی صفائی دینا اچھا لگا راجکماری۔" وہ صاف گو تھی، وہ جھوٹے دل نہیں رکھتی تھی۔

"ایک بات آپ کو بتانا چاہتے ہیں مہر افروز، راجکمار نے جب بازار کے وسط میں کھڑے ہو کر ہمیں آپ کے بارے میں بتایا تھا تو ہمیں پتا چل گیا تھا ابریز عالم اگر کسی کا ہے تو وہ صرف مہر افروز ہے۔" دل ربا کے لفظوں پر اس کی آنکھوں میں اس رات کا منظر امڈ آیا جب وہ اس کے گلے پر تلوار رکھے کھڑی تھی۔

وہ دونوں تالاب کے کنارے بیٹھے تھے۔ابریز نے سونے کی پازیب نکال کر اس کے پاؤں کی جانب اشارہ کیا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"اگر آپ کو مہارانی جہان آرا نے ہمارے پاؤں میں پازیب پہناتے ہوئے دیکھ لیا نا تو سب سے پہلی گردن ہماری اڑائی جائے گی۔آپ اسے ہمارے حوالے کر دیں ہم خود پہن لیں گے۔"وہ رخ موڑ کر پانی میں تیرتی بطخوں کو دیکھنے لگی۔

"مہارانی جہان آرا کے بجائے آپ کو اپنے راجکمار سے ڈرنا چاہیئے جن کی حکم عدولی پر آپ کو سزا دی جا سکتی ہے۔"وہ شرارت سے بولا تو مہر کی بھنویں تن گئیں۔ابریز اب جھک کر اس کے پاؤں پر پڑی پوشاک کو ہٹا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"راجکمار جب آپ ہمارے مقابل کسی اور لڑکی کو لا کھڑا کریں گے تو اس وقت ہم سے ڈریئے گا، کیونکہ ہم آپ کا قتل کرنے سے گریز بھی نہیں کریں گے۔"وہ غرا کر بولی تو ابریز لب دانتوں تلے دبا کر اس کے پاؤں کے گرد پازیب پہنا گیا۔

"کمال کرتی ہیں آپ بھی مہارانی، بھلا آپ کا مقابلہ کوئی اور خاتون کر سکتی ہے؟ ہر گز نہیں۔" وہ نظریں اس کی پائل پر جمائے بولا تو مہر افروز ہنس دی۔ تالاب کے پانی سے منعکس ہو کر آتی روشنی اس کی پائل کو دہکا رہی تھی۔ منظر ہوا میں تحلیل ہوا۔

اب دل ربا واپس سے اس کے گلے لگ کر الوادعی کلمات کہہ رہی تھی۔

"خوش رہیں مہر افروز۔" راجکماری چلی گئی تو مہر ساکت سی واپس دکان پر چلی آئی۔

حرم میں تمام خادمائیں ہاتھ باندھے اور سر جھکائے ایک قطار میں کھڑی تھیں۔ جہان آرا بیگم مسہری پر گھٹنے پر بازو ٹکائے مسکراتی نظروں سے ان سب کی جانب دیکھ رہی تھیں۔ پکھراج ایک طرف قدرے بے چینی سے کروٹیں بدل رہی تھیں اور ماہ پارہ مسہری کے پیچھے کھڑی جہان آرا بیگم کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔

"روپا مہارانی بیگم نے حرم میں بلایا ہے، تم ابھی تک یہیں بیٹھی ہو۔" چندن بائی روپا کو خادماؤں کے کمرے میں بیٹھا دیکھ کر غصے سے بولیں تو وہ بھاگ کر ان کے قدموں میں جا گری۔

"چندن بائی ہمیں بچالیں، مہارانی بیگم اور راجکماری ماہ پارہ نے اس لڑکی وہ مہر افروز.." اس نے کانپتی انگلی سے اشارہ کیا تو چندن بائی کے ماتھے پر بل پڑے۔۔

"اس کو دھوکے سے محل بلا کر سزا دینے والی ہیں اور پھر علاج کے بہانے شاہی طبیب کے ہاتھوں اسے زہر دے ڈالیں گیں۔ چندن بائی ہم نے غلطی سے سن لیا تھا، ہمیں بچا لیں۔" چندن بائی ششدر کھڑی تھیں اور وہ ان کی ٹانگوں سے لپٹی روئے جا رہی تھی۔

"خاموش ہو جاؤ روپا۔ اگر زندہ رہنا چاہتی ہو تو گونگی اور بہری ہوں جاؤ لڑکی۔" چندن بائی نے اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا تو وہ سختی سے سر اوپر نیچے ہلا گئی۔ دوسری جانب لیلا ایک تھال میں جہان آرا بیگم کی فرمائش پر بنائی گئی مٹھائی سجائے حرم میں لے آئی۔

www.novelsclubb.com

"ہم نے مہاراجہ کی صحت اور ابریز کی سلامتی کے لیئے نیاز بنوائی ہے، فیروزہ تم لیلا سے تھال لے کر تمام مٹھائی لڑکیوں میں تقسیم کر دو۔" وہ مسکرا کر حکم جاری کر گئیں۔ پکھراج کو نا جانے کیوں یہ مسکراہٹ وسوسوں میں گھیر رہی تھی۔ مٹھائی بٹ گئی تو روپا چندن بائی کے ساتھ حرم میں داخل ہوئی۔ پکھراج نے بغور اس کا ستا ہوا چہرہ دیکھا۔

"لیلا تم ہمارے لیئے مٹھائی لانا بھول گئی؟" جہان آرا کی بات پر لیلا نے فورا نفی میں سر ہلایا اور پھر ایک چاندی کی مٹکے میں بھری مٹھائی ان کی جانب بڑھائی۔ ماہ پارہ نے ایک گہری نظر مٹھائی پر ڈالی۔ کھوئے اور میدے سے بنی سفید رنگ کی چوکور مٹھائی جس پر بادام اور چاندی کا ورق ڈالا گیا تھا۔

"روپا تم کافی دیر سے آئی ہو ایک کام کرو ہماری مٹھائی سے اپنے لیئے کچھ حصہ نکال لو۔" روپا نے مدد طلب نظروں سے چندن بائی کو دیکھا تو انھوں نے آنکھوں کے اشارے سے اسے آگے بڑھنے کا کہا۔

روپا ہولے ہولے قدم لیتی آگے آئی اور پھر مٹھائی کا ایک ٹکڑا اٹھا کر منہ میں رکھا، جہان آرا بیگم نے کندھے پر دباؤ محسوس کر کے پیچھے دیکھا اور پھر تمام لڑکیوں کی جانب متوجہ ہوئیں۔

"اب سب جاؤ اور جلدی سے حرم کے باقی کام نبٹاؤ۔" جہان آرا نے تالی پیٹی تو سب پھرتی سے اپنے کاموں کی جانب متوجہ ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"پکھراج آپ میٹھا پسند نہیں کرتیں ورنہ ہم آپ کو بھی بھجواتے۔" جہان آرا نے پکھراج کو جتا کر کہا تو وہ لباس جھاڑ کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"اللہ قبول فرمائے مہارانی بیگم۔" دعا دے کر وہ روپا کو ساتھ لے کر چلی گئیں۔ حرم میں اب صرف چندن بائی، ماہ پارہ اور جہان آرا بیگم رہ گئی تھیں۔

"ماہ پارہ زہر کی شیشی چندن بائی کو دے دیں تاکہ وہ تلف کر کے سارے ثبوت مٹا دیں۔" ان کے روعنت بھرے لہجہ پر چندن بائی کے تاثرات پتھرا گئے، وجود سن پڑنے لگا۔

"ماہ پارہ نے آگے بڑھ کر چندن بائی کی ہتھیلی پر شیشی رکھی اور ایک فاتحانہ نظر ان پر ڈال کر حرم سے نکل گئی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے یقین ہے آپ وفادار رہیں گی۔" جہان آرا کی بات پر وہ سر جھکا گئیں۔ ایک گرم آنسو پھسل کر سفید فرش پر پھیل گیا۔

فضا میں اڑتی دھول مٹی بارش سے بیٹھی تو منظر واضح ہوا۔ابریز کے سپاہی تلواریں ہوا میں بلند کیئے نعرہ تکبیر بلند کر رہے تھے۔انھوں نے میدان جنگ میں ہری سنگھ کو پچھاڑ دیا تھا۔وہ فاتح ٹھہرے تھے لیکن زخمی گیڈر ہری سنگھ بھاگ کر اپنے قلعے میں جا چھپا تھا۔ابریز نے رات یہیں گزارنے کا حکم جاری کیا تھا اور صبح کی اذان کے ساتھ سلطان پور کے قلعے پر چڑھائی کرنے کی حکمت عملی بنالی تھی۔

اپنی چھاؤنی میں واپس آکر طبیب نے اس کے زخموں کی مرہم پٹی کی۔وہاں سے فارغ ہو کر باقی زخمیوں کا حال احوال پوچھ کر وہ بستر پر لیٹا تو چھن سے ایک سراپا اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا اور پھر وہ کچھ دن پہلے کے منظر کو دوبارہ یاد کرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

بارش کے ختم ہونے کے بعد ہر چیز بھیگی ہوئی تھی۔گیلی مٹی کی خوشبو ہر سو پھیلی تھی،بھاگتے دوڑتے بچے اور جھٹ پٹ بنتے پکوانوں کی دکانوں پر گاہکوں کا رش تھا،وہ قہوہ خانے کے سامنے سے گزرا تو دیسی گھی میں بنتے پراٹھوں کی خوشبو نے اس کے قدموں کو زنجیر کیا مگر فلحال اس کے پاس اتنی مہلت نہیں تھی کہ وہ پیٹ بھرنے بیٹھ جاتا۔اس نے ٹوپی کا شیڈ نیچے کھینچا

اور پھر ٹھیلے پر بکتے کھلونوں کو خرید کر بچوں کے حوالے کرتی مہر افروز کو دیکھ کر آنکھوں کی پیاس بجھائی۔

سرخ رنگ کی انارکلی فراک جس کے بازو اور دامن پر بھاری کڑھائی کی گئی تھی بارش سے بھیگی پڑی تھی۔ گھنگریالے بال اس کی گردن اور گالوں سے چپکے ہوئے تھے،اس نے ایک جھٹکے سے گردن ابریز کی جانب موڑی تو چنبیلی کی لڑیاں ہوا میں لہرائیں۔پلکوں پر ٹھہرا پانی اس کی آنکھوں کو مزید خوبصورت بنا رہا تھا۔احمد نے ناک سکوڑ کر اس فرنگی حلیے والے نوجوان کو دیکھا جس کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا اور پھر بچوں کو ساتھ لیئے پلٹ گیا۔

"راجکمار خوش آمدید۔"مہر افروز کھلے دل سے مسکرائی اور پھر آگے بڑھنے لگی وہ بھی اس سے تھوڑی دوری بنائے اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

"آج آپ نے تو بارش کے حسن کے ساتھ اپنے حسن کا موازنہ کر کے اس کی خوبصورتی کو بھی پست کر دیا ہے۔"اس کے بھیگے سراپے پر ایک نظر ڈال کر وہ بولا تو مہر کے لبوں پر ہنسی مچلنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی نظر کا کمال ہے ورنہ ہم کہاں اور یہ بارش کے یہ حسین موتی کہاں؟" وہ اس کی جانب کچی ڈوری کی مانند کھچا چلا جا رہا تھا۔

"اللہ جب حسن دیکھا ہے تو شان بے نیازی خود ہی وجود میں سرائیت کر ہی جاتی ہے۔" وہ ایسی باتیں کہاں سے لاتا تھا۔اف،اف اور اف۔

مہر نے زیوارت کی دکان پر لڑکیوں کا رش دیکھ کر اپنے قدموں کو بریک لگائی۔ گردن موڑ کر دکان کو دیکھا اور پھر ابریز کی جانب دیکھا، وہ سوالیہ نگاہوں سے اس کی حرکات دیکھنے لگا۔

"ہمارے ساتھ آیئے راجکمار، آپ کا امتحان لیتے ہیں۔" شرارت آنکھوں میں پنہان تھی۔

www.novelsclubb.com

"سلام ارستو چچا" اس نے ہاتھ پشت پر باندھ کر سلام جھاڑا تو ساری لڑکیاں مڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"ارے مہر افروز آؤ دیکھو ارستو چچا فتح پور سے نئے زیوارت لائے ہیں۔" ایک سنہرے لباس والی لڑکی مسکرا کر بولی تو وہ سر ہلا کر زیور دیکھنے لگی۔

ارستو چچا نے ایک فرنگی نوجوان کو دکان میں موجود چیزوں کو دیکھتا پا کر مہر سے آنکھوں کے اشارے سے استفسار کیا تو وہ کندھے اچکا گئی۔ جیسے کہ رہی ہو "میں ان محترم کو نہیں جانتی "۔

لڑکیوں نے ایک چور نگاہ اس خوبرو نوجوان پر ڈالی مگر چہرہ نظر نہ آنے پر مایوس نگاہیں پھیر لیں۔

"نوجوان تمھے کیا چاہیئے ؟" ارستو چچا نے اس سے کڑے لہجے میں پوچھا تو مہر گڑبڑا گئی۔

"آرام سے چچا وہ راجکمار ہیں۔" دل میں بول کر ضبط کر گئی۔

ابریز نے ایک نظر سر جھکائے جھمکے دیکھتی مہر کو دیکھا اور پھر لکڑی کے ہینڈل پر لگی نتھ کی جانب اشارہ کیا۔

"ہمیں اپنی محبوبہ کے لیئے یہ ناک کی نتھ چاہیئے۔" مہر نے گردن پھیر کر اپنا سرخ چہرہ اس سے چھپایا اور سامنے لکڑی میں لگے آئینے میں ابریز کا عکس دیکھا۔ دکان پر موجود لڑکیوں کی دبی دبی ہنسی گونجی۔ ارستو چچا نے اسے گھورا۔

"کیا تمھاری محبوبہ امرتسر سے ہے یا اسے خرید کر یورپ لے کر جاؤ گے؟" ایک فرنگی نوجوان کو نتھ جیسا زیور خریدتا دیکھ کر وہ تھوڑے مشکوک ہوئے۔ لڑکیاں منتظر تھیں کہ وہ کیا جواب دے گا۔

"فکر مت کریں چچا خالص مشرقی حسن ہے۔ وہ امرتسر کی سب سے خوبصورت لڑکی ہے۔" لڑکیوں نے پلو دانتوں میں دبائے۔ چچا نے آگے بڑھ کر ایک سکے سے قدرے بڑے دائرے والی نتھ جس کی گولائی میں چاندی اور سونے کے بیل نما تاریں لگی تھیں اور ان پر سفید اور سرخ نگینے لگے تھے۔ نتھ کے نچلے حصے پر ایک مٹر کے دانے جتنا سفید موتی لٹک رہا تھا وہ بے انتہا خوبصورت تھی، اسے پکڑائی۔ ابریز نے آگے بڑھ کر آئینے کے عکس میں اس نتھ کو اس انداز میں رکھا کہ سامنے کھڑی مہر کے بلکل ناک کے سیدھ میں رکھی معلوم ہو رہی تھی جیسے مہر افروز نے اسے پہن رکھا ہے۔ وہ مسکرایا، آنکھوں میں ستائش اتری۔ مہر کا سرخ چہرہ مزید لال انارا ہوا۔

www.novelsclubb.com

"اسے ہمارے لیئے تیار کر دیں اور دام بھی بتائیں۔ ہم اسے خریدنا چاہتے ہیں۔ لڑکیوں نے حسرت سے اس خوبصورت لڑکی کے نصیب پر رشک کیا جس کے لیئے اس نوجوان نے نتھ خریدی تھی۔

"فرنگی نوجوان بھی کیسے کیسے شوق پال رہے ہیں" ارستو چچا بڑبڑائی تو وہ سنہری لباس والی بولنے کو بے تاب ہونے لگی۔

"آپ نے سنا نہیں چچا اس نے اپنی محبوبہ کے لئے خریدی ہے۔"

اس کے جانے کے کچھ دیر بعد وہاں بحث شروع ہو گئی تھی۔ وہ بھی پہلو بچا کر وہاں سے نکلی تو گلی کے سرے پر ابریز کو کھڑا پایا۔

"کیا ہم آپ کے امتحان میں کامیاب ٹھہرے مہر افروز؟" وہ بھوری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اس کے تاثرات جانچ رہا تھا۔

"بھلا آپ کسی امتحان میں ناکام ہو سکتے ہیں۔" وہ بھی دوبدو بولی تو ابریز نے ہنس کر لفافے میں لپٹی نتھ اس کے حوالے کر گیا۔

www.novelsclubb.com

"ہماری جانب سے تحفہ قبول کریں مہارانی". وہ دونوں ہنس رہے تھے۔ بارش کے قطرے پھر سے ان پر برس رہے تھے۔ان کے دل اور امرتسر کا موسم خوشگوار ہو رہا تھا۔۔

یادیوں کی لہر نیند سے بوجھل ہوئی تو وہ حال میں لوٹا۔ باہر سے آتے سپاہیوں کے شور نے اسے بتایا کہ وہ ابھی حالت جنگ میں ہے۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور بھاگ چکی تھی۔

زہر نے اثر شروع کر دیا تھا اس نے دیوار کا سہارا لے کر اپنی دھندلی بصارت کی وجہ سے خود کو گرنے سے بچایا۔ ہر چیز دھندلی ہو کر نظروں سے غائب ہونے لگی۔۔ روپا نے اپنے گلے پر ہاتھ رکھا جیسے ان دیکھے پھندے سے خود کو چھڑوانا چاہتی ہو۔اس نے گہری سانس اندر کھینچی مگر فضا میں ہوا کم ہو گئی تھی۔اسے لگا جیسے اس کے گلے میں کوئی رسی ڈال کر کس رہا ہو۔کان آواز سننے سے انکاری ہونے لگے۔وہ دیوار کا سہارا لیئے نیچے بیٹھتی چلی گئی۔آنکھوں سے آنسو تواتر بہنے لگے۔اس نے اپنے ناک سے نکلتے گرم مائع کو انگلیوں سے چھوا تو خون دیکھ کر اٹکی جان حلق میں آ گئی۔وہی گرم مائع اب اس کے کانوں سے بھی بہر رہا تھا۔اسنے مدد کو پکارنا چاہا لیکن جان نکلنے

www.novelsclubb.com

کے درپے تھی۔روپا نے گلے کو پکڑا اور پھر ایک روزدار کھانسی کے ساتھ خون کا ایک فوارہ منہ سے پھوٹ کر سفید سنگ مرمر کے فرش پر پھیل گیا۔وہ بے جان ہو کر ایک جانب ڈھلک گئی،اس کا بے جان وجود ٹھنڈے فرش کی مانند ہو رہا تھا۔وہاں آنے والی خادمہ نے سامنے کا خون آلود منظر دیکھ کر ایک زوردار چیخ ماری۔

پکھراج نے ہاتھ میں پکڑی پوشاک بستر پر پھینکی اور باہر کی جانب بھاگیں مگر سامنے کے منظر نے ان کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکال دی۔

"روپا."ان کی سب سے وفادار ملازمہ خون سے لپ پت مردہ پڑی تھی۔سپاہیوں نے فوراً اس منظر کو گھیرے میں لیا۔وہ ساکت سی پیچھے پڑی مسہری پر گریں۔کوئی پرانا منظر ذہن میں تازہ ہوا۔

جہان آرا اور ماہ پارہ بھی موقع پر پہنچ گئی تھی مگر ان کے دل پر سکون تھے۔سفاک دل۔کراہت بھرے چہرے۔

چندن بائی کا حال تو کاٹو بدن میں لہو نہیں مانند تھا۔

www.novelsclubb.com

"سپاہیوں لیلا کو گرفتار کرلو۔" جہان آرا نے چیخ کر حکم صادر کیا تو چندن بائی نے بی یقینی سے گردن موڑی. "ایک اور بے قصور۔" وہ کانپ گئیں۔

پکھراج خاموشی نظروں سے روپا کے مردہ وجود کو لے جاتے سپاہیوں کو دیکھ رہی تھیں اور لیلا اس کا رنگ لٹھ کی مانند سفید پڑ گیا۔

"تم ہماری مٹھائی میں زہر ملا لائی تھی جو بد قسمتی سے ہماری تو نہیں لیکن اس بے چاری خادمہ کی جان لے گیا۔" سپاہی اسے لے کر جانے لگے تو وہ چیخ و پکار کرنے لگی۔

"چندن بائی مہارانی کو بتائیں ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ہم بے قصور ہیں۔" مگر چندن بائی سر جھکائے کھڑی رہیں، مجرموں کی طرح اصلی مجرموں کے سامنے۔

"ہم بے قصور ہیں۔" اس کی آہ و بکا سماعت سے دور ہوتی گئی۔

ماہ پارہ جیسے آئی تھی ویسے ہی تماشا ختم ہونے کے بعد چلی گئی۔ لیلا کو زندان پھنکوا کر جہان آرا بھی منظر سے غائب ہو گئیں۔ اور صرف دو نفوسوں کو وہاں سانپ سونگھ گیا تھا۔

ایک حقیقت سے انجان تھا اور ایک سب کچھ جان کر بھی انجان بنا بیٹھا تھا۔

دو دن بعد:

مارچ شروع ہوا تو موسم نے بھی انگڑائی لی۔ بازار کے لوگوں نے دھوپ سے بچنے کے لیے ٹوپیوں کا استعمال شروع کر دیا تھا جب کے خواتین نے پھر سے نرم اور ٹھنڈے کپڑے کا استعمال عمل میں لایا تھا۔

مہر افروز نے کریم رنگ کی گھٹنوں تک آتی فراک پر سفید پاجامہ پہن رکھا تھا۔ دوپٹہ دونوں شانوں پر پھیلا کر پیچھے کی جانب گرایا ہوا تھا۔ بال ہمیشہ کی مانند کھلے تھے اور چہرہ دھوپ کی تمازت سے لال ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"روپا کے قتل کے جرم میں مہارانی نے لیلا کو زندان میں قید کر دیا ہے۔" چمپا نے ہاتھ میں پکڑے پھول کی کلی توڑی تو مہر کے چہرے پر نا قابل فہم تاثرات ابھرے۔

"لیلا بے قصور ہے چمپا بھلا وہ مہارانی کو قتل کیوں کرنا چاہے گی." وہ زور دے کر بولی تو چمپا نے پھر سے گلاب کی ایک کلی توڑی۔

"معلوم نہیں لیکن اس کی لائی گئی مٹھائی میں زہر تھا۔" چمپا اسے وہی بتا رہی تھی جو وہ جانتی تھی۔ گلاب کے گرداب مزید چند کلیاں رہ گئی تھیں۔

"اتنے بڑے محل میں ملازموں کی تعداد معلوم ہونے کے باوجود وہ کم مٹھائی کیسے بنا سکتے ہیں جو روپا کو مہارانی کے حصے سے مٹھائی کھانی پڑی اور پھر جس تھال سے روپا نے مٹھائی کھائی اس میں سے جہان آرا بیگم اور راجکماری ماہ پارہ نے مٹھائی کیوں نہیں کھائی۔ کیا وہ جانتے تھے کہ اس میں زہر ہے؟" وہ سیخ پا ہو کر بولی۔ بھوری آنکھیں دہکنے لگیں۔

"مہر افروز یہ معاملہ اب راجکمار ابریز عالم کے آنے کے بعد ہی حل ہو گا۔" چمپا نے خالی گلاب کی ڈنڈی نیچے پھینکی۔ خوبصورت گلاب اپنی خوبصورتی کھو کر مر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"لیلا بے قصور ہے، یہ ضرور کوئی سازش ہے چمپا۔" اسے مہارانی جہان آرا پر غصہ آنے لگا وہ اتنی ناانصاف کیسے ہو سکتی ہیں۔

ایک سیاہ لباس میں چہرہ ڈھکے خاتون ان کی جانب چلتی ہوئی آئی تو چمپا نے حیرت سے فیروزہ کو دیکھا۔

"فیروزہ بازار میں؟؟" وہ سوچ کر رہ گئی۔

"یہ راجکماری ماہ پارہ کی خاص ملازمہ ہے۔" چمپا کی سرگوشی پر مہر افروز نے آنکھیں سکیڑے اسے غور سے دیکھا۔

"سلام! ہمیں راجکماری ماہ پارہ نے بھیجا ہے۔ وہ مہر افروز سے ملنا چاہتی ہیں۔ آج دوپہر کو کھانے پر مدعو کیا ہے۔" وہ پیغام دے کر مہر کے جواب کا انتظار کرنے لگی۔ چمپا نے منہ کھول کر مہر افروز کو دیکھا جو فیروزہ پر نظریں جمائے کھڑی تھی۔ فیروزہ اس کی نظروں سے خائف لگتی تھی۔

"ہم ضرور آئیں گے۔" مختصر بات کہ کر وہ چمپا کے ساتھ پلٹ گئی۔

فیروزہ نے خون آشام نظروں سے اس مغرور لڑکی کو دیکھا اور پھر غصے سے بل کھاتے ہوئے

مڑ گئی

آج کے دن ایک اور قیامت آنے والی تھی۔ "ابریز عالم اور مہر افروز" کے لیئے

باغیچے میں تمام انتظام مکمل تھے۔روش سے پانچ گز کے فاصلے پر لکڑی کا جھولے نما سٹینڈ لگایا گیا تھا جس کے دو مضبوط پلر تھے جن کے درمیان میں ایک موٹی لکڑی لگائی گئی تھی جو ان دونوں پلر کو آپس میں جوڑتی تھی۔اس لکڑی پر کیل ٹھونک کر ایک ہاتھ جتنی لمبی رسی پیوست کی گئی تھی اور رسی کا نیچے والے سرے میں سرخ سیب باندھے گئے تھے۔غالبا سپاہیوں کی جانب سے نشانے بازی کے لیئے لگایا گیا تھا۔ماہ پارہ سرخ و سفید رنگ کا لہنگا پہنے ہوئے تھی۔ماتھے کے ٹکے سے لے کر کلائیوں تک بھر بھر کر زیوارت پہنے وہ باغیچے میں لگی مسہری پر بیٹھی تھی۔فیروزہ نے داخلی دروازے سے مہر افروز کو آتے دیکھ کر جھک کر ماہ پارہ کے کچھ گوش گزار کیا تو وہ اٹھ کر پتھریلی روش پر چلی آئی۔ایک خادمہ اس کا پیچھے سے نیچے لگتا لباس پکڑے کھڑی تھی۔اور یہ سب فقط اپنی شان و شوکت مہر افروز کو دکھانے کے لیئے تھا۔

سنہری لہنگے پر سیاہ چولی اور سیاہ دوپٹہ سامنے کی جانب لہنگے میں اٹکا کر کندھے پر ڈال رکھا تھا۔ گھنگریالے بالوں میں ابریز کی دی گئی موتیوں کی لڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ بھوری آنکھوں

www.novelsclubb.com

میں کاجل لگا کر اس نے باقی گلابی چہرے کو شفاف رکھا تھا۔ خادماؤں نے اس کے آگے ماہ پارہ کے حسن کو دبتا ہوا محسوس کیا۔

ماہ پارہ نے ہاتھ پشت پر باندھے اور پھر دو قدم چل کر اس کے قریب ہوئی۔

"تو تم ہو مہر افروز۔ کمہارن مہر افروز۔" وہ مسکرائی مگر مہریوں ہی نظریں جمائی اس کی ادائیں دیکھتی رہی۔

"کیا آپ نے ہمیں یہ پوچھنے کے لیئے مدعو کیا ہے؟" جمے ہوئے تاثرات کے ساتھ اس نے واپس سوال کیا تو ماہ پارہ کے پھیلے لب سکڑے۔

"ہم اپنی رقیبہ کو دیکھنا چاہتے تھے لڑکی۔ ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ آخر اس مہر افروز میں ایسے کون سے نگینے جڑے ہیں کہ راجکمار کو اس کے علاوہ کوئی اور نظر ہی نہیں آتا۔" ماہ پارہ نے سیاہ آنکھیں اس کے سراپے پر مرکوز کی تو مہر طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بھنویں اچکا گئیں۔

"ہم بھی دیکھنا چاہتے تھے کہ راجکماری ماہ پارہ میں ایسے کون سے کانٹے جڑے ہیں جو راجکمار ابریزان کا نام سنتے ہی پیشانی پر بل اور چہرے پر کراہت لے آتے ہیں۔" وہ جواب ایسا

دے گئی تھی کہ ماہ پارہ نے لال بھبھو کا چہرہ لیئے مسکراتی خادماؤں کو دیکھا، ہتک سے آنکھیں سرخ ہوئیں۔

"تم ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی مہر افروز." اس نے نظریں مہر پر مرکوز کر کے کمان سے سیب پر لیئے گئے نشانے کو چھوڑا تو تیر سیدھا سیب کے ایک جانب پیوست ہوا اس نے گردن موڑ کر فخریہ انداز اپنے نشانے کو دیکھا جو چوکا نہیں تھا۔

"مجھے آپ جیسی کا مقابلہ کرنا بھی نہیں ہے۔" لبوں کو گول کیئے اس نے بھنویں تانیں اور پھر رخ ماہ پارہ کی جانب موڑے اپنا نشانہ لگایا تو دور لٹکتا سیب دو برابر حصوں میں بٹ کر زمین پر جا گرا۔ ماہ پارہ نے بے یقینی سے زمین پر پڑے سیب کو دیکھا اور پھر کمان ہاتھ میں لیئے سینے پر بازو باندھے مہر افروز کو۔ یک دم باغیچے کا منظر دلچسپ ہو گیا تھا۔ ماہ پارہ کا دل چاہ رہا تھا وہ مہر افروز کو وہاں سے غائب کر دے۔ وہ ہر لحاظ سے اس سے بہتر ثابت ہو رہی تھی۔

"تم جانتی نہیں ہو ہم کون ہیں؟؟" اس کے سارے پتے ختم ہو گئے تو وہ ذاتیات پر اتر آئی۔ مہر نے بوریت سے جمائی لی۔ بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے جمایا۔

www.novelsclubb.com

"ایک تخت سے اتارے گئے بیمار مہاراجہ کی بے کار بیٹی یا اپنے چچا کے محل میں پلنے والی وہ بد تمیز راجکماری جو راجکمار ابریز سے شادی کر کے اس محل کی مہارانی بننے کے خواب دیکھتی ہے۔" خادماؤں کے منہ کھل گئے۔ماہ پارہ تو شرم سے زمین میں گڑھ گئی۔اس نے غصے سے تلوار نکالی تو جہان آرا کی آواز پر ہاتھ پہلو میں جا گرا۔

"رک جائیں راجکماری۔" مہر افروز بھی پلٹی، جہان آرا نے اس لڑکی کو سر تا پاؤں دیکھا ۔غصہ سر پر سوار ہونے لگا۔

"مہارانی بیگم." مہر نے سر کو ہلکا سا خم کیا تو جہان آرا کا چہرہ دہکنے لگا۔

"سر کو جھکاؤ گستاخ لڑکی." وہ دھاڑیں تو مہر نے عجیب سی نظروں سے انھیں دیکھا۔وہ اپنا احترام ظاہر کر چکی تھی پھر بھی سر جھکانے کی خواہش اسے ایک آنکھ بھائی نہیں تھی۔

"سنا نہیں تم نے، ہم ایسی اٹھی ہوئی گردنیں کاٹ دیتے ہیں۔" مہر ویسے ہی گردن اکڑائے کھڑی رہی، جہان آرا اور ابریز عالم میں زمین آسمان کا فرق تھا وہ ان کا بیٹا لگتا ہی نہیں تھا۔

"گستاخی معاف مہارانی بیگم لیکن ہم اپنی گردن کٹوا تو دیں گے لیکن یہ جھکے گی نہیں۔" آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ وہاں سب کو مبہوت کر گئی۔ماہ پارہ بے چینی سے جہان آرا کے اگلے حکم کی منتظر تھی۔

"سپاہیوں اس گستاخ لڑکی کو گرفتار کر لو۔" وہ مسکرا کر اس کی جانب جتاتے ہوئے لہجے میں بولیں تو مہر کا پر کشش قہقہ باغیچے میں گونجا۔

"معذرت لیکن آپ کا یہ حکم ہمیں ڈرانے دھمکانے میں ناکام رہا۔" بھوری آنکھیں سرد سے سپاٹ ہو گئیں۔چہرے کے نقوش تن گئے۔اس نے دونوں ہاتھ آگے کیئے تو سپاہیوں نے زنجیروں سے باندھ دیئے اور پھر اسے زندان لے جانے لگے۔وہ خاموش پر سکون وجود کے ساتھ راہداری میں چلتی جا رہی تھی۔

"ہم آپ کی فتح کے منتظر ہیں راجکمار۔جلد لوٹ آیئے۔" دل نے خواہش کا اظہار کیا۔

"سپاہی نے خبر بھجوائی ہے ماہ پارہ، راجکمار نے سلطان پور فتح کر لیا ہے۔" جہان آرا نے ماہ پارہ کو خبر دی تو چونکی سی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"اگر راجکمار ابریز محل پہنچ آئے تو۔۔۔۔؟؟" وہ دانستہ بات ادھوری چھوڑ گئی۔

"وہ کل شام تک لوٹیں گے ماہ پارہ اور ہم آج شام کا ڈوبتا سورج اس لڑکی کے لیئے آخری سورج بنادیں گے۔" جہان آرا بیگم نے دوسرا خون بھی اپنے ہاتھوں پر لینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اور باغیچے کے کونے میں ابھی ابھی آئی چمپا کا وجود ڈر سے شرابور ہو گیا اسے جلد از جلد مہارانی تک پہنچنا تھا۔

مہارانی پکھراج بیگم تک۔

سلطان پور فتح ہو چکا تھا۔امرتسر کے راجکمار نے اپنی فوجیں شہر کے کونے کونے میں لگا دی تھیں۔حرم کی ساری عورتوں کو ملک بدر کر دیا گیا تھا۔

ابریز عالم بڑی شان سے ہری سنگھ کے دربار میں اسی کے تخت پر بیٹھا تھا۔

وہ گھٹنوں کے بل، ہاتھ پشت پر بندھے، زخموں سے چور فرش پر بیٹھا اس کے قہر کا سامنا کرنے والا تھا۔

"کیا اس بار تمھیں فرنگی فوجیں بچانے نہیں آئیں گی ہری سنگھ؟" وہ طنز کر رہا تھا۔ ہری سنگھ نے نفرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"بھول گئے تمھارے بھائی کے ساتھ کیا ہوا تھا؟" ہری سنگھ کی بات پر وہ زخمی سا مسکرایا۔ ہاتھ میں پکڑی تلوار کو رگڑتے ہوئے اس تک لایا اور پھر اس کی شہ رگ پر جمائی۔

"فکر مت کرو میں تمھارے ساتھ بھی میں بلکل ویسا ہی سلوک کروں گا۔" ہارے ہوئے مہاراجہ کی آنکھوں میں خوف ہلکورے لینے لگا، ابریز نے تلوار کو جھٹکا دیا اور ہری سنگھ کٹے ہوئے بکرے کی طرح زمین پر تڑپنے لگا۔ خون کا فوارہ زمین پر پھوٹ پڑا۔ جب اس کا وجود ساکت ہوا تو ابریز نے سپاہیوں کو اس کی لاش کو لے جانے کا حکم دیا۔

www.novelsclubb.com

"باشلق دین ہم ابھی امرتسر کے لیئے روانہ ہو رہے ہیں۔ تم کل صبح سلطان پور سپاہیوں کی نگرانی میں چھوڑ کر باقی لشکر کے ساتھ امرتسر آ جانا۔" اس نے ہاتھ کو رومال سے پونچھ کر رومال باشلق کے حوالے کیا۔

"لیکن راجکمار آپ نے تو کل روانہ ہونے کا فیصلہ کیا تھا؟" ابریز نے نفی میں سر ہلایا۔

"والدہ ہمارا انتظار کر رہی ہوں گی۔ ویسے بھی یہاں ہمارا کام ختم ہو چکا ہے۔"

"جیسی آپ کی مرضی راجکمار، میں آپ کا گھوڑا تیار کروائے دیتا ہوں۔" وہ سر خم کر کے باہر کی جانب چلا گیا۔

پکھراج بیگم نے ابریز کی جانب سے آئی خبر پر شکرانے کے نوافل ادا کیئے، ابھی وہ جائے نماز پر ہی بیٹھی تھیں جب اپنے کمرے کے باہر سے آتے شور پر سپاہی کو اندر آنے کا حکم دیا۔

"باہر کون ہے سپاہی؟" انھوں نے جائے نماز طے کی اور پھر سنگھار میز کی جانب بڑھ گئیں۔

www.novelsclubb.com

"مہارانی ساچمپا کلی آپ سے ملنا چاہتی ہے۔" وہ مؤدب سا بولا تو پکھراج بیگم نے اسے اندر بھیجنے کا اشارہ کیا۔

چہرے کے گرد لپٹی سفید چادر کو کھول کر انھوں نے پوشاک کا دوپٹہ سر پر سجایا تو حواس باختہ چمپا اندر داخل ہوئی۔

"خیریت ہے چمپا اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟؟" ان کے سوال کرتے ہی وہ جھک کر ان کے قدموں میں گر گئی۔ پکھراج نے قدم پیچھے لیئے۔

"مہارانی بیگم ہماری مدد کریں۔ مہارانی جہان آرا اور راجکماری ماہ پارہ نے مہر افروز کر زندان میں بند کر دیا ہے۔" پکھراج بیگم کے چہرے پر سرد مہری اُمڈ آئی۔ آنکھیں غصے سے بھر گئیں۔ ابریز عالم سے آخری ملاقات یاد آئی جب وہ جنگ پر جانے سے پہلے ان کے ساتھ باغیچے میں ٹہل رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ویسے تو ہم جانتے ہیں والدہ ایسا کوئی قدم نہیں اٹھائیں گی جو مہر افروز کے لیئے تکلیف کا باعث بنے لیکن پھر بھی ہم مہر افروز کی حفاظت کا ذمہ آپ کو سونپتے ہیں پکھراج والدہ۔" وہ خاموش ہوا تو پکھراج نے اس کا ماتھا چوما۔

"آپ بے فکر ہو کر جنگ میں جائیں راجکمار۔ ہم پوری حفاظت کریں گے۔"

ملاقات یاد آئی تو چہرے پر خفگی بڑھنے لگی۔

"جہان آرا بیگم کے پاس چلو چمپا۔" انھوں نے اپنی تلوار اٹھائی اور قدم حرم کی جانب بڑھا دیئے۔ آج وہ مہر افروز اور ابریز کے لیئے لڑیں گی۔

دوسری جانب فریدن بیگم پر مہر افروز کا زندان میں قید کا سن کر غشی طاری ہو گئی تھی۔ احمد کی امی اور فضیلت بیگم نے انھیں سنبھال رکھا تھا، اورنگ ابریز عالم کے ساتھ موجود تھا۔ اس لیئے کوئی نہیں تھا جو خبر لاتا۔

زندان میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ دو چند مشعلیں ماحول کو روشن کرنے میں ناکام تھیں۔ اسے یہاں بند ہوئے چار گھنٹے بیت گئے تھے۔ زندان میں پھیلی وحشت ناک بدبو دماغ کی نسیں ہلا رہی تھی۔

"مہر افروز." اپنے نام کی پکار پر مہر اٹھ کر سلاخوں تک آئی تو سامنے موجود پنجرے میں آنسوؤں سے لبریز آنکھیں لیئے لیلا کو دیکھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو مہر؟" وہ بولی تو آواز بھرائی ہوئی تھی۔

"انتظار۔" اس کے یک لفظی جواب پر لیلا کی سسکیاں بلند ہونے لگیں۔

"مہر ہم بے قصور ہیں ہم نے کسی کو زہر نہیں دیا۔" اس کے رونے میں شدت آگئی تھی۔

"ہم جانتے ہیں۔ فکر مت کرو راجکمار کے آتے ہی تمھارا فیصلہ ہو جائے گا تم بچ جاؤ گی۔" وہ اسے تسلی دی رہی تھی۔

"میری بیمار ماں میرا انتظار کر رہی ہو گی۔" مہر نے تکلیف سے آنکھیں موند لیں۔ اسے خود سے زیادہ لیلا کی فکر تھی۔

کچھ سپاہی مشعلیں لیئے زندان میں آئے تو وہ دونوں خاموش ہو گئیں۔

"اس لڑکی کو لے چلو۔ مہارانی کا حکم ہے۔" سپاہی نے آگے بڑھ کر زندان کھولا اور پھر دوسرے سپاہی کو اسے ساتھ لانے کا اشارہ کیا۔

"ہمیں چھوا تو ہاتھ توڑ دیں گی۔ ہم خود چل سکتے ہیں۔" شیرنی کی غراہٹ پر دوسرے قیدیوں نے سلاخوں سے جھانک کر اس کا چہرہ دیکھنا چاہا، وہ چہرے پر پتھریلے تاثرات لیئے لٹھ مار انداز میں بولی تو سپاہی فوراً پیچھے ہٹے۔

"فکر مت کرو لیلا ہم آپ کو بچا لیں گے۔" ایک آخری نظر لیلا پر ڈال کر وہ ان کے ہمراہ ہو لی۔

محل کے احاطے میں عجیب تماشا لگا تھا۔ خادمائیں سر جھکائے کھڑی تھیں۔ ایک جانب ہتھیاروں سے لیس سپاہی مہارانی کے حکم کے منتظر تھے۔ احاطے کے وسط میں خالی میدان میں مہر افروز زنجیروں میں جکڑے ہاتھ لیئے سر اٹھائے کھڑی تھی۔ ماہ پارہ سیڑھیوں پر کھڑی اسے

www.novelsclubb.com

تمسخرانہ نظروں سے دیکھ رہی تھی اور جہان آرا بیگم ان کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔چمڑے کا ایک فٹ لمبا کوڑا جس کے سرے پر زنجیر کا چھوٹا سا ٹکڑا بھی بندھا تھا۔وہاں سب کی آنکھوں میں خوف تھا سوائے اس کے جس بے قصور کو سزا سنائی جانے والی تھی۔

ماہ پارہ غرور بھری چال چل کر اس کے قریب آئی تو مہر مسکرا دی۔

"ہم آج تمھیں یہاں اپنی زندگی کی بھیگ مانگتا ہوا دیکھیں گے۔ہم تمھارے چیخوں سے اپنے کانوں کر محظوظ کریں گے۔"اس نے دونوں ہاتھ جھاڑے۔

مہر نے ایک قدم آگے لیئے تو وہ بے اختیار پیچھے ہوئی۔بھوری آنکھیں مسکرائیں اور لب دانتوں میں دبا کر اس نے ایک بھنواں اوپر اٹھایا، جیسے کچھ سوچ رہی ہو۔

"آپ ابریز عالم سے شادی اور ہماری چیخیں سننے کا خواب اپنے ساتھ قبر میں لے کر جائیں گی ماہ پارہ"

مہر نے اس کا نام ٹکڑوں میں لیا تو وہ غصہ ضبط کر گئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟؟" پکھراج بیگم نے وہاں آتے ہی سامنے کا منظر دیکھ کر جہان آرا بیگم سے کڑے تیوروں سے پوچھا تو وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئیں۔

"ایک گستاخ کو سزا دینے جا رہے ہیں۔" مہر افروز نے منبر پر کھڑی پکھراج بیگم کو دیکھا۔ وہی چہرہ، وہی حسن، وہی لب و لہجہ، وہ ابریز کا پرتو تھیں۔ وہ زیر لب مسکرا دی۔

پکھراج نے ہیروں جیسا حسن رکھنے والی بندی بنی لڑکی کو دیکھا اور پھر تلوار ہاتھ میں لیئے آگے چلی آئیں۔

"کیا واقعی آپ کو لگتا ہے ہم اس کی اجازت دیں گے؟؟" وہ دیوار بن کر ان کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھیں چمپا نے ڈبڈباتی آنکھوں سے مہر کر دیکھا۔ ماہ پارہ نے ناگواری سے پکھراج بیگم کو دیکھا۔

"سامنے سے ہٹ جائیں ورنہ ہم سے برا کوئی نہیں ہو گا پکھراج۔" جہان آرا نے کوڑا ہوا میں بلند کیا تو پکھراج نے اپنے ہاتھ سے اس کا زنجیر والا سرا پکڑ لیا۔ دونوں مہارانیاں آمنے سامنے آ گئی تھیں۔

"آپ روپا کی طرح اس معصوم کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیں گی تو بھول جائیں۔ ہم مہر افروز پر ایک خراش بھی نہیں آنے دیں گے۔" مہر افروز نے شیرنی بنی پکھراج کو دیکھا۔ ماہ پارہ اور جہان آرا بیگم کا چہرہ سفید پڑا، مہر نے نخوت سے سر جھٹکا اور خادماؤں میں سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔

"ہم پر الزام مت لگائیں پکھراج۔" ان لہجہ لڑکھڑایا تو پکھراج بیگم نے چندن بائی کی جانب اشارہ کیا۔

"گواہ موجود ہیں, اگر چاہتی ہیں کہ عزت بنی رہے تو مہر افروز کو جانے دیں۔" انھوں نے مصالحت سے کام لیا۔

جہان آرا نے آنکھ کا اشارہ کیا تو فیروزہ اور الماس نے آگے بڑھ کر پکھراج بیگم کے ہاتھ سے زبردستی تلوار لے لی۔

www.novelsclubb.com

"یہ مت بھولیں ہمارے بیٹے مہاراجہ بننے والے ہیں۔ ہم والدہ سلطان ہیں یہاں سب ہمارے حکم کے تابع ہیں۔" انھوں نے ششدر کھڑی پکھراج کو پرے کیا اور پھر مہرافروز کی طرف بڑھ گئیں۔ مہر زخمی سا مسکرائی۔ وہ ابھی طاقت میں تھیں، ان کی جیت بنتی تھی۔

فضا میں کوڑا بلند ہو کر جب مہرافروز کی پشت پر پڑا تو سب سے اونچی چیخ چمپا اور پکھراج بیگم کی تھی۔

مہر نے آنکھیں سختی سے بند کیں۔ لبوں سے کراہ نکلی۔ جہان آرا کے ہر کوڑے پر پکھراج مزاحمت کرتیں مگر خادماؤں ان پر گرفت مضبوط کرتی جاتیں۔

چھے کوڑوں کے بعد مہر کے قدم تو لڑکھڑا گئے مگر اس کے حلق سے ایک چیخ تک نہ نکلی۔ آنکھیں درد کی شدت سے پھٹنے کو تھیں۔ ماہ پارہ نے آگے بڑھ کر جہان آرا بیگم کے ہاتھ سے کوڑا لے لیا۔

"مت کریں ایسا مہارانی بیگم۔" پکھراج بیگم نے آٹھویں کوڑے پر آنکھیں موند لیں وہ یہ تکلیف دہ منظر مزید نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ مہر گھٹنوں کے بل زمین پر گری۔ اس کی زبان سے نہ

ہی کوئی لفظ نکلا، نہ ہی حلق سے کوئی چیخ۔۔اس کی کمر سے پوشاک اور چمڑی پھٹ چکی تھی۔خون بہ بہ کر زمین میں جذب ہو رہا تھا۔ مگر ماہ پارہ کا ہاتھ نہیں رکا۔

وہ اتنی زور سے ضرب لگاتی جتنی وہ لگا سکتی تھی۔

"وہ ہار نہیں مانے گی راجکماری۔بس کر دیں راجکماری بس۔" پکھراج بیگم کے گلے میں خراشیں پڑنے لگیں۔چمپا نے بے ہوش ہونے کے قریب مہر کو دیکھا۔وہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ نظریں دھندلا گئیں۔جہان آرا ویسے ہی جابر بنی کھڑی رہیں اور پھر محل کا دروازہ کھلا۔سیاہ گھوڑا سرپٹ دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ماہ پارہ کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔غنودگی میں ڈوبتی مہر افروز نے اپنی سماعتوں میں ابریز کی چنگھاڑتی ہوئی آواز سنی۔وہ حلق کے بل دھاڑ رہا تھا۔وہ مسکرائی اور پھر نیچے ڈھے گئی۔

وہ جو محل میں اپنے استقبال کی تیاریاں دیکھنے والا تھا سامنے کا منظر دیکھ کر اس کی روح فنا ہوئی۔فیروزہ اور الماس نے روتی ہوئی پکھراج بیگم کو بے دردی سے جکڑ رکھا تھا۔چمپا کی گردن پر سپاہی تلوار رکھے کھڑا تھا۔اس کی ماں پر سکون کھڑی اس کی محبت کو سولی چڑھا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ماہ پارہ کا دل بند ہو گیا۔ وہ آن پہنچا تھا اب اس کی موت یقینی تھی۔

وہ دیوانہ وار بھاگ کر مہر افروز کی جانب بڑھا۔ اس کا خون ابریز کے ہاتھوں اور لباس پر پھیلنے لگا۔ اس کی مدھم ہوتی سانسیں ابریز عالم کی جان نکال رہی تھی۔ کون سی جنگ، وہ تو ساری جنگ ہار گیا تھا۔ وہ فاتح ہو کر بھی خالی ہاتھ رہ گیا تھا۔

"سپاہیوں ماہ پارہ کو گرفتار کر کے زندان میں ڈال دو۔" اس نے نیلی آنکھوں میں آگ لیئے اپنی ماں کی جانب دیکھا تو ماہ پارہ ہراساں ہو کر جہان آرا کو دیکھنے لگی جو خود بت بنے کھڑی تھیں۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ابریز اس وقت یہاں آن پہنچے گا۔

"شکر ہے راجکمار آپ وقت پر آ گئے۔ شکر ہے۔" پکھراج مسکرا بھی رہی تھیں اور رو بھی رہی تھیں۔

"مہارانی کو کمرے میں نظر بند کرو۔ جب تک ہم نہ کہیں انھیں وہیں بند رکھو" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا تو ان کے وجود میں حرکت آئی۔ وہ آگے بڑھنے لگیں مگر اب سب بے سود تھا۔

www.novelsclubb.com

"طبیبہ کو خبر کرو۔" ابریز نے مہر کو بازوؤں میں بھرا اور شفاخانے کی جانب بھاگا۔ پکھراج بیگم نے ایک نفرت بھری نگاہ اس پر ڈالی جو سپاہیوں کے گھیرے میں تھیں اور ابریز کے پیچھے لپکیں۔

"آنکھیں کھولیں مہر افروز۔ دیکھیں ہم آ گئے ہیں۔ ہمیں معاف کر دیں۔" وہ بڑے ضبط سے اسے تھامے ہوئے تھا۔

"پکھراج بیگم نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دے کر بستر پر لٹایا۔

"طبیبہ کو بلاؤ۔ جلدی سنائی نہیں دیتا تم لوگوں کو۔" وہ خادموں پر نفسیاتی انداز میں چلا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ابریز بیٹے باہر جائیں ہمیں علاج شروع کرنا ہے۔" پکھراج نے اسے بازوؤں سے تھاما تو وہ سر نفی میں ہلا گیا۔

"والدہ مہر۔۔۔" اس کے چہرے پر بے چارگی تھی۔

"دیکھیں طبیبہ آگئی ہے آپ باہر انتظار کریں۔وہ ٹھیک ہو جائیں گیں۔"پکھراج کے دلاسے پر وہ باہر چلا آیا۔خادمہ نے دروازہ بن کیا تو دروازے کے پار اس کی سانسیں حلق میں اٹک گئیں۔طبیبہ نے اس لڑکی کے زخموں کو افسوس سے دیکھا۔

"بگھی بھیج کر مہرافروز کی والدہ کو محل بلائیں۔"مہارانی پکھراج نے خادمہ کو پیغام دے کر باہر بھیجا۔

اب وہ مہر کی جانب متوجہ تھیں۔جو اوندھے منہ بستر پر شدید زخمی حالت میں پڑی تھی۔

"یااللہ ہماری مدد فرما۔"

فریدن بیگم جب آنسوؤں سے تر چہرہ لیئے محل پہنچی تو پکھراج بیگم نے انھیں گلے لگا کر تسلی دی۔مہرافروز سے ابھی تک کوئی ملا نہیں تھا۔بے ہوش جہانداد عالم کو معلوم نہیں تھا کہ ان کے محل میں کیا طوفان مچا ہوا ہے۔مہارانی بیگم کو کمرے میں نظر بند کر دیا گیا تھا،اور اسی نظر

www.novelsclubb.com

بندی کو دل پر لے کر وہ بیمار ہو چکی تھیں۔ماہ پارہ زندان میں بند تھی۔وہ دونوں اسی کی حقدار تھیں۔

ابریز عالم نے دیوان میں ایک حکم نامہ جاری کر دیا تھا اور اورنگ دین کو اس حکم نامے کی نقول پورے امرتسر میں دینے بھیجا تھا۔

چار گھنٹے بعد طبیبہ نے مہرافروز کے خیریت سے ہونے کی اطلاع دی۔کچھ رکے ہوئے سانس بحال ہوئے جن میں ایک اورنگ دین بھی تھا۔

"راجکمار ہم آپ کے جاری کردہ حکم نامے کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں." پکھراج بیگم کے ہمراہ وہ شفاخانے جا رہا تھا جب وہ اس سے مخاطب ہوئیں۔

"ہم نے مہرافروز کو امرتسر کی مہارانی قرار دے دیا ہے۔اب انھیں ایک مہارانی کی حیثیت دی جائے گی۔" وہ سنجیدہ تھا حد درجہ سنجیدہ۔

"آپ جانتے ہیں وہ جب تک آپ کی زوجہ نہیں بنتی آپ انھیں یہ مرتبہ نہیں دے سکتے۔" پکھراج حق پر تھیں۔یہ اصول تھا۔

"والدہ آپ فکر مت کریں ان کے ٹھیک ہوتے ہی ہم شادی کر لیں گے۔" وہ آگے کی سوچے بیٹھا تھا۔ مستقبل کچھ اور سوچے بیٹھا تھا۔

"ٹھیک ہے اب آپ اندر جا کر مہر سے مل لیں۔" پکھراج وہیں دروازے پر رک گئیں۔

وہ سفید کمرہ تھا کفن جیسا سفید، دوائیوں کی بدبو دار ہر جانب پھیلی تھی اور سامنے ہی وہ بستر پر دراز تھی۔ بھوری آنکھیں بند تھیں۔ چہرہ پیلا پڑ چکا تھا۔ ابریز کرسی کھینچ کر اس کے سامنے جا بیٹھا۔ اگر وہ زرا سی دیر کرتا تو۔۔۔۔ بس اس سے آگے نہیں سوچ سکا۔

اس نے دھیرے سے اس کا گرم ہاتھ اپنی گرفت میں لیا اور پھر دیر تک اسے لبوں سے لگائے بیٹھا رہا۔ اس کی ہموار اور پُر سکون سانسیں ابریز کو ٹھنڈک اور راحت پہنچا رہی تھیں۔

"ہم یہ بھوری آنکھیں اور یہ مخروطی لب مسکراتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے مہر افروز۔" اس نے ہاتھ سے اس کے نقوش چھوئے تو وہ اس کے لمس پر کسمسائی۔

"آپ کو تکلیف دینے والوں سے حساب لیا جائے گا یہ میرا وعدہ ہے مہارانی۔" وہ خاموش ہوا تو پکھراج فریدن بیگم کے ہمراہ اندر داخل ہوئیں۔

"راجکمار آپ کی ملاقات کا وقت ختم ہوا۔" پکھراج نے شرارت سے آنکھ دبائی تو وہ اٹھ کر باہر چلا گیا۔

اب فریدن اپنی خوبصورت بیٹی کے ماتھے کو چوم رہی تھیں۔

نئی صبح سکون لے کر طلوع ہوئی تو دوائیوں کے زیر اثر سوئی مہر افروز بھی بیدار ہونے لگی۔اس نے اپنے بھاری پپوٹے کھولے تو سامنے اس خوبصورت مہارانی کو بیٹھا پایا۔

"مہارانی بیگم." مہر نے کہنیوں کے بل اٹھنے کی کوشش کی تو وہ اسے روک گئیں۔

"لیٹی رہیں مہر افروز۔اب آپ کی کیسی طبیعت ہے؟" وہ بڑی نرمی سے اس سے پوچھ رہی تھیں۔

"ہم اب بہتر ہیں۔" کمر میں اٹھنے والی ٹیسوں کو اس نے ضبط کیا۔

"اگر آپ کو کچھ چاہیئے تو ہم خادمہ کو کہہ کر منگوا دیتے ہیں۔" وہ اٹھنے لگیں تو مہر نے نفی میں سر ہلایا۔

"ہمیں بس یہ درد کی دوا اٹھا دیں مہارانی بیگم." درد کی حدت زیادہ تھی۔

پکھراج بیگم نے لکڑی کے چمچ میں دوائی بھر کر اس کے لبوں سے لگائی تو وہ شرمندہ ہو گئی۔

"آپ راجکمار ابریز کی والدہ ہیں؟" دوا کی کڑواہٹ اس کے حلق سے معدے تک پھیل گئی۔ وہ مسکرائیں مگر آنکھیں زخمی تاثر دے رہی تھیں۔

"وہ مہاراجہ جہانداد عالم اور مہارانی جہان آرا کے بیٹے ہیں اور ہم ان کی دوسری زوجہ ہیں اس حساب سے وہ ہمارے بھی بیٹے ہیں۔" انھوں نے دوا کا دوسرا چمچ بھرا مہر نفی میں سر ہلانے لگی۔

"نہیں میرا مطلب ہے آپ ابریز عالم کی سگی والدہ ہیں۔ آپ نے ہی ابریز عالم کو پیدا کیا ہے۔ مہارانی جہان آرا کی کوئی اولاد نہیں ہے۔" وہ بڑے وثوق سے حقیقت عیاں کر رہی

تھی، پکھراج بیگم کی گرفت شیشے کی دوا پر مضبوط ہو گئی۔ انکھوں میں حقیقت کھل جانے کا ڈر امڈ آیا۔ مہر نے دوائی کا دوسرا گھونٹ بمشکل حلق سے نیچے اتارا۔

"مہر افروز آپ یہ سب کیسے جانتی ہیں؟" مہر کا شک حقیقت میں بدل گیا۔ بھوری آنکھیں چمک پڑیں۔

"ہمیں حیرت ہے کہ آپ میں اور ابریز عالم میں اتنی مماثلت ہونے کے باوجود لوگ یہ حقیقت کیوں نہیں پہچان سکے۔" وہ بول کر رکی تو اسے پکھراج بیگم کے چہرے پر ہر جذبہ نظر آیا۔ دکھ، تکلیف، محبت، ممتا اور پچھتاوا۔

"مہاراجہ جہانداد عالم نے ہم سے اولاد کی خاطر شادی کی تھی۔ بیروز عالم کی پیدائش پر سب بہت خوش تھے سوائے مہارانی جہان آرا کے۔ وہ بیمار رہنے لگیں۔ وہ ہم سے اور ہمارے بیٹے سے حسد کرنے لگیں۔" ان کی خوبصورت آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"بہروز عالم جب دو سال کے ہوئے تو ہم پھر امید سے ہو گئے۔ ہم بہت خوش تھے لیکن جہان آرا بیگم کی صحت مزید بگڑنے لگی۔ وہ جہانداد عالم کی چہیتی تھیں۔" وہ سانس لینے کو رکیں۔ مہر نے ان کے چہرے پر اذیت کا جہان آباد دیکھا۔

"مہر کسی کا چہیتا ہونا بڑی خوش قسمتی کی بات ہوتی ہے۔ جہان آرا کو مزید دکھ سے بچانے کے لیئے جہانداد عالم نے ہم سے ایک وعدہ لیا.." یہاں ان کے لب کپکپا گئے۔ ایک گیلی سانس اندر کھینچ کر وہ دوبارہ گویا ہوئیں۔

"جہانداد عالم نے ہمیں اپنی دوسری اولاد جہان آرا بیگم کے حوالے کرنے کا عہد لیا۔ ہم ان سے محبت کرتے تھے ہم نے محبت میں یہ گھاٹے کا سودا کر لیا۔ اور پھر امرتسر میں ہمارے بجائے جہان آرا کے امید سے ہونے کی خبر پھیلا دی گئی۔" موٹے موٹے آنسو ان کے گال سے لڑھک کر پوشاک میں جذب ہو رہے تھے۔ مہر افروز دم سادھے انھیں سن رہی تھی۔ بھوری آنکھوں نے پلکیں تک نہیں چھپکائیں۔

www.novelsclubb.com

"مہارانی جہان آرا بیگم کو صحت کی خرابی کا بہانہ بنا کر فتح پور کے قلعے میں بھیج دیا گیا اور ہمیں ان کے ساتھ اس لیئے بھیجا گیا کہ کوئی اس راز سے آشنا نہ ہو جائے۔" سانس پھولنے لگی تو وہ رک گئیں۔

"ابریز عالم کی پیدائش کے بعد ہم نے انھیں بنا دیکھے جہان آرا بیگم کے حوالے کر دیا۔ مہارانی بیگم نے ہماری کوکھ سے پیدا ہوئے بیٹے کو تو اپنا لیا لیکن بہروز کو ہمیشہ تخت کے لیئے خطرہ سمجھا۔ ہمیں ابریز سے بھی اتنا ہی پیار ہے جتنا ہم بہروز عالم سے کرتے تھے۔" وہ بہت مضبوط تھیں اپنے جگر کے ٹکڑے کو کسی دوسری عورت کے حوالے کر گئی تھیں۔

ابریز عالم کمرے میں داخل ہوا تو مہر افروز کے چہرے پر کئی رنگ آئے۔ اس نے کتنا انتظار کیا تھا اجکمار کا۔ وہ یک ٹک اسے دیکھتا ہوا اس کے قریب آیا۔

"آپ کو تندرست دیکھ کر ہمیں جنگ میں خود پر لگے سارے گھاؤ مندمل ہوتے محسوس ہو رہے ہیں۔" وہ پکھراج بیگم کا احساس کیئے بغیر بولا تو مہر کانوں تک سرخ ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"اپنی والدہ کا احساس کریں راجکمار۔" وہ دبے لفظوں میں اسے ٹوک گئی تو پکھراج بیگم تھوڑی مضطرب سی دکھائی دینے لگیں۔

"والدہ آپ گھبرائیں نہیں ہم جانتے ہیں کہ آپ نے ہماری پرورش نہ سہی لیکن پیدا آپ نے کیا ہے۔اپنے وعدے کو نبھانے کے لیئے آپ ہم سے سر عام اپنی محبت کا اظہار نہیں کر سکتی تھیں۔ لیکن رات کے اندھیرے میں ہم آپ کے کمرے میں آکر آپ کی دست بوسی ضرور کر لیتے تھے۔ہماری پہلی محبت کی حقدار آپ ہیں۔" ابریز نظریں مہر پر جمائے راز آشکار کرتا گیا اور پکھراج بیگم حیرت میں گھری رہ گئیں۔

"آپ جانتے تھے؟" ان کی آواز خوشی سے لڑکھڑا گئی۔ابریز نے جھک کر ان کی پیشانی چومی۔

"اپنی والدہ سے بے خبر کیسے رہ سکتے تھے۔" وہ جواب دے کر اب پوری طور مہر افروز کی جانب متوجہ تھا۔پکھراج بیگم میکانکی انداز میں اٹھ کر کمرے سے باہر ہو لیں۔وہ ڈھیر سارا رونا چاہتی تھیں۔دونوں نے محبت سے ان کو جاتے ہوئے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تو بتائیں آپ کے زخم کیسے ہیں؟؟" وہ محبت پاش لہجے میں بولا تو مہر کا سارا درد ہوا ہو گیا۔

"بہت گہرے اور تکلیف دہ۔" بھوری آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

"بھر جائیں گے۔ ہم محبت سے بھر دیں گے۔" ابریز نے اس کی آنکھوں کی نمی پوروں سے چنی۔

"اب آپ جائیں ہمیں سونا ہے۔" وہ اسے نظروں کے حصار میں رکھے ہوئے تھا مہر کا دل بیٹ مس کرنے لگا۔

"اگر آپ زخمی نہیں ہوتیں تو ہم آپ کو اس گستاخی پر سختی سے ڈانٹتے۔" نیلی آنکھیں خفگی سے بھر گئیں۔

www.novelsclubb.com

"ہم زخمی نہیں بھی ہوتے تو آپ ہمیں نہیں ڈانٹ سکتے تھے." اس نے ٹھوڑی اونچی کر کے ایک ادا سے اس کی جانب دیکھا۔

"مہارانی مہر افروز." اس کا یہ غرور وہ ہمیشہ قائم رکھے گا۔

دو ماہ بعد:

"راجکمار اپنے والد کی وفات کے بعد امرتسر آپ کے حوالے کیا گیا ہے مگر آپ جب تک کسی شاہی خون سے شادی نہیں کریں گے، آپ اس تخت پر نہیں بیٹھ سکتے۔" مشیر خزانہ کی بات نے دیوان میں چھائے تناؤ میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔

"ہم یہاں کے کرتا دھرتا ہیں مشیر صاحب۔ آپ ہمیں نہیں بتا سکتے ہمیں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔" ابریز نے سکوت توڑا تو مشیروں کے چہروں پر خفگی بڑھنے لگی۔

"یہ یہاں کا صدیوں سے چلتا اصول ہے راجکمار اور آپ ایک معمولی لڑکی سے شادی کر کے اسے توڑ نہیں سکتے۔" ایک مشیر نے اپنی بات سامنے رکھی تو پکھراج پہلو بدل گئیں۔

ابریز نے اندر تک اتر جانے والی نظر اس پر ڈالی اور پھر ہنکارا بھر کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہم اس اصول کو ختم کر کے ایک نئی بنیاد رکھیں گے۔" اس کے بولتے ہی مشیروں کی سرگوشیاں اور کھسر پھسر بلند ہو گئی۔

"ہم آپ کے اس فیصلے سے متفق نہیں ہیں راجکمار۔آپ ہمارے بغیر یہ نہیں کر سکتے۔"سارے مشیر اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔باشلق نے آگے بڑھ کر انھیں شانت رہنے کا اشارہ کیا مگر وہ اپنی حد بھولنے لگے۔مہارانی پکھراج نے افسوس سے ابریز کی جانب دیکھا۔

"اگر آپ لوگوں کی یہی مرضی ہے تو ہم تخت سے دستبردار ہوتے ہیں۔کوئی تخت کے لیئے امیدوار لے آیئے،فیصلہ کر لیا جائے گا۔"دربار میں سب کو سانپ سونگھ گیا۔وہ اپنے فیصلے سے پیچھے ہٹنے کے بجائے ایک لڑکی کی خاطر تخت سے دستبردار ہو گیا تھا۔پکھراج بیگم کے دل پر ہاتھ پڑا۔باشلق بھی پتھرائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"اب نکل جایئے دیوان سے۔"تخلیہ کا اشارہ کرتے ہی سپاہی انھیں باہر نکالنے لگے۔

"راجکمار یہ آپ نے کیا کیا؟؟"مہارانی بیگم نے اذیت سے اس کا ہاتھ تھاما مگر ابریز کے چہرے پر کوئی ملال نہیں تھا۔یہ اس کا آخری فیصلہ تھا

تیری ایک دید کی خاطر محبوب

ہم نے تخت وتاج بھی ٹھکرا دیئے

مہاراجہ جہانداد عالم کو گزرے پندرہ روز ہو چکے تھے۔مہارانی جہان آرا نے کمرے سے نکلنا کم کر دیا تھا اگر کبھی حرم میں آتی بھی تو ان کا پہلے جیسا اثر ورسوخ ختم ہو گیا تھا جیسے پہلے وہ محل اور حرم کے معاملات دیکھتی تھیں۔مہاراجہ کی موت اور مہرافروز کے معاف کرنے کی وجہ سے راجکماری ماہ پارہ کو بھی قید سے رہائی مل گئی تھی اور فلحال اس کی جانب سے گہری خاموشی تھی۔ابریز کے کہنے پر پکھراج بیگم نے شادی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ محل کی تمام پرانی خادماؤں کو واپس ان کے گھروں کو بھیج دیا گیا تھا۔پکھراج بیگم نے فتح پور اور دوسرے علاقوں کی غریب لڑکیوں کو ملازمت کے لیئے محل میں رکھ لیا تھا۔لیلا بے قصور تھی اس لیئے ابریز عالم نے اسے رہا کر دیا تھا۔مہرافروز کے زخم مندمل ہو گئے تھے اور راجکمار کے بقول وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا خبر لائی ہو چاندنی؟" اس کا گورا رنگ کملایا ہوا تھا آنکھوں کے نیچے حلقے بنے تھے۔اس کا حسن ماندہ پڑ گیا تھا۔سیاہ آنکھوں کی چمک غائب ہو گئی تھی۔

"راجکماری، راجکمار ابریز عالم نے مہارانی مہر افروز کے لیئے تخت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا ہے۔" خادمہ کی بات پر اس کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ ابھری۔وہ سر نفی میں ہلاتی اذیت سے ہنستی رہی۔

"ایسے کیوں کھڑی ہو؟" ماہ پارہ نے گردن موڑی تو چاندنی نے اسے مکتوب پیش کیا۔تین مہینوں سے آتے یہ مکتوب اس کے لیئے درد سر بن گئے تھے۔

ماہ پارہ نے مکتوب پڑھنا شروع کیا تو چہرے پر درد کی لکیریں واضح ہوئیں۔

"ہمیں نفرت ہے اس لفظ محبت سے۔اس نے ہماری زندگی برباد کر دی ہے۔" وہ ہذیانی انداز میں چلانے لگی تو چاندنی گھبرا گئی۔

www.novelsclubb.com

"کون ہے؟؟ کون ہے ہمیں یہ مکتوب بھیجنے والا؟؟"اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سنگھار میز پر پڑی چیزوں کو غصے سے نیچے گرایا تو پاؤں میں گرنے والے حکم نامے پر ساکت ہوئیں۔تاثرات ڈھیلے پڑ گئے۔

اس نے جھک کر اورنگ دین کو زندان سے آزاد کرنے والا حکم نامہ اٹھایا اور پھر دوسرے ہاتھ میں پکڑے مکتوب پر نظر ڈالی،دوبارہ حکم نامہ دیکھا۔ذہن کو اشارہ مل گیا تھا۔

"راجکمار کے حکم سے ہم نے لکھا ہے۔"کسی کا پرانا جملہ یاد آیا تو چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔ایسی مکر و فریب سے بھری مسکراہٹ کے چاندنی نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"ہم جانتے ہیں یہ کس نے بھیجا ہے۔باشلق زیب۔سپہ سالار باشلق زیب کو بلاؤ چاندنی۔"اس نے جھٹکے سے مڑ کر پر سکون سانس خارج کی اور اسے اشارہ کیا تو خادمہ الجھے ذہن کے ساتھ باہر آ گئی۔

راجکمار کو محبت تھی ایک ڈائن سے۔

مگر راجکمار سے محبت تھی راجکماری کو۔

راجکماری حق رکھتی تھی اسے پانے کا۔

ڈائن نے راجکمار کو پھنسایا اپنے جال میں۔

خوبصورت راجکماری اکیلی رہ گئی۔۔

اب راجکماری بچھائے گی موت کا جال۔۔۔

جہان نہیں آئے گا ڈائن کو بچانے کوئی راجکمار۔۔۔

بستر پر کمر کے بل لیٹے وہ ہنستے ہوئے گنگناتی جا رہی تھی۔۔۔ کبھی ہنسنے لگ جاتی تو کبھی رونے لگ جاتی تھی۔

www.novelsclubb.com

باشلق نے جب پہلی بار راجکماری کو دیکھا تو اپنے دل کو ڈپٹ کر سلا دیا کہ وہ ابریز عالم کی منگ ہیں اور وہ غلام، ان کا ملن نہ ہی تقدیر میں تھا اور نہ ہی زمانہ راضی ہوتا لیکن ابریز عالم کو اس سے دور دیکھ کر اس کے دل میں پھر سے آس جاگی۔ وہ ایک سپاہی کو چند سکے دے کر اپنا مکتوب

اسے راجکماری تک پہنچانے کا حکم دے دیتا۔نہ ہی کبھی راجکماری نے اس کے مکتوب کا جواب دیا اور نہ اس نے کوئی امید رکھی۔وہ باشلق زیب جس کی ماں اور خاندان پر غداری کا ٹھپہ تھا وہ امرتسر کی راجکماری سے محبت کر بیٹھا تھا۔اور اسی محبت کی خاطر وہ قتل کرنے جا رہا تھا۔

تربیت گا میں چاندنی کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ سپاہیوں سے زرا ہٹ کر کنارے پر ہو گیا۔چاندنی راجکماری کی خاص خادمہ ہے وہ جانتا تھا اس کے دل میں ہلچل ہوئی۔

"سپہ سالار باشلق آپ کو راجکماری ماہ پارہ نے طلب کیا ہے."چاندنی پیغام دے کر وہاں رکی نہیں اور اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔

"مہر افروز محل سے خبر لائی ہوں۔"وہ دونوں زمین پر بچھی قالین پر پاؤں پسارے بیٹھی تھیں۔لیلا نے مٹی کی ڈولی میں پڑی خشک مہندی میں پانی ڈالا اور پھر لکڑی کے چمچ سے اسے گہرے بھورے رنگ کے پیسٹ میں بدل دیا۔ایک تیز اور تیکھی خوشبو پورے کمرے میں پھیلی۔

www.novelsclubb.com

"تو بتاؤ چمپا میں سن رہی ہوں۔" مہر افروز نے اپنے ہاتھ پانی میں دھوئے پھر کپڑے سے خشک کر کے لیلا کی پھیلائی ہتھیلی پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ اسے تھام گئی۔

"راجکماری ابریز عالم نے تخت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا ہے۔" چمپا منہ میں کٹے سیب کی کاش ڈال کر اس کے قریب بیٹھی۔ مہر کا چہرہ تاریک پڑا۔ اس کی وجہ سے امرتسر غلط ہاتھوں میں چلا جائے گا۔ اس نے ہاتھ واپس کھینچا تو لیلا نے سر نفی میں ہلایا.

"چمپا یہ اچھی خبر نہیں ہے۔ تم کسی کے ہاتھ پیغام بھجواؤ ہم راجکمار سے ملنا چاہتے ہیں۔" چمپا نے گھور کر اسے دیکھا۔ لیلا اب اس کی ہتھیلی کے وسط میں مہندی کی گول ٹکیا بنا رہی تھیں۔ ٹکیا مکمل کر کے اس نے سرخ کپڑا مہر کے ہاتھ پر باندھ دیا۔

www.novelsclubb.com

"خاموش ہو جاؤ مہر۔ اگر راجکمار نے تخت کی حامی بھر لی تو ان کی شادی تمھارے بجائے راجکماری ماہ پارہ سے ہو جائے گی۔" چمپا کو مہر افروز کی بات ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔ لیلا اس کے دونوں ہاتھوں پر مہندی لگا کر کپڑا باندھ چکی تھی۔

"ہم نے جو کہا ہے وہ کرو چمپا۔ ہم امرتسر کے لیئے اپنی محبت بھی داؤ پر لگانے کو تیار ہیں۔" اس نے کھڑے ہو کر اپنی پوشاک جھاڑی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے چلی گئی۔ لیلا اور چمپا نے بے بسی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

ماہ پارہ سنہری پوشاک پر بھاری زیوارت پہنے مسہری پر کمر کے بل لیٹی تھی۔ بازو آنکھوں پر جمار کھی تھی جبکہ چہرے پر سرخ رنگ کا رومال ڈال رکھا تھا۔ لباس کا دوپٹہ مسہری کے ایک جانب پڑا اپنی ناقدری پر رو رہا تھا۔ دروازے پر دستک ہوئی تو وہ بنا آنکھیں کھولے اسے اندر آنے کا حکم دے گئی۔

www.novelsclubb.com

باشلق اندر داخل ہوا تو اس کی پہلی نظر قالین پر بکھرے مکتوبوں پر گئی اور پھر وہاں سے ہوتی ہوئی ماہ پارہ کے پاس مسہری پر پڑے اس پرانے حکم نامے پر۔ سپہ سالار نے تھوک نگل کر اپنے خشک لبوں پر زبان پھیری۔

"کیسے ہو باشلق زیب؟؟" کھنکتی آواز پر وہ سر جھکا گیا۔

"حکم کریں راجکماری، آپ نے بلایا تھا۔" اس کی آواز ہموار تھی کوئی لڑکھڑاہٹ عیاں نہیں ہوتی تھی۔

ماہ پارہ نے دائیں ہاتھ سے رومال چہرے سے ہٹایا اور پھر اٹھ بیٹھی۔

"یہ مکتوب تمھارے ہیں، ہم جانتے ہیں۔" وہ بڑے دلنشین لہجے میں بولی۔ ہاتھ کو گھٹنے پر ٹکا کر اس پر اپنی ٹھوڑی رکھ کر اسے بڑے غور سے دیکھنے لگی۔

"اس گستاخی پر ہمیں معاف کر دیں۔" اب فرار ممکن نہیں تھا۔

"تم ہم سے محبت کرتے ہو اور یہ کوئی غلط بات نہیں ہے۔" ماہ پارہ مسہری سے اٹھی اور پھر اس کے مکتوب ہاتھ میں لے کر اس کے قریب آئی۔ باشلق نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"حیران مت ہو، تم جانتے ہو راجکمار ابریز عالم نے تخت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا ہے اور اگر تم ہم سے شادی کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تخت پر بیٹھنے کا موقع تمھارے پاس ہی ہو گا۔" وہ مسکرائی۔ باشلق ششدر سا اسے دیکھتا رہا، وہ اسے ایسا خواب دکھا رہی تھی جس کے بارے میں اس نے سوچا تک نہ تھا۔

"لیکن تمھاری محبت پر یقین اور تم سے شادی کرنے سے پہلے ہم ایک امتحان لیں گے۔" اس نے اپنی ہتھیلی اس کے سامنے پھیلائی تو سیاہ آنکھیں ماہ پارہ کے چہرے پر مذاق کی رمق تلاش

کرنے لگیں۔ چند لمحے سوچنے کے بعد وہ اس کا ہاتھ تھام گیا۔

"ہم اپنی محبت کا یقین دلانے کے لیئے آپ کے ہر ایک امتحان کا سامنا کرنے کو تیار ہیں۔" مضبوط لہجہ، باغی آنکھیں۔ ماہ پارہ پلٹ گئی اور پھر ایک ادا سے سر ہلایا۔

"تمھیں مہر افروز کو قتل کرنا ہو گا۔" ایک ایک لفظ کو جدا جدا کر کے بولتی وہ اس کے ہوش اڑا گئی۔

www.novelsclubb.com

"مہر افروز کو جنگل کیسے بلانا ہے اس کو ہم پر چھوڑ دو۔ اگر منظور ہے تو اقرار کرو ورنہ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔" راجکماری اب ہاتھ میں سرخ پوٹلی میں موجود کوئی شے اٹھا کر اس کے قریب لا رہی تھی۔ باشلق کو وفاداری اور محبت میں سے کسی ایک کو چننا تھا۔

"ہمیں منظور ہے۔"اور وہ محبت کو چن کر باغی بن گیا۔ماہ پارہ کو اپنے ارد گرد شادیانے بجتے محسوس ہوئے۔

"آج شام باغیچے میں ہمیں ابریز اور مہر افروز کے ہاتھ سے لکھے گئے مکتوب چاہئیں باشلق۔"وہ حکم دے کر بولی تو باشلق سر خم کر گیا۔

"یہ ہمارے گہنے ہیں اگر تم پکڑے جاؤ تو راجکمار کو یہ گہنے دکھا کر تم بچ جانا، پھر ہم جانیں اور راجکمار جانیں۔"سرخ نگینوں والے کنگن ماہ پارہ نے اس کے حوالے کیئے تو وہ منع کر گیا۔

"اس کی ضرورت نہیں راجکماری ہمیں آپ پر بھروسہ ہے۔"ماہ پارہ نے مسکرا کر کنگن اس کے حوالے کر دیئے۔

www.novelsclubb.com

"رکھو کام آ سکتے ہیں۔"

باشلق کے جاتے ہی سازشوں سے بھرا کمرہ خالی ہو گیا۔

"مہارانی جہان آرا آپ کے یہ کنگن ہمارے لیئے بہت مفید ثابت ہوئے ہیں۔"وہ زہر خندہ لہجے میں بولی تو فضا میں دھوکے کی بدبو بڑھنے لگی۔

"مہارانی بیگم ہم لیلا سے ملنے جانا چاہتے ہیں۔" ماہ پارہ نے حرم میں مہر افروز کے لیئے کپڑے پسند کرتی پکھراج بیگم سے اجازت مانگی تو انھوں نے سرسری سی نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ کو اس سے کیوں ملنا ہے راجکماری؟؟" ماہ پارہ نے جھکی گردن اٹھائی, آنکھوں میں چھائی افسردگی سمٹنے لگی۔

"ہم ان سے معافی مانگنا چاہتے ہیں۔" پکھراج بیگم نے کپڑے چندن بائی کو پکڑائے اور پھر ایک بھرپور نظر اس کے سنجیدہ سراپے پر ڈالی، وہ انھیں واقعی نادم لگی۔ چند پل سوچ کر اجازت دے ڈالی۔

www.novelsclubb.com

"جلدی لوٹ آیئے گا۔" مختصر تنبیہ پر وہ سر ہلا کر حرم سے نکل آئی، باغیچے میں باشلق پہلے ہی اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔

ماہ پارہ نے خطوط اس کے ہاتھ سے لے کر مٹھی میں دبوچے اور پھر نظروں سے بچا کر بگھی میں سوار ہو گئی۔

"منزل کی جانب بڑھو بگھی بان." بگھی بان نے لگام کھینچی اور گھوڑے ہنہنا کر سرپٹ دوڑنے لگے۔

تیز ہوا کے جھونکوں سے اس کے بال اڑ کر راجکمار کے چہرے سے ٹکرا رہے تھے مگر پیچھے کھڑے ابریز عالم نے انھیں ہٹانے کی کوشش نہیں کی۔

"راجکمار ہم نے آپ کو کہا تھا اگر امرتسر اور مہرافروز میں سے کسی ایک کو چننا پڑا تو آپ امرتسر کو چنئیے گا۔" اس کی آواز لہجے میں شکوہ پنہاں تھا۔

ابریز تھوڑا آگے بڑھا تو سورج کی کرنیں سیدھا اس کی نیلی آنکھوں میں جھانکنے لگیں۔ نیلے سمندر میں ارتاش پیدا ہوا۔

"ہم فیصلہ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ہم نے اسی کو چننا جس سے عہد کیا تھا۔ امرتسر کے پاس اور بھی قابل نوجوان موجود ہیں لیکن ابریز عالم کے پاس صرف ایک ہی مہرافروز

ہے۔"بھوری آنکھوں نے اس چمکتی پیشانی والے راجکمار کو دیکھا۔ماحول میں فسوس بڑھنے لگا۔ابریز نے اس کے ہاتھوں پر بندھے سرخ کپڑے کو کھولا۔

"آپ کے ہاتھوں پر مہندے کا رنگ تو بہت گہرا آیا ہے۔"مہر نے سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھا۔

"اسے محبت کا رنگ کہتے ہیں۔"ابریز نے بے اختیار ان بھوری آنکھوں کی بلائیں لیں۔

"یہ موت کا رنگ ہے۔"دور کہیں سے سرگوشی ابھری اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہر جانب پھیل گئی۔

صحن میں جھاڑو دیتی لیلا نے جب ماہ پارہ کو خادماؤں کے ہمراہ تحائف لاتے ہوئے دیکھا تو قدرے جھجک سی گئی۔ماہ پارہ نے ایک سرسری نگاہ اس مٹی کے ڈربے نما گھر پر ڈالی اور پھر مسکرا کر لیلا کی جانب متوجہ ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"بیٹھنے کو نہیں کہو گی لیلا۔" لیلا شرمندہ ہو گئی۔ آگے بڑھ کر ایک چھوٹے سے کمرے میں لے گئی جہاں زمین پر قالین بچھی تھی اور ان پر سفید تکیے پڑے تھے۔ ماہ پارہ پوشاک سمیٹ کر بیٹھ گئی۔

"ہم آپ کے لیئے شربت لاتے ہیں راجکماری۔" وہ سر ہلا گئی خوشی سے پھولی لیلا باورچی خانے کی جانب ڈوری.

اس کے جاتے ہی ماہ پارہ نے کراہت سے ارد گرد دیکھا۔ اگر مجبوری نہ ہوتی تو وہ کبھی یہاں نہیں آتی۔

مٹی کے گلاس جس کے باہر رنگوں سے بیل بوٹے بنائے گئے تھے، سرخ شربت ان کے اندر چھلک رہا تھا۔ ایک گلاس راجکماری نے لبوں سے لگایا اور دوسرا لیلا نے چاندنی کو پیش کیا جسے وہ مناسب انداز میں منع کر گئی۔

"چاندنی ہمیں باہر سے شہد لا دیں میٹھا تھوڑا کم ہے۔" لیلا کی مسکراہٹ پھیکی پڑی.

www.novelsclubb.com

"ہم لا دیتے ہیں راجکماری۔" چاندنی نے جھانک کر باہر دیکھا جہاں ابھی ابھی لیلا گئی تھی اور پھر آنکھ سے ماہ پارہ کو اشارہ کیا۔۔

لمحوں کا کھیل تھا۔۔۔

"لیجیے راجکماری شہد لیں۔" چاندنی نے لیلا کے لائے ہوئے شہد سے چمچ بھر کر گلاس میں ڈالا تو ماہ پارہ نے دوسرا گلاس اٹھا کر لیلا کی جانب بڑھایا۔

"تم بھی ہمارے ساتھ نوش کرو۔" بھلا راجکماری کی بات وہ کیسے رد کر سکتی تھی.

"تمھاری اماں کی صحت کیسی ہے؟" آخری گھونٹ حلق سے اتار کر ماہ پارہ نے گھٹنے پر ہاتھ رکھا تو لیلا کے چہرے پر رونق آئی۔

"طبیب نے دوائیں دی ہیں، اللہ نے چاہا تو جلد ٹھیک ہو جائیں گئیں۔" چاندنی نے اس کے خالی گلاس کو دیکھا اور پھر اپنا روپ بدلتی راجکماری کو۔

www.novelsclubb.com

"لیلا تم ہمیں ان خطوط کی نقول تیار کر کے دو۔ جو گر تم نے اپنے یونانی باپ سے سیکھا ہے اسے یہاں استعمال کرو۔" ماہ پارہ نے مکتوب اس کی جانب اچھالے تو وہ ہکا بکا سی ان کے منہ دیکھنے لگی۔

"ہم یہ غلیظ کام ہر گز نہیں کریں گے۔" وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور پھر سرعت سے ناک پر ہاتھ رکھا۔ گرم خون اس کے ہاتھوں پر پھیل گیا۔ اس نے ہراساں ہو کر ماہ پارہ کی جانب دیکھا۔

"تم اگر زندہ رہنا چاہتی ہو تو نقول تیار کرو ورنہ تریاق کو بھول جاؤ۔" گرم گرم آنسو اور خون ابل کر اس کے اندر سے باہر آنے لگا۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر بعد وہ اپنی بگڑی حالت کے ساتھ اسے خطوط تیار کر کے دے چکی تھی۔ چوکھٹ پر کھڑی ماہ پارہ نے تریاق کی شیشی اس کی جانب اچھالی۔

"ہم مہر افروز کو ان جعلی خطوط کے بارے میں بتا دیں گے۔" لیلا خون آلود چہرے کے ساتھ فرش پر گرے گویا ہوئی۔

"ہمیں بے وقوف سمجھ رکھا ہے۔ تمھیں اس زہر کے اثر کو ختم کرنے کے لیئے تریاق کی تین شیشیوں کی ضرورت پڑے گے۔ایک ہم نے تمھیں عنایت کر دی، باقی دوا گر تم نے اپنا منہ بند رکھا تو چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر چاندنی تمھیں پہنچا دے گی۔" جاتے جاتے اپنا سارا تیار شدہ لائحہ عمل وہ اس کو بتا گئی۔راجکماری کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی لیلا نے تکلیف سے سر زمین پر ٹکا دیا۔

اس نے اپنی زندگی کو بچانے کے لیئے مہرافروز کو مرنے کے لیئے پیش کر دیا تھا۔

وہ مجبور تھی۔

بجلی زور سے چمکی تو کھڑکی میں منتظر سی کھڑی ماہ پارہ کا چہرہ روشن ہو گیا۔طوفان سے پردے پھڑ پھڑا رہے تھے،اس نے گردن موڑ کر آخری سانسیں لیتی مشعل کو دیکھا اور پھر سے نظریں باغیچے میں جما لیں۔موسم کے تیور خاصے بگڑے ہوئے تھے۔موسلا دھار بارش کے

www.novelsclubb.com

ساتھ طوفان بھی اپنے عروج پر تھا۔ایک سائے کو باغیچے میں ٹہلتا دیکھ کر وہ فوراً چاندنی کی جانب مڑی۔

"چاندنی یہ مکتوب باشلق کو باغیچے میں پہنچا آؤ وہ جانتا ہے آگے کس کو دینا ہے۔" چاندنی مکتوب لے کر چلی گئی تو ماہ پارہ دوبارہ کھڑکی کے سامنے چلی آئی۔کچھ دیر بعد باغیچے میں دو ہیولے کھڑے دکھائی دیئے اور پھر ماہ پارہ نے باشلق کو واپس جاتے دیکھا۔اس نے کھڑکی کے پردے گرائے اور بستر پر دراز ہو گئی۔

باشلق کو ماہ پارہ نے ابریز کے ہاتھ کے مکتوب کی نقل تیار کر کے مہر افروز کے لیئے ایک جھوٹا پیغام بھجوایا تھا۔وہ مکتوب لیئے کتب خانے میں بیٹھے شاہی قاصد اورنگ دین کے پاس آیا۔

"راجکمار نے مکتوب بھیجا ہے مہارانی مہر افروز تک پہنچانا ہے۔" اورنگ نے چونک کر کتاب سے گردن اٹھائی اور پھر گرجتے بادلوں پر سر جھٹک گیا۔

www.novelsclubb.com

"وہ غلام تھا اسے موسم سے کیا لینا دینا۔" گہری سانس بھر کر وہ مکتوب اس کے ہاتھ سے لے کر بازار کی جانب نکل پڑا۔ اورنگ کی پشت غائب ہونے تک باشلق اسے دیکھتا رہا اور پھر اصطبل کی جانب چلا گیا۔ مہر افروز کے جنگل پہنچنے سے پہلے اسے وہاں پہنچ کر گھات لگانی تھی۔

چاندنی واپس آئی تو دوسرا مکتوب میز پر پڑا دیکھ کر اس کے تجسّس کی رگ پھڑکی۔

"راجکماری اگر آپ برا نہیں منائیں تو ایک بات پوچھوں؟"

"پوچھو چاندنی پوچھو۔" اندھیرے میں جواب کہاں سے آیا تھا اس نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھنا چاہا۔

"یہ دوسرا مکتوب کس لیئے ہے؟" ماہ پارہ نے سلائی سے مشعل جلائی تو اس کی نارنجی روشنی راجکماری کے پورے چہرے پر پھیل گئی۔

"تمھیں کیا لگتا ہے ہم اس بے وقوف سپہ سالار سے شادی کر لیں گے۔۔ ہر گز نہیں۔" وہ رکی، سرسراتی آواز چاندنی کے رونگٹے کھڑے کر گئی۔

"مہر افروز کے قتل کے بعد ہم ایک جھوٹا پیغام ابریز عالم کو بھجوائیں گے جس میں مہر راجکمار کا جنگل میں انتظار کر رہی ہو گی، جب ابریز وہاں پہنچ کر باشلق کے پاس مردہ حالت میں اپنی محبوبہ کو دیکھے گا تو تمھیں لگتا ہے اس کا سر دھڑ پر موجود رہے گا۔" اس نے گردن ترچھی کر کے سفید چہرہ لیئے چاندنی کو دیکھا اور پھر مسکرائی۔

"خس کم جہاں پاک۔" راجکماری نے دونوں ہاتھ جھاڑے، جیسے اس کے ہاتھوں پر موجود خون بھی جھڑ جائے گا۔

وہ سوئی ہوئی تھی جب بارش میں بھیگا اورنگ دین ان کے دروازے پر دستک دینے لگا۔ مہر نے مندی مندی آنکھیں کھولیں اور پھر طوفان کے شور میں دستک کی آواز سننے کی کوشش کرنے لگی۔ اس نے گردن موڑ کر فریدن بیگم کی جانب دیکھا وہ گہری نیند میں تھیں اور پھر اٹھ کر صحن میں چلی آئی۔ دستک تیز ہوئی تو وہ تیز تیز قدم اٹھا کر دروازہ کھول گئی۔

سرتاپاؤں بارش کے پانی میں شرابور وہ سیاہ چغہ پہنے اس کے روبرو کھڑا تھا۔ بھوری آنکھوں میں الجھن ابھری اور پھر اسے اشارے سے اندر لے کر چلی آئی۔

"اتنے خراب موسم میں تم محل سے یہاں کیوں آئے ہو اورنگ؟" اس کی فکر پر وہ آسودگی سے مسکرایا۔

"راجکمار نے آپ کے لیئے مکتوب بھجوایا ہے۔" مہر افروز نے بپھرے ہوئے موسم کو دیکھا اور پھر اورنگ کے ہاتھ سے مکتوب لے کر کھولا۔ آنکھوں میں سوال ہلکورے لینے لگے۔

"کیا ہوا مہر افروز خاتون؟" وہ پریشانی سے اس کی جانب دیکھنے لگا تو مہر کے چہرے پر سوچ کی لکیریں گہری ہوئیں۔

"راجکمار نے آبشار والے جنگل میں ملنے کو بلایا ہے۔" مہر کی بات پر اس کے چہرے پر ناجانے کیوں ناگواری چھا گئی۔

"آپ اس موسم میں مت جائیں ہم محل جا کر مناسب الفاظ میں راجکمار کو منع کر دیں گے۔" وہ سنجیدگی سے بولا تو مہر مسکرا پڑی۔

www.novelsclubb.com

"نہیں اورنگ تم آج یہیں ہمارے گھر رک جاؤ۔ میں راجکمار سے ملنے جاؤں گی ہو سکتا ہے کچھ ضروری کام ہو۔" اورنگ خاموشی سے وہی صحن کی سیڑھیوں پر بیٹھ گیا۔

"ٹھیک ہے آپ جائیں میں آپ کا یہی انتظار کروں گا۔" مہر نے شال اوڑھی اور پھر چلی گئی۔ ہمشیہ کے لیئے۔

اورنگ دین کا انتظار بہت لمبا ہونے والا تھا۔

ٹک ٹک پگھلے وقت کے لمحے

قطرہ قطرہ موت کی پھیلتی وحشت

باشلق زیب کو محل سے گئے دو گھنٹے بیت چکے تھے۔ موسم ہنوز خراب تھا جیسے آج ہی برس کر سب کچھ ختم کر دے گا۔

www.novelsclubb.com

"چاندنی راجکمار تربیت گاہ میں موجود ہیں؟؟"اس نے نیند سے ڈوبی آنکھیں اٹھا کر چاندنی سے پوچھا تو وہ سر نفی میں ہلا گئی۔

"نہیں راجکماری وہ اپنے کمرے میں موجود ہیں، کچھ دیر پہلے مہارانی پکھراج کے ساتھ کھانا تناول کرنے کے لیئے تربیت گاہ سے لوٹ آئے تھے۔"ماہ پارہ نے بستر پر پڑا مکتوب اٹھا کر چاندنی کے حوالے کیا۔

"کسی کی نظروں میں آئے بغیر راجکمار کے کمرے کے باہر کھڑے پہرے داروں کو مکتوب دے آؤ۔"راجکماری نے اپنا آخری پتا بھی پھینک دیا تھا یہ جانے بغیر کہ ہار بھی اسی کی ہونی ہے۔

www.novelsclubb.com

چاندنی کے لوٹنے تک وہ منتظر سی کمرے میں چکر کاٹتی رہی۔جب وہ لوٹی تو ماہ پارہ نے اسے مشعلیں بجھانے کا حکم دیا۔

"چاندنی اب ہمیں طلوع آفتاب کے وقت جگانا، جب راجکمار ابریز اپنی محبوبہ اور سپہ سالار کی لاشیں محل میں لائے گا۔"

سناٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔گہرا سناٹا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے سیاہ چغہ پہنا اور کمر کے گرد تلوار باندھی۔ تیر کمان کو اتنے اندھیرے میں ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں تھی اس لیئے وہ گھر چھوڑ آئی۔ طوفان کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ گھوڑا کچھ دور بھاگتا اور پھر ہوا کے دباؤ کی وجہ سے رک جاتا، بارش کے قطرے پتھر کی مانند چہرے پر لگتے۔ ہر سو گہرا سناٹا اور ویرانی تھی۔ جنگل کی حدود میں داخل ہوتے ہی بارش میں قدرے کمی آئی لیکن درخت ہوا کے دباؤ سے سائیں سائیں کر رہے تھے۔ جنگلی جانور بلوں میں دبکے بیٹھے اس خوفناک موسم سے پناہ مانگ رہے تھے۔ وہ گھوڑے سے اتری تو نیچے کھڑے پانی کے گڑھے میں اس کا پاؤں چھپاک سے لگا۔ مکمل بھیگے ہونے کی وجہ سے اسے سردی محسوس ہونے لگی۔ وہ ہولے ہولے قدم اٹھا کر آگے بڑھتی گئی، آبشار کے بہتے پانی کے بڑھتے شور نے اپنے قریب ہونے کا احساس دلا دیا تھا۔ طوفان کا ایک تیز جھونکا آیا تو وہ گرتے گرتے بچی۔ بروقت درخت کی شاخ کو پکڑا۔

www.novelsclubb.com

"راجکمار۔"۔۔۔۔۔۔۔پہلی بسر اس کی آواز پلٹ کر واپس آئی۔

"راجکمار ابریز۔"اس نے دوبارہ پکارا مگر اس بار طوفان کے شور سے آواز دب گئی۔پانی کے چند قطرے اس کی ٹھوڑی سے ٹپک کر نیچے جا گرے مگر وہ بارش کے نہیں جنگل میں بھٹک جانے کے خوف سے آنے والے پسینے کے قطرے تھے۔

"ابریز باہر آئیں ہم آپ کے بلاوے پر آ گئے ہیں۔"اس کی آواز میں خفگی اور بے چینی تھی۔دل عجیب وہموں کا شکار ہونے لگا۔کسی آدم زاد کے پانی میں موجود گیلے پتوں پر پاؤں رکھنے کی آواز آئی تو اس نے جلدی سے گردن موڑی۔سامنے موجود شخص کو دیکھ کر بھوری آنکھوں میں غصہ در آیا۔اس سے چار فٹ کے فاصلے پر باشلق زیب کھڑا تھا۔کمان پر زہریلا تیر مہر افروز پر تانے، قتل کرنے کو تیار کھڑا غدار سپہ سالار۔

"باشلق تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟اور راجکمار کہاں ہیں؟؟"اس کی سوال کرنے پر وہ یک ٹک اسے دیکھتا رہا،مہر نے نامحسوس انداز میں تلوار کی جانب ہاتھ بڑھایا۔

www.novelsclubb.com

"ہمیں معاف کر دیں مہارانی، لیکن آپ کی زندگی راجکماری ماہ پارہ کے لیئے ہمارے آگے کوئی معنی نہیں رکھتی۔" وہ سرد آواز میں بولا تو طوفان مزید بپھر اجیسے اسے یہ بات اچھی نہ لگی ہو۔ مہر کی آنکھوں میں تکلیف ابھری۔ باشلق نے تیر چھوڑا تو وہ سرعت جھک گئی اور پھر جیسے ہی سر اوپر اٹھا کر کھڑی ہوئی، مہلت ملے بنا ہی ایک اور تیر سیدھا اس کے سینے میں پیوست ہوا۔۔ فضا میں سکوت چھا گیا۔ طوفان ایسے تھم گیا جیسے کبھی آیا ہی نہ ہو۔ گھونسلوں میں دبکے پرندے فضا میں پرواز کر گئے۔ دوسرا تیر باشلق کی کمان کے بجائے درخت پر لگائے گئے گھاٹ سے نکل کر اس کے سینے میں پیوست ہوا تھا۔ وہ اتنا جگرہ نہیں رکھتا تھا کہ مہر افروز کو اپنے ہاتھوں سے مار دیتا۔

مہر افروز ویسے ہی عین دل پر لگے تیر اور سن ہوتے دماغ کے ساتھ چند پل کھڑی رہی۔ مہندی سے سجے ہاتھ کو بے یقینی سے تیر لگے زخم پر رکھا، خون پھیلنے لگا۔ ذہن کے پردے پر ابریز کی شبیہہ اتری۔ آنکھوں سے چند موتی پھسل کر چغے میں جذب ہو گئے۔

(اس کے ہاتھوں کو چومتا ابریز جب وہ اس سے ملنے جاتی تھی۔)

www.novelsclubb.com

گرم سلاخ کی تکلیف جب بڑھی تو وہ کمر کے بل زمین پر جا گری۔ تیر پر لگا زہر آہستہ آہستہ جسم میں پھیلنے لگا۔

(آپ ہمارا سکون ہیں۔) کہیں سے ابریز کی سرگوشی اسے سنائی دی۔

اسے اپنے بازو بے جان ہوتے محسوس ہوئے۔ جسم جلنے لگا، بصارت دھندلانے لگی۔

(ہم آپ پر ایک خراش بھی برداشت نہیں کر سکتے۔) اسے مرتے ہوئے وہ بہت یاد آرہا تھا۔

اس نے پلکیں جھپکیں لیکن ہر چیز نظروں سے اوجھل ہونے لگی۔ اندھیرا اس کے اوپر حاوی ہونے لگا۔ چلنے کی آواز، بارش کے قطروں کی آواز، گھوڑے کے ٹاپو کی آواز، تلواریں ٹکرانے کی آوازیں اور پھر خاموشی، بھوری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔۔۔

ہر چیز ختم ہو گئی۔۔۔ یادیں، منظر، آوازیں۔۔۔

مردہ وجود زمین پر پھیلتے خون میں بھیگ گیا تھا۔۔۔

کہانی ختم ہوئی امرتسر کی مہارانی مر چکی تھی۔

نیلی آنکھوں میں دنیا جہان کے خدشات سموئے ہوئے تھے۔اس نے سرپٹ دوڑتے گھوڑے کی لگام کو گھوڑے کی پشت پر زور سے مارا تو گھوڑا اپنی رفتار بڑھا گیا۔

کچھ دیر پہلے:

ابریز نے تخت سے دستبرداری کا تحریری حکم نامہ لکھا اور پھر مہر لگا کر چمڑے کے لفافے میں لپیٹ کر رکھا۔اسکے پہرے دار نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو وہ مشعل بجھاتے بجھاتے رکا۔سپاہی نے مکتوب پیش کیا تو وہ تخلیہ کا اشارہ کر کے بستر پر جا بیٹھا چند لمحے مکتوب کو دیکھ کر سوچتا رہا کہ آیا کہ اس نے کوئی مکتوب بھیجا تھا جس کا جواب آنا تھا یا نہیں؟

راجکمار

آپ کا بھیجا مکتوب ہمیں مل گیا تھا۔ہم ایک گھنٹے تک جنگل پہنچ جائیں گے۔"

مہر افروز۔

مکتوب کی وہ ایک سطر اس کے پاؤں تلے زمین نکال گئی تھی۔اس نے مکتوب کو الٹ پلٹ کر دیکھا، کوئی سراغ اس پر موجود نہیں تھا۔

دماغ میں بس ایک ہی بات آئی کہ مہر افروز اس خوفناک موسم کے ساتھ جنگل میں اکیلی ہو گی۔

محل میں زلزلہ آگیا تھا، وہ اصطبل میں آیا تو گھبرائی ہوئی پکھراج بیگم بھی لپک کر اس کے پیچھے آئیں۔

"بیٹے کیا بات ہے؟؟ ہمیں کچھ تو بتائیں؟" وہ اس کا ہاتھ پکڑے پریشانی سے بولیں تو ابریز کے چہرے کے تاثرات کچھ غلط ہونے کا پتا دے گئے۔

"ہم صبح تک لوٹ آئیں گے۔" یہ ایک آخری جملہ تھا جو وہ اپنی ماں سے کہہ کر گیا تھا۔

محل میں صرف ایک وجود پر سکون نیند سو رہا تھا۔راجکماری ماہ پارہ عالم۔

حال:

جب وہ جنگل کے قریب پہنچا تو طوفان تھم گیا تھا یہ وہی وقت تھا جب مہرافروز کو تیر لگا تھا۔اس نے گھوڑا وہیں چھوڑا اور پیدل بھاگنے لگا۔اسے جلدی پہنچنا تھا، مہرافروز اس کا انتظار کر رہی ہو گی۔ پسینے اور خوف سے شرابور ابریز عالم حواس باختہ ہوا جب آبشار کے قریب پہنچا تو باشلق نے خوف سے اس آنے والے وجود کو دیکھا۔

"راجکمار؟"چند ثانیے کو خوفزدہ ہوا اور پھر تاثرات بدل گیا۔اگر وہ راجکماری کے لیئے ایک قتل کر چکا ہے تو وہ دوسرا بھی کرے گا۔درخت کے ساتھ کمان ہاتھ میں پکڑے کرخت چہرہ لیئے باشلق اسے افسوس کرتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"باشلق ق ق!"اس کا سانس پھولا اور رگیں تنی ہوئی تھیں۔

"باشلق زیب مہرافروز کہاں ہے؟"ابریز تلوار نکال کر اس پر وحشیانہ انداز میں چھپٹا۔۔جیسے اسے یہیں زمین میں زندہ گاڑ دے گا۔ابریز نے اس کا گریبان جھنجھوڑ اڈالا اور پھر

پوری قوت سے تلوار اس کے دائیں بازو پر ماری۔ گوشت کٹنے کی آواز اور خون کی چھینٹے ابل کر زمین پر گرے۔ باشلق لڑکھڑا کر نیچے جا گرا۔

"مہر افروز کہاں ہے؟؟" اس نے گھسیٹ کر اسے دوبارہ اپنے روبرو کیا اور درشتی سے پوچھا۔

"آپ کی مہر افروز مر چکی ہے. میں نے اسے جان سے مار دیا ہے۔" یہاں ابریز عالم ہار گیا تھا۔ ہاتھ گریبانِ سے پہلو میں جا گرے تھے۔ نیلی آنکھیں ساکت ہو گئیں۔

"وہ رہی آپ کی مہر افروز۔" اس نے تلوار سے ایک جانب زمین پر پڑے نسوانی وجود کی طرف اشارہ کیا تو وہ سر نفی میں ہلاتے ہوئے مہر کے قریب چلا آیا۔

سفید چہرہ، بند آنکھیں، سینے میں کھبا تیر اور ہر جانب پھیلا سرخ مائع۔ قیامت خیز منظر تھا۔ وہ بھول گیا کہ کوئی باشلق زیب وہاں موجود ہے اسے دکھائی دیا تو صرف اپنی مہر افروز کا بے جان وجود۔

www.novelsclubb.com

ابریز نے اس کا سر گود میں ڈالا اور پھر دونوں ہاتھ اس کے ٹھنڈے چہرے پر رکھ کر حلق کے بل چیخا۔ باشلق نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا اور پھر دبے پاؤں ابریز کے قدرے قریب ہوا۔

"مجھے معاف کر دیں راجکمار۔" باشلق نے اپنی دونوں زخمی بازوؤں کو تلوار پر جما کر اس کی جانب پشت کیئے بیٹھے ابریز پر وار کیا۔ تلوار اس کی کمر کو چیرتے ہوئے پیٹ میں جا کھبی۔ درد کی ایک لہر اس کی کمر اور پیٹ میں اٹھی اور پھر وہ دھرا ہو کر مہر کے ایک جانب گر گیا۔

باشلق نے اسے تڑپتے ہوئے وہیں چھوڑا اور گھوڑے پر سوار ہو کر نکل گیا۔

ابریز مہر کے دائیں جانب زخمی پڑا تھا، خون کی نہریں نکل نکل کر جنگل کو وحشت ناک بنا رہی تھیں۔ کتنی دیر وہ گردن مہر افروز کی جانب موڑے اپنے زخموں سے لڑتا رہا۔ جب وجود لاغر ہو گیا تو اس نے مہر کا ہاتھ گرفت میں لیا اور پھر امرتسر کا راجکمار اپنی مہارانی سے جا ملا۔

"ہماری کہانی کسی اور دور میں مکمل ہو گی۔"

مہارانی پکھراج نے ساری رات جاگ کر کاٹ دی تھی۔ جہان آرا بیگم ستا ہوا چہرہ لیئے مسہری پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ تمام خادمائیں منتظر منتظر سی حرم میں موجود تھیں کہ کب خبر آئے گی۔ سورج نے جیسے ہی سر نکالا تھا پکھراج بیگم نے سپاہیوں کا ایک دستہ جنگل روانہ کر دیا تھا۔ انھے گئے اب تو کافی وقت گزر چکا تھا وہ لوٹنے والے تھے۔ نقارہ بجا تو حرم میں موجود دل رفتار سے دھڑکنے لگے۔ جہان آرا بیگم اور خادمائیں اٹھ کر باہر لپکیں لیکن پکھراج ویسے ہی مسہری پر بیٹھی رہیں۔ انھیں ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے ٹانگوں میں جان ختم ہو گئی ہو۔

داخلی دروازے سے سپاہی اندر داخل ہوئے اور پھر وہ ساتھ دونوں کے سفید چادروں سے ڈھکے وجود بھی لائے تھے۔ خادماؤں نے ہاتھ لبوں پر جمائے۔ جہان آرا بیگم وہیں زمین پر بیٹھتی چلی گئیں۔ چمپا پتھرا گئی۔

ماہ پارہ اپنا سنگھار مکمل کر کے آئینے کے سامنے سے اٹھی تو ہانپتی ہوئی چاندنی اندر داخل ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"غضب ہو گیا راجکماری، غضب ہو گیا۔" وہ دونوں ہاتھ ہوا میں دکھ سے لہراتے ہوئے بولی تو سفید محل گھنٹیوں سے بج اٹھا۔

"یہ گھنٹی تو شاہی فرد کے مرنے پر بجائی جاتی ہے چاندنی.. یہ۔۔۔یہ۔۔" ماہ پارہ کا رنگ سفید پڑا اور پھر کچھ غلط ہو جانے کے خوف سے پوشاک کو دبوچ کر پلنگ کے ساتھ ٹیک لگائے زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔

"راجکمار۔۔۔راجکمار۔۔۔" لفظ کھو گئے تھے۔ وہ ابریز عالم کی موت کی وجہ بن گئی تھی۔

چاندنی افسوس سے اس نفسیاتی مریضہ کو دیکھنے لگی۔

حرم میں مسہری پر بیٹھی مہارانی پکھراج کے کانوں نے گھنٹیاں سنی تو بے اختیار آنکھیں بند کر گئیں۔ لب کپکپانے لگے، وجود شل ہونے لگا۔

"یا اللہ۔۔"

من من کے بھاری قدم اٹھاتا اورنگ دین جب لاشوں کے قریب آیا تو ہمت جواب دے گئی۔**اس کی محبت کسی اور کی محبت میں مر گئی تھی۔**وہ ساری رات سیڑھیوں پر بیٹھا اس کا انتظار کرتا رہا تھا۔

کاش وہ اسے روک لیتا۔

دیکھنے والوں نے اب بھی مہر افروز کا ہاتھ ابریز عالم کے ہاتھ میں قید دیکھا تھا۔

"راج محل کے دورازے بند کر دو۔"ایک سپاہی نے ہانک لگائی تو امرتسر کی ادھوری کتھا اختتام کو پہنچی۔

دروازے بند ہوئے اور دوسری جانب پھیلا اندھیرا روشنی سے ختم ہونے لگا۔

محل کا دروازہ خود بخود کھلا تو روشنی کا ایک تیز ریلا ان کی آنکھوں پر حملہ آور ہوا۔افریشم نے ہاتھ کا چھجا بنا کر چہرے کے سامنے کیا تاکہ روشنی سے اپنی آنکھوں کو بچا سکے۔ محل کی سیڑھیاں عبور کر کے وہ احاطے سے باہر آئے تو دران نے پاس پڑے پتھر کو گھسیٹ کر افریشم کی

جانب کیا۔دونوں کے کپڑے دھول مٹی سے اٹے پڑے تھے، جسم پر زخموں کے نشان بھی تھے لیکن نہ ہی درد تھا اور نہ ہی کوئی خون جیسے بہت زمانے پہلے کے ہوں۔وہ دونوں ایک دوسرے سے نظریں چرائے بیٹھے رہے۔

"ادھم،اسامہ اور امتنان کہاں ہوں گے؟؟ہمیں انھیں ڈھونڈنا چاہیئے دران؟"افریشم نے پہل کی تو دران نے ایک بھرپور نظر اس پر ڈالی۔وہ اسی جینز شرٹ میں ملبوس تھی، بھورے گھنگریالے بال پونی میں تھے لیکن ایک چیز پر اس کی نگاہ اٹک گئی۔سفید گول موتیوں کی لڑیاں اس کے بالوں میں ابھی تک لگی تھیں۔

کھانسنے کی آواز پر وہ دونوں چونکے سامنے امتنان اور اسامہ لٹے پٹے حال میں ان کی جانب چلے آرہے تھے۔دران اٹھ کر ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"تم لوگ ٹھیک ہو؟؟"اس نے امتنان کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ سر اٹھا کر اس نیلی آنکھوں والے دران کو دیکھنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"ہم محل میں قید ہو گئے تھے نادران؟؟؟اس کے بعد کیا ہوا تھا؟؟مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔"افریشم سرعت سے نظریں موڑ گئی۔دران نے اسکا کندھا تھپتھپایا۔

"یہ ہمیں بھی معلوم نہیں ہے۔"امتنان نے اسے بغور دیکھا اور پھر فضا میں ابھرنے والی کراہ پر وہ مڑا۔

ادھم جس کے دونوں بازو سے خون بہ رہا تھا جیسے چھری سے کٹ لگایا گیا ہو اافریشم اور دران نے نظروں کا تبادلہ کیا اور پھر وہیں پر امتنان کی مدد سے جتنی ہو سکی مرہم پٹی کر دی۔

"ہم یہاں پہیلی سلجھانے آئے تھے اور خود ہی پہیلی بن گئے ہیں۔"ان سب میں سب سے زیادہ کوفت کا شکار ادھم لگتا تھا۔

"ایک منٹ ہم چار تاریخ کو یہاں آئے تھے۔اور آج چھ تاریخ ہے یعنی ہم دو دن اس محل میں قید رہے۔"اسامہ نے اچانک سے اپنی سمارٹ واچ کو دیکھا کر بتایا تو دران کندھے اچکا گیا۔

www.novelsclubb.com

"باقی باتیں بعد میں کرنا پہلے ہمیں ادھم کو ہاسپٹل لے کر جانا ہے۔"افریشم نے ادھم کے درد سے بگڑے چہرے کے زاویے دیکھ کر کہا تو وہ ایک الودعی نظر محل پر ڈال کر ٹیکسی میں سوار ہو گئے جسے دران نے بروقت کال کر کے بلا لیا تھا۔

بوڑھی عورت نے بالائی کمرے سے جھانک کر ان پانچویں کو گاڑی میں سوار ہوتے دیکھا اور پھر پلٹ گئی۔

ادھم کی مرہم پٹی کروا کر وہ ایک دن مزید انڈیا میں رکے تھے، آج ان کی واپس مانچسٹر کی فلائٹ تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہم جس کام کے لیئے امرتسر آئے تھے وہ تو ہوا ہی نہیں۔"اسامہ نے ببل گم منہ میں رکھی اور پھر افریشم سے مخاطب ہوا جو سر جھکائے موبائل فون پر مصروف تھی۔ادھم اور امتنان بھی جواب کے منتظر تھے۔

"Don't worry"

"میں نے ساری انفارمیشن پریزنٹیشن تیار کرلی ہے جو آخری حصہ اس کا رہ گیا ہے وہ فلائٹ میں مکمل کرلوں گی۔اور پھر تم سب کو شئیر کردوں گی۔"اس نے نظریں اٹھائے بغیر اسے جواب دیا تو وہ پر سکون ہو گیا۔دران نے اپنے موبائل سے کچھ اس کی جانب بھیجا تو افریشم نے فوراسر اٹھا کر دران کو دیکھا۔

"اگر تم دونوں ابھی بھی ایک دوسرے سے ناراض ہو تو مجھے قاصد کے طور پر استعمال کر سکتے ہو۔"امتنان نے آفر کی تو دران نے آبرو اچکایا۔

"رہنے دو تمھارے ہی پہنچائے گئے غلط پیغام نے موت کے گھاٹ اتروادیا تھا۔"افریشم اچانک سے بولی تو ان تینوں نے بجلی کی رفتار سے گردن اس کی جانب موڑی البتہ دران ویسے ہی تاثرات بنائے بیٹھا رہا۔

"کیا بولا تم نے؟"ادھم سیٹ کی پشت چھوڑ کر آگے ہوا۔افریشم نے زبان دانتوں تلے دبائی۔وہ جو جواب بنانے لگی تھی فلائٹ کی اناؤنسمنٹ ہونے پر خلاصی پا گئی۔

چھ گھنٹے بعد:

www.novelsclubb.com

"سیریئسلی افریشم میں حیران ہوں ان دونوں کی لووسٹوری کی اتنی ٹریجڈیک اینڈنگ تھی۔" وہ ائیرپورٹ پر اتر چکے تھے اور اب ادھم اس کی بھیجی گئی پریزنٹیشن پر بحث کر رہا تھا۔

"سب چھوڑو مجھے تو لگتا ہے اس کہانی میں شاہی قاصد ہمارا امتنان ہی تھا۔" ادھم نے اس کے کندھے پر زور سے ہاتھ مارا تو وہ نظریں چرا گیا۔ افریشم نے امتنان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھے اور پھر رخ موڑ کر آگے پیچھے دیکھنے لگی۔

"بکواس مت کرو۔" اس نے ادھم کو دھکا دے کر پیچھے دھکیلا تو سب ہنس پڑے سوائے دران کے۔ امتنان نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو ایک کھردرا سا کاغذ اس کے ہاتھ سے ٹکرایا۔ امتنان کھلے دل سے مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"وہ مہاراجہ جہانداد عالم کی جانب سے جاری کیا گیا حکم نامہ تھا جس میں اورنگ دین کو شاہی قاصد مقرر کیا گیا تھا۔"

"میں سوچ رہا ہوں اگر میں اس کہانی میں ہوتا تو کون سا کردار ہوتا؟؟"اس نے بڑے ہی مایوس انداز میں سوال کیا تو دران کے چلتے قدموں کو بریک لگی۔افریشم نے دران کا تاریک پڑتا چہرہ دیکھا۔ادھم بھی منتظر تھا صرف امتنان کہیں اور مگن تھا۔

دران نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور پھر دلکشی سے مسکرایا۔

"تم ہمارے بھائی تھے۔"اسامہ مسکرا پڑا،دل مزید پھول گیا تھا۔اس نے غور بھی نہیں کیا تھا کہ دران نے "ہوتے" کے بجائے "تھے" کہا تھا۔

"ویسے افریشم نے باشلق کے بارے میں لکھا ہے کہ اسے بازار میں لٹکا کر آگ لگے تیر مارے گئے تھے جس سے اس کی موت ہوئی تھی اور راجکماری ماہ پارہ نے خودکشی کی تھی۔ تمھیں یہ کیسے معلوم پڑا؟"امتنان نے سیدھا اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کیا تو وہ ہنس پڑی،بھوری آنکھیں پرسکون ہوئیں۔

"امرتسر کے شاہی قاصد نے مہرافروز کے عشق میں جو کتاب لکھی تھی اس کے آخری باب میں لکھا تھا۔اور وہ کتاب مجھے انٹرنیٹ سے مل گئی تھی **"امرتسر کی کتھا"**۔"امتنان کے

چہرے کا رنگ بدلا، ایک بیٹ مس ہوئی۔ دران نے اکھڑی اکھڑی نگاہ ان دونوں پر ڈالی اور اپنی گاڑی کی طرف چلا آیا۔

سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو دران، افریشم کو ڈراپ کرنے کے لیئے نکل پڑا۔

"ہمارا ماضی صرف ہم دونوں کو ہی یاد ہے افریشم۔" دران کی آواز نے گاڑی میں سکوت توڑا تو افریشم مسکرائی۔

"امتنان حیدر کو بھی سب یاد ہے دران۔" دران نے حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"تمھیں کیسے معلوم پڑا؟؟" اب وہ ماتھے پر بل لیئے پوچھ رہا تھا۔

"کیونکہ اس کی جیب میں حکم نامہ ہے جسے وہ ہم سب سے چھپائے ہوئے ہے۔ تم نے اس کا سوال کرنا نہیں دیکھا." افریشم اسے اندر تک جان گئی تھی۔

دونوں خاموش ہوئے تو سکوت کا ایک لمبا وقفہ آیا۔

"کیا اب امرتسر کی خوبصورت مہرافروز اپنے راجکمار ابریز عالم سے شادی کریں گی؟" دران اچانک سے بولا تو افریشم پہلے ششدر رہ گئی اور پھر دونوں ہاتھ خوشی سے لبوں پر جمائے۔ وہ مغرور آدمی اتنی جلدی اپنی خواہش کا اظہار کر دے گا اس نے سوچا نہیں تھا۔

"ہاں ضرور لیکن آئندہ مجھے تم اس چھلی ہوئی مرغی کے ارد گرد نظر نہ آؤ دران کیف۔" دران نے کراہ کر سر سٹیرنگ پر رکھا۔

"دو سو سال کے بعد لوٹ کر آئے ہیں ہم اور تمھیں ابھی تک وہ لڑکی یاد ہے۔" وہ واقعی ہکا بکا تھا۔

"ہمیں سب یاد رہتا ہے راجکمار۔" دران نے گردن موڑ کر اس کی چمکتی بھوری آنکھوں کو دیکھا اور پھر مسکرا کر سر جھٹک گیا۔

"اس طویل سفر میں وہ اسے بہت پیاری ہو گئی تھی۔"

تین سال بعد:

www.novelsclubb.com

آج اسامہ کے دو سالہ بیٹے کی سالگرہ تھی۔افریشم سیاہ سلک کی ساڑھی پہنے ہوئے تھے جس کا بلاؤز چمکیلا اور بازو جالی دار تھے۔ گھنگریالے بالوں میں وہ موتی کی لڑیاں آج بھی پوری شان سے چمک رہی تھیں۔دران کیف اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ سیاہ ڈنر سوٹ میں ملبوس تھا۔

"ہیلو بیوٹی فل لیڈی۔"امتنان حیدر سرمئی رنگ کا فورپیس پہنے افریشم تک آیا تو دران نے ناک سکوڑی۔

"کتنی بار کہا ہے شاہی قاصد میری بیوی سے فلرٹ مت کیا کرو۔"دران نے اس کے ماتھے پر انگلیوں سے چٹکی بجائی تو وہ سر جھٹک گیا۔

www.novelsclubb.com

"Who care's??"

امتنان ناک سے مکھی اڑا گیا۔

"ادھم نے ہمیں آج اپنی فیونسی سے ملوانا تھا۔"افریشم کے بولنے کی دیر تھی ادھم ایک ستائلش سی لڑکی کو ساتھ لیئے ان کی جانب چلا آ رہا۔

اس نے سرخ رنگ کی انڈین ساڑھی پہن رکھی تھی بال جوڑے میں باندھ رکھے تھے جبکہ سر پر فیشن کے لیئے سنہری تاج پہن رکھا تھا۔افریشم اور دران کا منہ حیرت سے کھل گیا۔بیک وقت دونوں کے منہ سے ایک ہی نام نکلا۔

"راجکماری ماہ پارہ."

"ظاہری بات اب باشلق زیب کی محبوبہ راجکماری ماہ پارہ ہی ہو سکتی ہے۔"امتنان نے چٹکلا چھوڑا اور پھر باری باری ان سے ملنے لگا۔

"مجھے فروا منیر کہتے ہیں اور آپ کی تعریف؟"فروا خاتون نے جب کافی دیر تک دران کیف کا ہاتھ نہ چھوڑا تو افریشم نے امتنان کو گھور کر مدد مانگی۔

www.novelsclubb.com

He is Duran kaif and she's Mrs duran Kaif.

امتنان کے بتانے پر فروا پھیکا سا مسکرا کر ادھم کا بازو پکڑ گئی۔دران نے اپنے بازوؤں کا گھیرا افریشم کے گرد بنایا تو وہ سکون کی گہری سانس لے گئی۔فروا خاتون نے واپس جاتے ہوئے امتنان کو گھورنا اپنا فرض سمجھا تھا۔

"اب تم بھی اپنے لیئے کوئی لڑکی پسند کر لو امتنان" افریشم نے اسے مشورہ دیا تو اس نے ٹھوڑی کھجائی۔

"کہیں سے مہر افروز لا کر دے سکتی ہو تو مجھے رشتہ منظور ہے۔" اس کے بولنے کی دیر تھی دران نے ایک مکا اس کے جبڑے پر دے مارا۔

اب وہ دونوں ایک دوسرے سے گتھم گتھا سڑک پر پڑے جنگلیوں کی طرح لڑ رہے تھے اور مہارانی مہر افروز ان جنگلیوں پر افسوس کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

"دران لیٹ آئے تو اپارٹمنٹ کا دروازہ نہیں کھولوں گی۔" دور جاتے ہوئے اس نے ہانک لگائی تو وہ دونوں فٹ پاتھ پر بیٹھے ہنسنے لگے۔

www.novelsclubb.com

"بھائی وہ وقت اور تھا جب وہ تمھیں راجکمار راجکمار کہتے تھکتی نہیں تھی، اب تم بس ایک مجبور شوہر ہو۔" امتنان ہنستے ہوئے بولا تو دران سر جھکا کر مزید ہنسنے لگا۔

"اور تم ایک کنوارے عشق کے مارے قاصد۔" دونوں کے قہقہے ہوا میں بلند ہوتے جا رہے تھے۔

مہر افروز اور ابریز کی کہانی تو ادھوری رہ گئی تھی لیکن دران کیف اور افریشم نور نے اسے مکمل کر دیا تھا اور کچھ کردار ادھورے ہی اچھے لگتے ہیں جیسے شاہی قاصد اورنگ دین یا انتان کبیر بھی کہ سکتے ہیں۔

ختم شد

---

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: